بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۝

تحفۃ الاحباء

فی

اثبات الوجد والتواجد والرقص والغشی والبکاء

مؤلف

پیر طریقت، رہبر شریعت، آفتاب ہدایت

حضرت علامہ صاحبزادہ سید عبد الحق حنفی ترمذی سیفی

دامت برکاتہم العالیہ

فاضل جامعہ قمر العلوم فریدیہ رضویہ کراچی

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ

متصل پیٹرول پمپ فقیرہ کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

تحفة الاحباء

فی

اثبات الوجد و التواجد و الرقص و الغشی و البکاء

پیر طریقت، رہبر شریعت، آفتاب ہدایت

حضرت علامہ صاحبزادہ سید عبد الحق حنفی ترمذی سیفی

دامت برکاتہم العالیہ

فاضل جامعہ قمر العلوم فریدیہ رضویہ کراچی

جامعہ عثمانیہ ٹھٹھہ سندھ

الناشر

شعبۂ نشر و اشاعت

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

بالمقابل پیٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

نام کتاب: تحفۃ الاحباء فی اثبات الوجد و التواجد والرقص والغشی والبکاء

مصنف: صاحبزادہ سید عبدالحق شاہ سیفی ترمذی

نظرِ ثانی: حضرت علامہ پیر مفتی عبدالستار سیفی

باہتمام: حضرت علامہ مفتی سید احمد علی شاہ سیفی ترمذی

طباعت: جمیل برادرز 0332-2316945

اشاعتِ اوّل: رجب المرجب ۱۴۳۰ھ بمطابق جولائی 2009ء

تعدادِ طباعت: ایک ہزار

ہدیہ: 200 روپے

ناشر: شعبہ نشر واشاعت جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ
بالمقابل شیل پیٹرول پمپ والی گلی، فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن، کراچی

موبائل: 0300-2903600
0346-2000274

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلے میں کہ وجد اور تواجد، غشی اور بکاء اور رقص جو کہ یہ حالات شریفہ سالکین کے اوپر وارد ہوتے ہیں آیا قرآن مجید اور احادیث مبارکہ اور فقہاءِ کرام کے اقوال سے ثابت ہے یا نہیں، اگر ثابت ہے تو اس سے انکار کرنا کیسا ہے۔

بینوا وتوجروا

سائل محمد عدنان غیور سیفی

الجواب ومنه الصدق والصواب!

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جذب قلوب العارفين الىٰ جنابه، واحرق صدور العاشقين باستماع كتابه وعجزت آراء العقول عن ادراك كنه ذاته وتحيرت الفهام الفحول في معرفة صفاته، وخلق نوع الانسان واودع فيه جميع ما في مكنوناته وشرّفه وكرّمه علىٰ سائر العٰلمين بخلافته ورفع درجاته الى اوج القرب اقصىٰ غاياته والصلوٰة والسلام الاتمّان الاكملان علىٰ اشرف مخلوقاته وعلى اله واصحابه الذين كانوا آئمة الحق وولاته، وعلى اوليائه الذين تمسّكوا سيرته في جميع حالاته، امّا بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. " اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ،

(صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ) (سورۃ:الزمر:پارہ:۲۳)

مسئلۂ وجد اور تواجد اور جذب قرآن واحادیث مبارکہ اور فقہاءِ کرام کے اقوال سے ثابت ہے جو ہم انشاء اللہ وتعالیٰ بیان کرینگے لیکن میرے خوش قسمت بھائی یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ وجد لغت میں مطلوب پانے کو کہا جاتا ہے اور اس کا استعمال غمی اور خوشی، محبت اور شوق وذوق، قدرت وعلم وغیرہ میں ہوتا ہے، لیکن اہلِ تصوف کی اصطلاح میں وجد، ذوق وشوق باطنی فیض الٰہی کو کہا جاتا ہے۔ اور تواجد تکلفاً حالتِ وجد کا اظہار کرنے کو کہا جاتا ہے۔

''امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں''

''التواجد استدعاء الوجد بضرب الاختیار ولیس لصاحبه کمال الوجد''

ترجمہ: تواجد اپنی طرف سے حالتِ وجد کو ظاہر کرنا ہے جبکہ اس کو وجدِ حقیقی حاصل نہ ہو۔

''امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں''

''التواجد المتکلف فمنه مذموم ومنه محمود''

ترجمہ: تواجد تکلف سے وجد ظاہر کرنا جب ریا مطلوب ہو تو مذموم ہے جبکہ اگر وجد حقیقی سے مشابہت مقصود ہو تو محمود ہے۔

''علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں''

''ولاشک ان التواجد وهو تکلف الوجد واظهاره من غیر ان یکون له وجدًا حقیقتًا فمنه تشبه باهل الوجد الحقیقی وهو جائز بل مطلوب شرعًا''

ترجمہ: اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ تکلف کے ساتھ وجد کا اظہار جب حقیقت میں

نہ ہو۔اس میں وجد حقیقی والوں کی مشابہت ہے تو جائز ہے بلکہ مطلوب شرعی ہے۔

””عین العلم کے صفحہ نمبر 205 میں عبارت اس طرح لکھی ہوئی ہے“

”والتواجد مذموم لریآء لا لقصد الوصول الی الحقیقة“

ترجمہ: تواجد دیکھاوے کے لئے مذموم ہے حقیقت تک پہنچنے کے لئے مذموم نہیں بلکہ محمود (اچھا) ہے۔

تواجد تکلف کے ساتھ وجد ظاہر کرنے کو کہا جاتا ہے اور وجد کی جتنی تعریفیں بزرگوں نے کی ہیں سب کا مرجع (حاصل) ایک ہے فرق صرف اسباب میں ہے۔ ”جس طرح ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں“

”الوجد وارد حق یزعج (ای یمیل) القلوب الی الحق“ ”کما فی احیاء العلوم: جلد: ۲: ص: ۲۶۱“

ترجمہ: وجد اللہ کی طرف سے ایسا ایک وارد ہے جو دلوں کو اللہ کی طرف مائل کرتا ہے جیسا کہ احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف میں فرمایا“

”الوجد وارد یرد من الحق سبحانه“ کما فی عوارف المعارف“

ترجمہ: وجد اللہ تعالیٰ کی جانب سے عارفوں پر وارد ہونے والے فیض کا نام ہے۔

”اور ابوالحسن دراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں“

”الوجد عبارة عما یوجد عند السماع“ ”کما فی احیاء العلوم: جلد: ۲: ص: ۲۶۱“

ترجمہ: وجدان احوال کا نام ہے جو سماع اور نعت خوانی میں سالکوں پر وارد ہوتی ہے۔

''اورابوسعید بن اعرابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں''

''الوجد رفع الحجاب ومشاهدة الرقيب وحضور الفهم وملاحظة الغيب ومحادثة السر وايناس المفقود'' ''كما في احياء العلوم: جلد: ٢: ص: ٢٦١''

ترجمہ: وجد باطنی حجابات اٹھ جانے اور نگہبان حقیقی مشاہدہ کرنے اور فہم وفراست حاصل ہونے اور غیب کے مرتبوں کے ملاحظہ ہونے اور رازوں کے حصول کے ساتھ مشغول ہونے اور گم شدہ نعمت پانے کا نام ہے۔

''اور عین العلم کے صفحہ 404 میں درج ہے''

''الوجد صادق القلب من شوق وخوف وحزن وقلق ويجدى نقآء القلب وحصول العلم والمكاشفة وربما لا يمكن تعبير منه''

ترجمہ: وجد صادق دل کے احوال جیسے شوق، خوف، غم، پریشانی (اضطراب) کو کہا جاتا ہے وجد دل کی صفائی لاتا ہے علم باطنی اور کشف اس سے حاصل ہوتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وجد کی تعبیر ہی ممکن نہیں رہتی۔

''اور عمر بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں''

''لايقع على كيفية الوجد عبارة لانه سر الله عند عباد المؤمنين الموقنين'' ''كما في احياء العلوم: جلد: ٢: ص: ٢٦١''

ترجمہ: وجد کی کیفیت عبارۃ میں نہیں آسکتی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے۔ کامل یقین رکھنے والے مسلمانوں کے ساتھ۔

''اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں''

"الوجد عبارة من حالة يثمرها السماء وهو عارد حق جديد عقيب السماء يجده المستمع من نفسه" "كما فی الاحیاء العلوم فی آثار السماع وآدابه: جلد:۲:ص: ۲۶۱"

ترجمہ: وجد ایسی حالت کو کہا جاتا ہے جو کہ نعت خوانی سے پیدا ہوتی ہے۔ نعت سننے والا اس وارد حق کو اپنے اندر پاتا ہے۔

"امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں"

"الوجد الحق هو ينشاء من فرط حب اللّٰه وصدق ارادته وشوق الی لقائه" "كما فی الاحیاء"۔

ترجمہ: وجد حق اللہ تعالیٰ سے کامل محبت اور سچی ارادۃ اور اللہ جل شانہ سے ملاقات کے شوق کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔

"اور ابوالحسین دراج فرماتے ہیں"

"الوجد عبارة عما يوجد عند السماع، وقال: حال بی السماع فی میادين البهاء فاوجدنی وجود الحق عند العطاء فسقانی بكاس الصفاء فادركت به منازل الرضاء واخرجنی الی رياض التنزه والفضاء" "كما فی الاحیاء: ج: ۲:ص: ۲۹۲"

ترجمہ: حضرت ابوالحسین دراج رحمۃ اللہ علیہ سماع میں پائے جانے والے وجد کے بارے میں فرماتے ہیں، وجد اس چیز کو کہتے ہیں جو سماع کے وقت پائی جاتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں مجھے سماع رونق کے میدانوں میں دوڑاتا ہے تو عطا کے وقت وجود حق نے مجھ پر وجد طاری کر دیا۔ اور مجھے جام صفا پلایا جس سے میں نے رضا کی منازل کو پالیا اور اس نے مجھے ہوا خوری

اور فضاء کی باغ کی سیر کرائی۔

''اور ابوسعید بن اعرابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں''

''الوجد اول درجات الخصوص وهو ميراث التصديق بالغيب فلما ذاقوه وسطع في قلوبهم نوره ذال عنهم كل شك وريب''''كما في الاحياء: ج: ٢: ص: ٢٩٢''

ترجمہ: ابوسعید بن اعرابی فرماتے ہیں کہ وجد خصوصیات کا پہلا درجہ ہے اور یہ غیب کی تصدیق کی میراث ہے جب وہ اسے چکھتے ہیں اور ان کے دلوں میں اس کا نور چمکتا ہے تو ان سے ہر شک دور ہو جاتا ہے۔

''اور اسی طرح ابوسعید بن اعرابی فرماتے ہیں''

''الذي يحجب عن الوجد رؤية آثار النفس وتعلق بالعلائق والاسباب: لان النفس محجوبة باسبابها فاذا انقطعت الاسباب وخلص الذكر وصح القلب ورق وصفا ونجحت الموعظة فيه وحل من المناجات في محل قريب وخوطب وسمع الخطاب بائذ واعية وقلب شاهد وسر ظاهر فشاهد ما كان من خاليا: فذالك هو الوجد لانه قد وجد ما كان معه وما عنده''''كما في الاحياء: ج: ٢: ص: ٢٩٢''

ترجمہ: ابوسعید بن اعرابی مزید فرماتے ہیں کہ نفس کے آثار کو دیکھنا اور اسباب سے تعلق وجد کے سامنے حجاب ہے کیونکہ نفس اسباب کی وجہ سے پردے میں ہوتا ہے۔ جب اسباب منقطع ہو جائیں ذکر خالص اور دل صاف اور رقیق ہو جائے اور اس میں نصیحت اثر کرے اور مناجات کے سلسلے میں قریب کے مقام پر اتر جائے اسے خطاب ہو تو وہ اسے ہوش کے کانوں،

حاضر دل اور سرِ ظاہر سے سُنے اور جس سے خالی تھا اس بات کا مشاہدہ کرے تو یہ وجد ہے۔
کیونکہ بعض اوقات وہ اس چیز کو پالیتا ہے جو اس کے پاس نہ تھی۔

"مزید فرماتے ہیں"

"الوجد ما یکون عند ذکر مزعج او خوف مقلق او توبیخ علی ذلة او محادثة بلطیفة او اشارة الی فائدة او شوق الی غائب او آسف علی فائة او ندم علی ماض او استجلاب الی حال او داع الی واجب او مناجاة بسر، وهو مقابلة الظاهر بالظاهر والباطن بالباطن والغیب بالغیب والسر بالسر واستخراج مالک بما علیک مما سبق السعی فیه فیکتب ذالک لک بعد کونه منک، فیثبت لک قدم بلا قدم وذکر بلا ذکر، اذ کان هو المبتدی بالنعم والمتولی والیه یرجع الامر کله فهذا ظاهر علم الوجد: واقوال صوفیة من هذا الجنس کثیرة فی الوجد "" کما فی الاحیاء: ج:۲: ص: ۲۹۲"

ترجمہ: مزید فرماتے ہیں کہ وجد اس وقت ہوتا ہے جب ذکر حرکت دینے والا اور خوف پریشان کرنے والا ہو، پھسلنے پر جڑھک ہو یا کوئی لطیف بات کی جائے یا کسی فائدے کی طرف اشارہ ہو یا غائب کا شوق ہو یا فوت شدہ پر افسوس ہو، ماضی پر ندامت اور حال کو حاصل کرنا ہو، واجب کا داعی یا کسی سرِ قلبی سے مناجات ہو اور یہ ظاہر کا ظاہر سے، باطن کا باطن سے، غیب کا غیب سے، سر کا سر سے مقابلہ ہے جس چیز کے بارے میں تمہاری کوشش اور سعی مقدر سے نقصان کے بدلے اسے حاصل کرنا ہے تاکہ وہ تیری طرف سے ہونے کے بعد تیرے لئے لکھی جائے اور تمہارے لئے قدم بغیر قدم کے اور ذکر بغیر ذکر کے لکھا جائے کیونکہ وہی شروع

میں نعمت دینے والا اور کاموں کا کفیل ہے۔ اور تمام امور اسی کی طرف لوٹتے ہیں تو یہ علم وجد کا ظاہر ہے۔ اور وجد کے سلسلے میں صوفیاءِ کرام کے اس طرح کے اقوال بہت زیادہ ہیں۔ مختصر یہ کہ وجد طاری ہونے کیلئے استغراب، غم یا خوشی کا عظیم واقعہ اکثر ضروری ہوتا ہے اسی وجہ سے تمرین اور تمکین کے بعد تلوین باقی نہیں رہتی۔ اس لئے کہ استغراب باقی نہیں رہتا۔ جس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو تلاوتِ قرآن کے دوران روتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا: "ھٰکذا کنا حتی قست قلوبنا" "کما فی عوارف المعارف"

ترجمہ: ہم بھی اسی طرح کے تھے یہاں تک کہ ہمارے دل میں مضبوطی آگئی۔

یعنی تلوین تمکین سے بدل گئی اور استغراب ختم ہو گیا۔ اور اگر کبھی کبھی تمکین کے بعد بھی یہ حالت طاری ہوتی ہے" جیسے کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ" "از دک و فک چارہ نیست"

ترجمہ: تنگی اور کشادگی سے خلاصی (چارہ) نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو منتہی (نہایت) اللہ کے قریب تھے جب اصل اور خالص تجلی بغیر ظل اور صف کے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے "وخر موسیٰ صعقا (الایۃ)" مختصر اللہ سے فیض پانے کو وجد کہتے ہیں جو کسی بھی نوعیت کا ہو۔ جب تواجد اور وجد کے معنی آپ کو معلوم ہو گئے اب ہم وجد اور حال کے اسباب اللہ کے فضل اور توفیق سے بیان کرینگے۔

نمبر ۱: وجد، نعت، قرآن، سننے یا اللہ کے ذکر سے طاری ہوتا ہے۔

"جیسا کہ علامہ الوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں"

"وکثیرا تعرض ھٰذہ الحرکۃ للسالکین عند الذکر او سماع

القرآن او ما يتاثرون به''''روح المعانی:سورۃ اعراف:آیت:۱۵۵''

ترجمہ: اکثر وقت سالکوں کو یہ حرکتیں ذکر یا قرآنِ مجید سننے یا شیخ کی توجہ سے پیش آتی ہیں ''ما یتاثرون به'' سے اشارہ ہے نعت ومنقبت سننے یا توجہ شیخ یا شیخ سے ملاقات کی طرف ہے۔''اور آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں''

''انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم (الآية)''

ترجمہ: بے شک مؤمن وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت وجد طاری ہو جاتا ہے دل کا ڈر جانا وجد کی ایک قسم ہے۔

نمبر۲: کبھی وجد، مشاہدہ، خوف اور ہیبت سے طاری ہوتا ہے۔''بخاری شریف کتاب التفسیر میں ہے''''وثیابک فطهر فجئشت منه رعبا فرجعت فقلت زملونی الحديث''

ترجمہ: مجھ پر اس فرشتے کا رعب طاری ہوا (ڈرا) لوٹ کر گھر آیا۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:''مجھے چادر میں لپیٹ دو''رعب کا طاری ہونا یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے ''اور آیت مبارکہ میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے''

''فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا وخر موسىٰ صعقا (الآية)''
(سورت اعراف: آیت:۱۴۳)

ترجمہ: جب پہاڑ پر رب نے اپنی تجلی کی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو بے ہوشی طاری ہوئی یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے جس کا سبب وہ ہیبت ہے یا اس تجلی کی عظمت ہے۔ حضرت امام ربانی کے قول کے مطابق

یہ تجلی ذاتی تھی۔ ظلی یا صفاتی نہیں تھی باقی تفصیل مکتوبات شریف میں درج ہے۔

نمبر۳: وجد کبھی ایسے وقت میں طاری ہوتا ہے جب اپنی کسی خطا پر اللہ کا کوئی مقبول بندہ یا ولی اسے تنبیہ کرتا ہے جیسے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلم عبادانی کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ مسلم عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس چار مہمان آئے ان میں سے ایک عتبہ الغلام بھی تھا تو کھانا کھانے کے وقت کسی نے یہ شعر پڑھا:

وتهليك عن دار الخلود مطاعم ولذة نفس غيها غير نافع

ترجمہ: تمہیں آخرت سے غافل کرتے ہیں لذیذ کھانے اور نفس کی لذتیں جن کی تابعداری غیر نافع ہے۔

عتبہ الغلام چیخ کر بے ہوش ہو گئے۔

نمبر۴: وجد کبھی ایسے وقت میں طاری ہوتا ہے جب ایک بلند مرتبے والا شخص کسی کی زبان سے اپنی تعریف سنے (اپنے بارے میں عزت وسعادت کے الفاظ سنے) جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے اپنی شان میں عزت وبلندی کے الفاظ سنے تو بھاگنے لگے اور پھرنا چنا شروع کر دیا۔ یہ حدیث مبارکہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم جلد نمبر 2 صفحہ 304 میں آداب سماع میں ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ وتعالیٰ آئندہ بیان کرینگے۔

نمبر۵: وجد کبھی جنت وجہنم کے ذکر (یاد) سے بھی ہوتا ہے جیسے کہ صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"فان ان او تاوه او بكى فارتفع بكائه ان كان من ذكر الجنة او

النار لم يقطعها لانه يدل علی زيادة الخشوع "" هدايه باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها"

ترجمہ: اگر کوئی شخص نماز میں آہ کرتا ہے یا اوہ کرتا ہے یا روتا ہے اور اسکی آواز بلند ہوتی ہے تو یہ اگر جنت و جہنم کی یاد سے ہوتا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اس لئے یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس میں عاجزی ہے۔ انشاء اللہ یہ بحث بھی آئندہ تفصیل سے ذکر کریں گے۔

نمبر ۶: کبھی وجد ایک محسوس فائدہ یا خوش خبری سننے پر طاری ہوجاتا ہے جیسے کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

"انه عليه الصلوٰة والسلام اذا مر بآيته رحمة استبشر ودعا عنده"

"كما فی الاحياء: ج: ۲: ص: ۲۹۷"

ترجمہ: نبی کریم ﷺ جب رحمت کی آیتیں پڑھتے تو خوش ہوجاتے اور اس وقت دعا کرتے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خیال میں (استبشار) یعنی خوش ہوجانا یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے۔

نمبر ۷: کبھی کبھی وجد کسی فوت شدہ شے پر افسوس کرتے ہوئے بھی طاری ہوجاتا ہے۔ جیسے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین بار حضور اکرم ﷺ کی یاد میں بے ہوش ہوگئے تھے۔

شفيا اصبحی رضی الله تعالىٰ عنه کو حدیث سناتے ہوئے **"كما فی الترمذی ابواب الزهد باب ما جاء فی الرياء والسمعة"**

نمبر ۸: وجد کبھی پرانی غلطی جو صادر ہوئی اس پر پشیماں ہونے کی وجہ سے بھی طاری ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مدح میں آیا ہے

ترجمہ: ان کی آنکھیں ایسی ایسی گھوم رہی تھیں گویا وہ پاگل ہوں۔ یہ بھی وجد کی ایک قسم

ہے۔ یہ روایت علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیقہ جلد: نمبر: 2: ص: نمبر: 524 میں ذکر کیا ہے۔ جو قسمیں ہم نے ذکر کی ہیں اس کے علاوہ بھی وجد کے اسباب ہیں۔ یہ آٹھ مثال کے طور پر پیش کی گئی ہیں۔ پڑھنے والوں کو معلوم ہو کہ وجد وحال کے اسباب بہت سارے ہیں جس طرح وجد وحال کے اسباب بہت زیادہ ہیں اسی طرح اقسام بھی بہت ساری ہیں۔

(۱) جس طرح وجد غم وخوف کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں "شیبتنی ھود واخواتھا" "رواہ ترمذی"

ترجمہ: سورۃ ھود اور اس جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

"امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کے حوالے سے"

"وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام شیبتنی ھود واخواتھا خبر عن الوجد فان الشیب یحصل من الحزن والخوف وذالک وجد" "اخرجہ الترمذی والحاکم کما فی الاحیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۸: باب آثار السماء وآدابہ"

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا یہ خبر دینا کہ سورۃ ھود اور اسطرح کی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ داڑھی کا سفید ہونا غم یا خوف کی وجہ سے یہ وجد کی قسم ہے۔

(۲) کبھی وجد رونے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

"شیخ اجل شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں"

"واعلم ان للباکین عند السماع مواجید مختلفة فمنھم من یبکی خوفا ومنھم من یبکی شوقا ومنھم من یبکی فرحا" "کما فی عوارف المعارف: باب: ۲۳: ص: ۱۱۷"

ترجمہ: جان لو کہ سماع یا نعت خوانی کے وقت وجد کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں بعض خوف کی وجہ سے، بعض شوق وذوق کی وجہ سے اور بعض خوشی وفرحت کی وجہ سے روتے ہیں۔

"جس طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ" "فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید (الآیۃ) "حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کے سامنے سورۃ النساء تلاوت کر رہا تھا جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت پر پہنچے "فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید (الآیۃ) "تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور بس: ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو حضور اکرم ﷺ "فاذا عیناہ تذرفان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا "فاذا عیناہ تذرفان "تو حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور فرمایا (حسبک) (بس یہی کافی ہے)

"وفی روایۃ انہ علیہ السلام قرء ھذہ الآیۃ او قرء عندہ ان لدینا انکالا وجحیما وطعاما ذا غصۃ وعذابا الیما" "فصعق"

ترجمہ: ایک اور روایت میں ہے کہ یہ آیت (ان لدینا) آپ ﷺ نے خود تلاوت کی یا آپ کی موجودگی میں کسی اور نے تلاوت کی آپ ﷺ نے آواز بلند کی (ذکر اللہ سے) یاد رہے کہ لغت میں لفظ صعق کا معنیٰ بے اختیار اضطراری کیفیت ہی مذکور ہے۔ "کما فی الاحیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۷"

(3) کبھی وجد ایسی صورت میں بھی ہوتا ہے کہ کوئی شور شرابہ، چیخ یا نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتا ہے اور وجد ظاہر ہوتا ہے۔

"جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے" "کتاب الجنائز جلد نمبر: 1: صفحہ: 183 باب ما

جاء فی عذاب القبر ''میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ''ضج المسلمون ضجة ای صاحوا صیحة'' کہ مسلمانوں نے چیخیں ماردیں۔ یہی روایت امام نسائی نے نسائی شریف میں کتاب الجنائز جلد نمبر 1 صفحہ 226 میں ذکر کی۔ ہم اس پر تفصیلی بحث انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر کرینگے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قاری سے یہ آیت مبارکہ سنی ''ان عذاب ربک لواقع ''(فصاح صیحة وخر مغشیا فحمل الی بیته فلم یزل فی بیته مریضا) تو سننے کے بعد چیخ مار کر بیہوش ہوکر گر پڑے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر گھر لے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کئی روز تک گھر پر بیمار رہے ''کما فی الاحیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۷ '' ''جامع الاحادیث المسانید والمراسیل ''میں امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کیا ہے اس واقعہ کے بارے میں ''فخر مغشیا علیه الی الغد'' صبح تک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش رہے

''وقال النابلسی رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه فی الحدیقة الندیة قرا عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه اذا الشمس کورت حتی اذا بلغ واذا الصحف نشرت فخر مغشیا علیه وصار یضرب علی الارض ساعة کبیرة. وکذا فی تنبیه المغتبرین للامام الشعرانی رحمة اللّٰه علیه ایضًا''

اور علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیقة الندیه میں تحریر کیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے اذا الشمس کورت تلاوت کی یہاں تک کہ (اذا بلغ واذا الصحف نشرت) جب پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ بہت وقت تک ہاتھ اور پاؤں مبارک زمین پر مارتے رہے۔ اسی طرح کا واقعہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ

المغتبوین میں نقل کیا ہے۔

نمبر۴: اور وجد کبھی (اقشعرار الجسد) یعنی اعضاء اور بدن پر لرزہ طاری ہونے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا۔

"اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابها مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم (الآیة) "(سورہ زمر)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بہت خوب صورت باتیں نازل کی ہیں۔ایسی کتاب جس کی ایت ایک دوسرے سے مشابہت رکھتی ہیں اور بار بار پڑھی جاتی ہیں ان کے جسم پر حرکت اور لرزہ طاری ہوتا ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔جس طرح حدیث مبارکہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعریف میں فرماتی ہیں۔

"تدمع اعینهم وتقشعر جلودهم کما فی المظهری وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ"

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے اور کھال لرزتے تھے۔اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم جلد دوم صفحہ 298 میں تحریر کیا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک نیک نوجوان کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا اور اس کا بدن لرزنے لگا وہ نوجوان بہت خوش ہوا پھر اس کی مرض الموت میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی عیادت کیلئے گئے تو اس نوجوان نے کہا کہ میرے جسم کا لرزنا خوب صورت شکل کی صورت میں آیا اور کہا کہ (ان اللہ قد غفر لی بها کل ذنب)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے تمام گناہ بخش دیے ہیں۔

تفسیر مظہری اور تفسیر مدارک میں سورۃ زمر کی آیت نمبر 23 کی تفسیر میں یہ حدیث شریف نقل کی ہے۔(اذا اقشعر جلد المؤمن من خشیة اللّٰہ تحاتت عنه الذنوب کما یتحاتت عن الشجرة الیابسة ورقها او کما قال علیه الصلوٰة والسلام)

ترجمہ: جب مومن کی کھال اللہ کے خوف سے لرزنے لگتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جڑ جاتے ہیں جس طرح خشک درخت سے پتے جڑ جاتے ہیں۔

نمبر5: وجد کبھی بے ہوشی کی صورت میں ہوتی ہے کہ انسان بے ہوش ہو جاتا ہے کبھی فریاد کرنے لگتا ہے اور کبھی آہ یا سسکیوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور سینے کے لطائف کی حرکت یا ذکر کرنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے کہ ترمذی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 63 میں ابواب الزھد میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حدیث بیان کرتے وقت تین بار بے ہوش ہو جانا شفیا اصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنه کے سامنے حدیث بیان کرتے وقت۔ تفصیلی بحث انشاء اللہ تعالیٰ آگے بیان ہوگی۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ رمضان المبارک کی رات میں امام کے پیچھے نماز باجماعت میں کھڑے تھے کہ یہ آیت مبارکہ سننے کے بعد (ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک (الآیة))(سورۃ الاسریٰ: آیت نمبر:۸٦) یہ آیت مبارکہ سننے کے بعد آپ نے بہت زور سے چیخ ماری۔آیت کا ترجمہ (اگر ہم چاہتے تو ہم لے لیتے جو ہم نے وحی کی ہے واپس لے لیتے۔(وظن الناس انه قد طارت روحه و احمر وجهه و ارتعد فرائضه) لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی روح مبارک پرواز کر گئی ہے۔ ان کا چہرہ مبارک سرخ ہوا۔ ان کا جسم لرزنے لگا۔ (الاحیاء: ج:٢: ص:٢٩٧: کتاب آداب السماع والوجد)

اور ملا علی قاری نے مشکوٰۃ کے مقدمے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر کیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قاری سے یہ آیت کریمہ سنی۔ (هٰذا یوم لا ینطقون و لا یؤذن لهم فیعتذرون (الآیة) فتغیر الشافعی رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه و ارتعد و خر مغشیا علیه)" کما فی المرقاة: ج: ۱: ص: ۴۴"

تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اور آپ لرزنے لگے اور آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جلیل القدر تابعی ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے لوہار کی آگ دیکھی تو چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے اور پانچ نمازیں بے ہوشی کے باعث قضا ہوئیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے سرہانے بیٹھ کر یہ فرما رہے تھے کہ (هٰذا و اللّٰه هو الخوف) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم اللہ کی یہ اللہ کے خوف کی وجہ سے ہے۔ جیسے حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حالتِ نماز میں غشی یا بے ہوشی طاری ہونا (مرقاة: ج: ۱: ص: ۴۵۴: عوارف المعارف: ص: ۱۵: مکتوبات شریف: مکتوب نمبر: ۱۱۸: دفتر نمبر: ۳)

اور حضرت زرارہ بن اوفی تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ بنی قطیر کے محلے میں امامت کرایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نماز فجر میں آیت مبارکہ (فاذا نقر فی الناقور فذالک یومئذ یوم عسیر) المدثر پڑھی اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اور فوت ہو گئے۔ اس حدیث شریف کے تحت تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی میں قرآن سن کر مر جانے کے چند واقعات تحریر کئے گئے ہیں۔

حضرت خلید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیت مبارکہ (کل نفس ذائقة الموت)

کی تلاوت کی اور چند بار تکرار کیا۔گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کم تردد... کب تک اسی آیت کا تکرار کرتے رہو گے۔اس سے چار جنوں کو تو مار چکے ہو جن کو آسمان کی طرف سر اٹھانے کی بھی ہمت نہ ہوئی پہلے ہی فوت ہو گئے یہ سن کر آپ رنج وغم سے اس قدر نڈھال ہو گئے کہ اہلِ خانہ تک حیران رہ گئے۔گویا کہ بدل گئے تھے۔(تحفة الاحوذی: ج:۲: ص: ۵۲۴) اور یا ثعلبہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حالتِ نماز میں گر جانا اور چیخیں مارنا اور بے ہوش ہو جانا اور وفات پا جانا یہ بھی عین جذب ہے (کما فی تنبیہ الغافلین)

6۔ اور وجد کبھی (رجفة البدن او رجفة القلب) (بدن کا لرزنا اور قلب کا لرزنا) کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے علامہ حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح المعانی میں اس آیت کریمہ (فلما اخذتهم الرجفة) کے نیچے ارشاد فرماتے ہیں۔(ای رجفة البدن التی هی من مبادی صعقة الفناء عند طریان بوارق الانوار وظهور طوالع تجليات الصفات من اقشعرار الجسد وارتعاده وكثيرا ما تعرض هذه الحركة للسالكين عند الذكر او سماع القرآن او ما يتاثرون به حتى تكاد تتفرق اعضاء هم وقد شاهدنا ذالک فی الخالدين رحمة الله عليهم من اهل الطريقة النقشبندية) (روح المعانی: ج:۳: ص: ۸٦: سورة اعراف: آیت: ۱۵۵)

ترجمہ: جسم کا ہلنا جو فنا فی اللہ کے مقام کی ابتدا میں وارد ہوتا ہے جب انوار اور تجلیات کی روشنیاں اس پر برستی ہیں اللہ کی صفات کی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے جو جسم ہلنے اور لرزنے لگتا ہے بہت سے سالکوں کو یہ حالت ذکر کے وقت قرآن کریم کے سننے کے وقت ہوتی ہے یا شیخ کی توجہ یا نعت خوانی یا سماع کے وقت پیش آتی ہے اس حد تک کہ قریب ہوتا ہے کہ اعضاء ایک

دوسرے سے جدا ہو جائیں اس حالت کو ہم نے مولانا خالد نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں خود ملاحظہ کیا جو سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ لوگ تھے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخاری شریف "باب کیف بدا الوحی الی رسول اللہ ﷺ: ج: ۱: ص: ۳" پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔ "**قالت فرجع بها رسول اللہ ﷺ یرجف فواده (وفی روایة فرجف بوادره) فدخل علی خدیجة بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنها فقال زملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع**"

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ پر پہلی وحی نازل ہونے کے بعد غارِ حرا سے واپس گھر تشریف لائے آپ کا دل مبارک ہل رہا تھا۔ دوسری روایت میں ہے آپ کے لطائف مبارکہ حرکت کر رہے تھے۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آپ ﷺ تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ مجھے چادر میں لپیٹ دو (تین مرتبہ فرمایا) تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کے جسم اقدس پر چادر اڑھادی یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بدن کا لرزنا یا ہلنا ختم ہو گیا۔ ہیبت زدہ شخص کو علاج کی غرض سے کپڑوں میں لپیٹنا عربوں کا عام دستور ہوتا ہے پھر بعد میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی (**یا ایها المزمل**) اور (**یا ایها المدثر**) اور خیرات الحسان: ص: ۳۶: فصل: ۱۵: میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ ایک دن نماز فجر میں یہ آیت کریمہ (**ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظلمون (الآیة)**) کی تلاوت کی تو آپ کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی یہاں تک کہ لوگ سمجھ گئے کہ آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی ہے

7۔ اور وجد کبھی (حنین) یعنی رونے کی صورت میں اور کبھی (صعق) اور (خرور)

یعنی گرنا اور بے ہوش ہو جانے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے کہ ایت کریمہ میں ہے

(فلما تجلی ربه للجبل جعله دكًا وخرّ موسیٰ صعقا)

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ وجد کی حقیقت پر دلالت کرتی ہے۔ اور جیسے کہ شعب الایمان میں اور ابن عادی نے کتاب الکامل میں حرب بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت نقل کی ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم: ج:۲:ص:۲۹۷: میں نقل کیا ہے (انه علیه الصلوٰة والسلام قرا عنده ان لدینا انکالا وجحیما وطعاما ذا غصة وعذابا الیما) (فصعق)

حضور اکرم ﷺ کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی گئی (ان لدینا) تو حضور اکرم ﷺ بے خود ہو گئے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ (لا تسئلوا عن اشیاء (الآية)) (ج:۲:ص:۲۶۵: میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے خوف کے معاملے میں حضور ﷺ کے وعظ کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت منقول ہے۔ (فغطی اصحاب رسول الله ﷺ وجوههم حنین)

ترجمہ: کہ صحابۂ کرام نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور فریاد و گریہ وزاری کر رہے تھے۔

8۔ اور وجد کبھی اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اپنے جسم کے کپڑے پھاڑتا ہے جیسے عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقۃ الندیہ: ج:۲:ص:۵۲۵: میں فرماتے ہیں (وانشد الشیخ الامام شهاب الدین احمد الزهری رحمة الله تعالیٰ علیه متعذرًا عن کشف راس الفقراء فی الذکر بقوله) حضرت شیخ شہاب الدین زہری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اہلِ تصوف اور فقہائے حقیقی کے ذکر کے وقت میں سر ٹکرانے کا عذر پیش کرتے ہوئے یہ اشعار تحریر کئے:

یلوموننی فی کشف راسی واننی لمعترف انی علی ذالک اوجر

لقصدی بہ اظہار ذلتی التی ھی المقصد الاسنی لمن یتبصر

ترجمہ: یہ لوگ سر ٹکرانے میں مجھے ملامت کرتے ہیں حالانکہ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مجھ کو اس کا اجر ملتا ہے اس لئے کہ میرا مقصد اپنی ذات اور عاجزی کا اظہار کرنا ہے جو کہ اہلِ بصیرت کے نزدیک بیش قیمت اور اعلیٰ مقصد ہے کہ انسان اپنی عاجزی کا اظہار کرے

شیخ اجل شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عوارف المعارف: ص: ۱۰۹: باب: ۲۲: میں فرمایا کہ حضرت رویم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

"فمنھم من یمزق ثیابہ ومنھم من یبکی ومنھم من یصیح"

ترجمہ: بعض سالک اپنے کپڑے پھاڑتے ہیں اور بعض روتے ہیں اور بعض چیخیں مارتے ہیں۔

"اور اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں"

"ولا یبعدان یغلب الوجد بحیث یمزق ثوبہ. آہ "(کما فی الاحیاء: ج: ۲: ص: ۳۰۴)

ترجمہ: اور یہ بات بعید نہیں کہ حال اور وجد کی کیفیت اتنی زیادہ ہو جائے کہ سالک اپنے کپڑے پھاڑنے لگے۔

"اور علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے بعض ساتھیوں کے حوالے سے حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں"

"رایت الشبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قائما یتواجد وقد خرق ثوبہ

وهو یقول"

شققت ثوبی علیک حقا	اردت قلبی فصادفته
یدای بالجیب اذ برقاء	وما لثوبی اردت خرقا
لو کان قلبی مکان جیبی	لکان الشق مستحقا

(کذا فی هدایة السالکین: ص: ۲۲۲: فی رد المنکرین وفی اخقاق المعالی: ج: ۲: ص: ۵۲: کما فی الحدیقة: ج: ۲: ص: ۵۲۴)

ترجمہ: انہوں نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ کھڑے تھے اور وجد آپ پر طاری تھا اور اپنے کپڑے پھاڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ میں نے تیرے عشق میں اپنے کپڑے پھاڑ لئے اور میرا مقصد اپنے کپڑے پھاڑنا نہ تھا۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اپنے دل کو پھاڑلوں مگر میرا ہاتھ گریبان سے ٹکرا گیا اگر گریبان کی جگہ دل میرے ہاتھ میں آجاتا تو یہ پھٹ جانے کا زیادہ مستحق تھا۔

9۔ وجد کبھی اضطراب اور لرزنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید حضرت ابوالحسن محمد بن احمد سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سہل بن عبداللہ تستری کی صحبت میں ساٹھ (۶۰) سال رہا مگر آپ پر کبھی وجد طاری ہوتا نہ دکھائی دیا (اس لئے کہ وہ منتہی تھے) لیکن آخر میں ایک مرتبہ ایک آیت کریمہ (الملک یومئذن الحق للرحمن) سنی تو سخت اضطراب طاری ہوا اور ان پر جذب کی کیفیت طاری ہوئی۔ (کما فی الاحیاء: ج: ۲: ص: ۳۰۳)

"اور مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں"

درس شان آشوب وچرخ وزلزلہ　　نی زیادۃ ونہ باب وسلسلہ

(مثنوی شریف: دفتر چہارم)

ترجمہ: اللہ کے عاشقوں کا درس آنسو بہانا اور لرزنا اور کپکپی طاری ہوتا ہے۔ کتاب زیادۃ کے نو ابواب نہ تو پڑھتے ہوتے ہیں اور نہ ہی درس کا سلسلہ ہوتا ہے۔

10۔ وجد کبھی اس صورت میں ہوتا ہے کہ زبان سے جاری ہو اللہ یاھو یا آہ یا مھمل الفاظ زبان سے ادا ہوتے ہیں جیسے صاحب ہدایہ، علامہ برہان الدین مرغینانی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"وان ان فیھا اوتاوہ او بکی فارتفع بکائہ ان کان من ذکر الجنۃ او النار لم یقطعھا لانہ یدل علی زیادۃ الخشوع وسیاتی مفصلا انشاء اللہ تعالیٰ"

ترجمہ: اگر نماز میں ایک شخص آہ یا اوہ یا ھو یا روتا ہے اور اس کا رونا بلند ہوتا ہے یعنی حروف خارج یا حاصل ہوتے ہیں اور اگر یہ رونا جنت یا جہنم کی یاد سے حاصل ہوا ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی اس لئے کہ یہ عاجزی اور انکساری کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔ اس کی پوری تفصیل بعد میں انشاء اللہ بیان کی جائے گی۔

"فتاوی امجدیہ میں مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں" ذکر جنت ونار پر اگر گریہ طاری ہو اور آہ اُف وغیرہما الفاظ زبان سے نکل گئے تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ اور اگر ایک دو قدم ایسی حالت میں آگے یا پیچھے ہٹ گیا جب بھی حرج نہیں (درمختار میں ہے) "لالذکر جنۃ او نار" (ردالمختار میں ہے) "لان الانین ونحوہ اذا کان بذکرھما صار کانہ قالہ اللھم انی اسئلک الجنۃ واعوذ بک من النار ولو صرح بہ لاتفسد صلوتہ"

(فتاوی امجدیہ: ج:۱:ص:۱۸۱)

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (انوار قدسیہ: ج:۲:ص:۳۹) میں آداب الذکر میں فرماتے ہیں

"اما مسلوب الاختیار فھو مع ما یرد علیہ من الاسرار فقد یجری علی لسانہ: اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ، او ھو، ھو، ھو، او لا، لا، لا، او آہ، آہ، آہ او عا، عا، عا او آ، آ، آ او ھا، ھا، ھا او صوت بغیر حرف او تخبیط وادبہ عند ذالک التسلیم للوارد فاذا انقضی الوارد فادبہ السکون من غیر تقول"

ترجمہ: جو کچھ مسلوب الاختیار سالک ہے اپنے اسرار جو ان پر وارد ہوتے ہیں اسے معذور سمجھا جائے گا۔ جب اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو جائیں اللہ، اللہ، اللہ کبھی ھو، ھو، ھو کبھی لا، لا، لا کبھی آ، آ، آ کبھی عا، عا، عا کبھی ھا، ھا، ھا اور کبھی بغیر حروف با معنی کے آواز نکالنا اور کبھی غیر معنی الفاظ کا اس کے زبان سے ادا ہونا۔ تو اس وقت سالک کیلئے ادب یہ ہے کہ اس کا یہ وارد تسلیم کر لیا جائے اور جب وارد ختم ہو جائے پھر اس کے لئے ادب یہ ہے کہ سکون سے اس سے کسی متعلق سوال نہ کیا جائے۔ (صاحب فقہ علی مذاھب اربعہ علامہ عبدالرحمن جزیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے (تافیف) یعنی اُف، اُف کرنا باقی کی طرح شمار کیا ہے۔

11۔ اور وجد کبھی ہنسنے کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ امام بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے صحیح سند کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے دعا فرمائی۔

"فضحکت عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا حتی سقط راسھا فی حجرہ من

الضحک فقال لها رسول الله ﷺ ایسرک دعائی؟ فقالت ما لی لایسرنی دعاؤک فقال رسول الله ﷺ لدعائی لامتی فی کل صلوٰۃ (الحدیث)"

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت رسول اکرم ﷺ کی دعائے مبارکہ سے اس قدر تبسم فرمایا کہ آپ کا سر مبارک حضور ﷺ کے دامن اقدس سے مس ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو میری دعا سے اس قدر خوشی ہوئی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جی ہاں! کیوں نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ہر امتی کے لئے ہر نماز کے بعد یہی دعا کرتا ہوں۔ اس ہنسنے کی دو وجہ ہوتی ہیں یا وجد کا غلبہ اور خوشی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجد بھی اسی ہنسنے کی صورت میں ظاہر ہوتا تھا۔

12۔ وجد کبھی رقص کرنے یا بھاگنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ وجد کی حالت میں ایک پاؤں پر بھاگے تھے۔ یہ بھی وجد کے باعث ہوا۔ (کما فی الاحیاء: ج: ۲: ص: ۳۰۴)

اور امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے۔

"فکان هذا اصلا فی رقص الصوفیة رحمة الله تعالیٰ علیهم"

ترجمہ: یہ اصل ہے تصوف میں اہل تصوف کیلئے رقص کرنا۔

علامہ نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقہ: ج: ۲: ص: ۵۲۲: میں شیخ نجم الدین عذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔ کبھی وجد انسان پر غالب ہو جاتا ہے کہ اس سے ایسے افعال واحوال صادر ہوتے ہیں کہ وہ بظاہر مجنون نظر آتا ہے۔

"کالرقص والدوران وتخریق الثوب وهی حالة شریفة"

ترجمہ: جیسے رقص کرنا، گول دائرے کی صورت میں گھومنا، کپڑے پھاڑنا یہ اچھی حالت ہے۔

"صاحب فتاویٰ خیریہ نے تحریر کیا ہے کہ"

"اما الرقص ففيه للفقهاء رحمة الله تعالىٰ عليهم كلام منهم من منعه ومنهم من لم يمنع حيث وجاء لذة الشهود وغلب عليه الوجد واستدل بما وقع لجعفر بن ابي طالب رضي الله تعالىٰ عنه لما قال له النبي ﷺ اشبهت خلقي وخلقي... فحجل وفي رواية رقص من لذة هذا الخطاب"

(فتاوى خيريه على هامش تنقيح الفتاوى الحامديه: ج: ۲: ص: ۲۸۳: كذا في الاحياء: ج: ۵: ص: ۱۲۰: وكذا في تفسيرات احمديه: ص: ۶۰۲)

ترجمہ: رقص کے بارے میں فقہاءِ عظام کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض فقہاء رقص کو منع کرتے ہیں اور بعض فقہاء منع نہیں کرتے، جب شہود کا مزہ پاتے ہیں تو وجدان پر غالب آ جاتا ہے اور ان کے لئے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بطورِ دلیل قرار دیتے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ان کی شکل شباہت، اخلاق حضور ﷺ سے مشابہ ہے تو انہوں نے ایک پاؤں سے دوڑنا شروع کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس خطاب کی لذت سے انہوں نے رقص کرنا شروع کیا۔

"علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردالمحتار: ج: ۳: ص: ۳۳۴: قبیل باب البغات میں تحریر کیا ہے"

"والتحقيق القاطع للنزاع في امر الرقص والسماع. الخ وسياتي انشاء الله تعالىٰ"

ترجمہ: وہ تحقیق جس سے اختلاف ختم ہو جاتا ہے سماع اور رقص کے بارے میں عارفوں کے لئے تفصیلی عبارت آگے بتائی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

"پھر فرمایا"

”فقمت اسعی علی رجل وحق لمن دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس“(ردالمحتار: ج:۳:ص:۳۳۷)

ترجمہ: پس میں کھڑا ہوا اور ایک پاؤں پر دوڑتا ہوں جسے آقا اپنی طرف بلائیں اسے چاہئے کہ سر کے بل بھاگ کر پہنچے۔

13۔ وجد میں کبھی انسان بیٹھے ہوئے بھی اور کندھوں کو گول دائرے کی صورت میں حرکت دیتا ہے کبھی سر کو جھٹکے سے حرکت دیتا ہے جیسے علامہ شامی مجموعہ رسائل جلد اول :ص: میں فرماتے ہیں:

”فقد سئل امام الطائفتین سیدنا الجنید رضی اللہ تعالی عنہ ان اقواما یتواجدون ویتمایلون فقال دعوھم مع اللہ تعالی یفرحون. الخ. (الی ان قال) ولو ذقت مذاقھم لعذرتھم فی صیاحھم وشق ثیابھم“(مجموعۃ الرسائل: ج: ۱:ص:۱۷۳)

ترجمہ: حضرت جنید بغدادی سے سوال کیا گیا کہ کچھ لوگ ذکر میں تاؤ پیچ کھاتے ہیں اس کے متعلق کیا رائے ہے؟ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا: کہ ان لوگوں کو اللہ کے ساتھ چھوڑ دو کہ اپنی خوشیاں منائیں پھر مزید آپ نے فرمایا کہ یہ مزہ اگر تم نے چکھا ہوا تھا تو ان کو چیخیں مارنے اور کپڑے پھاڑنے کو معذور سمجھتے۔ جیسے علامہ نابلسی نے حدیقہ (جلد دوم) ص:523 میں فرمایا:

”کالرقص والدوران وتخریق الثیاب“(کما فی الحدیقۃ)

ترجمہ: رقص کرنا دائرے کی صورت میں گھومنا اپنے کپڑے پھاڑنا۔ اس کے علاوہ اور بھی مختلف صورتیں ہیں جن سے وجد اور حال کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے حضرت خواجہ باقی باللہ

رحمۃ اللہ علیہ کے توجہ مبارک سے نان فروش کا ظاہری رنگ، شکل وصورت حضرت خواجہ باقی باللہ کی صورت کے مشابہ ہوگئی تھی۔ بتوجہ اتحادی اور وجد وحال سے ۔ (تفسیر عزیزی: ص: 338 مرۃ اقراء۔ جیسے گرمی اور حرارت کا حاصل ہونا جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ میں مرقوم ہے۔ (وان جبینہ لیتفصد عرقا (وسیاتی انشاء اللّٰہ تعالٰی)

''اسی طرح وجد غم وخوف کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، جس طرح ترمذی شریف کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ''

''شیبتنی ھود واخواتھا''

ترجمہ: سورہ ھود اور اس جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کردیا۔

جیسا کہ غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور صحبت سے انتقال کر جاتے اور کچھ لوگ صحرا کی جانب چلے جاتے اور کچھ ہوش وحواس سے بیگانہ ہوجاتے۔ (سیف المقلدین: ص: 538 جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ پر اسی طرح حال کی کیفیت طاری ہوگئی تھی ۔ انہوں نے چیخ ماری اور سر پر ہاتھ رکھا اور حیران وسرگردان باہر نکلے اور یہ بھی فیصلہ نہیں کرسکتے تھے کہ میں کہاں جارہا ہوں۔ تین دن اسی کیفیت میں گزار دیئے۔

''فصاح ووضع یدہ علی راسہ وخرج ھائما لایدری این یتوجہ مدۃ ثلاثۃ ایام کما فی الحدیقۃ: ص: ۱۰۹''

مشہور تابعی اور فقہ کے بانی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے امام سے آیت: ''ولا تحسبن اللّٰہ. الخ ''سنی تو بدن پر کپکپی طاری ہوگئی یہاں تک کہ دوسروں کو معلوم ہورہی تھی۔ (الخیرات الحسان: ص: ۳۰۹) ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ وجد وجذب کی

حالت میں بھاگنا، دوڑنا، زمین پر گر کر ہاتھ پاؤں مارنا۔ نیز بلا اختیار کسی طرف چلے جانا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے چنانچہ رسالہ روح نماز: ص:۲۳: میں حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ ایک دن کسی سے آیت "ان عذاب ربک لواقع مالہ من دافع. الآیۃ" سن کر بہت بڑی چیخ ماری اور بے اختیار ہو کر گر پڑے، اٹھا کر گھر لائے گئے۔ مسلسل ایک مہینہ تک بیمار رہے۔

حضرت ابو جزیر تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت صالح مری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تلاوتِ قرآنِ مجید سن کر چیخ ماری اور فوت ہو گئے۔ (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون) (حوالہٗ مذکورہ)

اس بیان سے غرض حصر اور تحدید نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ وجد کی اقسام اور صورتیں بہت زیادہ ہیں جن سے وجد ظاہر ہوتا ہے۔ وجد اور حال حقیقی عارف اور حقیقی اہلِ تصوف کیلئے بالکل ثابت ہے جب وجد اور تواجد کے معنی اور اقسام عامۃ الوقوع میں بیان کر دیئے گئے ہیں اور اب وجد کے لئے ثبوت دلائل اور حوالے قرآنِ کریم کی آیات مبارکہ، آثارِ صحابہ مبارکہ اور تابعین اور اقوال مفسرین اور محدثین اور فقہاء اور اقوال اولیاء وعلماء سے مدلل اثبات انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائے گا۔

اثباتِ وجد اور حال کے حق میں قرآنی آیات مبارکہ

اثبات میں قرآنِ مجید کی ان آیات کا تذکرہ کیا جائے گا جن سے مفسرینِ کرام نے وجد اور حال کے حق میں دلائل پیش کیے۔

آیت نمبر 1: "اللّٰہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منہ

جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودهم وقلوبهم الی ذکر اللّٰہ ذالک هدی اللّٰہ یهدی به من یشاء ومن یضلل اللّٰہ فما له من هاد "(سورہ زمر: آیت: ۲۳)

ترجمہ: اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہری بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یاد خدا کی رغبت میں۔ یہ اللہ کی ھدایت ہے راہ دیکھائے اسے جسے چاہے اور جسے اللہ چاہے گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھلائے۔

تفسیر جلالین میں تقشعر کا معنٰی ترتعد (کانپنا، لرزنا) تحریر کیا ہے تفسیر مدارک میں تقشعر کا معنی تحرک اور تقطرب تحریر کیا ہے تفسیر مدارک میں تحریر کیا گیا ہے کہ کھال کی حرکت کے ساتھ اعضاء کی حرکت اور ان کا لرزنا عین وجد اور حال ہے اس آیت کریمہ سے وجد اور حال ثابت ہوتا ہے تفسیر مظہری جلد نمبر ۸: ص: ۲۰۸: اور روح البیان جلد نمبر ۸: ص: ۹۹: وجد اور حال کے اثبات کے حوالے سے استدلال کیا گیا ہے تفسیر مظہری میں بے ہوش ہونے کو حال اور وجد حقیقی اہل تصوف کیلئے اس آیت مبارکہ سے ثابت کیا گیا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سب کا انکار کرنے کے جوابات مدلل طور پر اسی آیت کریمہ سے دیئے گئے ہیں امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انکار کا جواب بھی اسی آیت کریمہ سے مدلل طور پر آیگا۔ انشاء اللہ۔

آیت نمبر ۲: "ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا وکلمه ربه قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانه فسوف ترانی

فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا وخر موسیٰ صعقا فلما افاق قال سبحنک تبت الیک وانا اول المؤمنین"(سورہ اعراف: آیت:۱۴۳)

ترجمہ: اور جب آئے موسیٰ علیہ السلام ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر اور گفتگو کی ان سے ان کے رب نے (تو اس وقت) عرض کی اے میرے رب مجھے دیکھنے کی قوت دے تاکہ میں تیری طرف دیکھ سکوں۔ اللہ نے فرمایا: تم ہرگز نہیں دیکھ سکتے مجھے البتہ دیکھو اس پہاڑ کی طرف سو اگر یہ ٹھہرا رہا اپنی جگہ پر تو تم بھی دیکھ سکو گے مجھے پھر جب تجلی ڈالی ان کے رب نے پہاڑ پر تو کر دیا اسے پاش پاش اور گر پڑے موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر۔ پھر جب آپ کو ہوش آیا تو عرض کی پاک ہے تو (ہر نقص سے) میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ پس جب پہاڑ اور جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تجلیات برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھ سکے بالخصوص جب اصل اور خالص تجلی بغیر ظل (سایہ) کے تھی تو فقرائے صوفیہ رحمۃ اللہ علیہ کس طرح برداشت کر سکیں گے۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں منتہی پر بھی اصل اور خالص تجلی بغیر ظل کی جب پڑ جائے تو اس پر بھی حیرت اور گر جانا، بے ہوشی کا طاری ہونا لازمی ہے۔ اس کے بناء چارہ نہیں بلکہ منتہی بھی مغلوب الحال ہو جاتا ہے۔ صرف ایک ذات اقدس حضرت رسول اکرم ﷺ ہی ہیں جو کہ شب معراج ذات باری تعالیٰ کی رُویت سے مشرف ہو کر بھی برداشت کر سکے اور بال برابر بھی نہ ہلے اس لئے کہ ایسی استعداد آپ ﷺ کے سوا کسی کو بھی حاصل نہیں۔ (مکتوبات مجددیہ) تو بہت سے اولیاء کرام تابعین پر غشی طاری ہو جاتی ہے اسی طرح کی مثالیں پہلے بھی بیان کی جا چکی ہیں اور مزید تفصیل انشاء اللہ آگے بیان کی جائے گی۔

منتہی لوگوں پر بھی یہ حال (**جریان الدموع او اقشعرار الجسد**) وارد ہوتا

ہے مگر ان کی کیفیت اس طرح ہوتی ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسوں رواں دواں ہوتے ہیں اوران کا جسم حرکت میں آجاتا ہے۔(کما فی المظھری)

آیت نمبر۳: ”واختار موسیٰ قومه سبعین رجلا لیمیقاتنا ای اختار موسیٰ سبعین رجلا من اشراف قومه ونجباء هم اهل الاستعداد والصفاء والطلب والارادة والسلوک (فلما اخذتهم الرجفة) ای رجفة البدن التی هی من مبادی صعقة الفناء عند طریان بوراق الانوار وظهور طوالع تجلیات الصفات من اقشعرار الجسد وارتعاده وکثیرا ما تعرض هذا الحرکة للسالکین رحمة الله تعالیٰ علیهم عند الذکر او سماع القرآن او ما یتاثرون به حتی تکاد تتفرق اعضآء هم وقد شاهدنا ذالک في الخالدین من اهل الطریقة النقشبندیة وربما یعتریهم فی صلاتهم مباح معه فمنهم من یستانف صلوٰته لذالک ومنهم من لایستانف وقد کثر الانکار علیهم وسمعت بعض المنکرین یقولون ان کانت هذه الحالة مع وجود العقل والشعور فهی سوء ادب ومبطلة الصلوٰة قطعا وان کانت مع عدم شعور وزوال عقل فهی ناقضة للوضوء ونراهم لا یتوضون. واجیب بانها غیر اختیاریة مع وجود العقل والشعور وهی کالعطاس والسعال ومن هنا لاینتقض الوضوء بل ولاتبطل الصلوٰة. و نص بعض الشافعیة ان المصلی لو غلب علیه الضحک فی الصلوٰة لاتبطل صلوٰته ویعذر لک فلا یبعد ان یلحق ما یحصل من آثار التجلیات الغیر الاختیاریة بما ذکر (للعلة المشترکة بینهما) ولا یلزم من کونه غیر اختیاری کونه صادرا من غیر شعور فان حرکة المرتعش غیر

اختیاریة مع الشعور بها وهو ظاهر فلا معنی للانکار. انتهیٰ "(تفسیر روح المعانی: ج:۳:ص:۱۵۵: سورۃ اعراف)

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر ۷۰ افراد ہمارے میقات کیلئے منتخب کئے پس جب ان کو رجفہ نے پکڑ لیا۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی نے اس آیت کی تفسیر میں روح المعانی جلد ثالث میں تحریر فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے (۷۰) ایسے آدمی منتخب کئے جو کہ شریف، بزرگ، باستعداد، مریدین حق، اصحاب طلب اور اہل سلوک تھے پس جب ان کو رجفہ نے پکڑ لیا یعنی بدن کی حرکت نے ان کو پکڑ لیا جو کہ فنا کی صعقہ کی ابتداء میں پیش آتی ہے انوار رحمانیہ کے نزول اور صفات کی تجلیات کے ورود کے وقت یہ حالت پیش آتی ہے جس اثر سے بدن اقشعرار الجسد حرکت اور اضطراب میں آتا ہے اور اکثر اوقات میں یہ حالت سالکین طریقت کو ذکر اور تلاوت قران کے وقت پیش آتی ہے اور جس چیز سے وہ تاثیر لیتے ہیں (یعنی توجہ اور نعت خوانی) سننے سے بھی یہ حالت پیش آتی ہے جو کہ اسباب تاثیر میں داخل ہیں۔ یہاں تک کہ ایسا لگتا ہے کہ ان کے اعضاء بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور ہم نے یہ حالت حضرت مولٰینا خالد قدس سرہ کے مریدین میں مشاہدہ کی ہے اور بعض اوقات میں ان کو نماز میں بھی حرکات کے ساتھ صیاح بھی پیش آتے ہیں۔ پس بعض نماز اعادہ کرتے ہیں اور بعض اعادہ نہیں کرتے اور ان پر انکار زیادہ ہو رہا ہے اور بعض منکرین سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل اور شعور کے باوجود ہے تو یہ بے ادبی ہے اور نماز کیلئے قطعی طور پر باطل کرنے والی ہے اور عقل اور شعور زائل ہونے کی وجہ سے ہے تو پھر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور یہ سالکین وضو کا اعادہ بھی نہیں کرتے لیکن میں اس اعتراض مذکورہ کے جواب میں کہونگا۔ کہ نماز میں یہ حالت مذکور (یعنی حرکات اور صیاح) غیر اختیاری ہے اور یہ حالت عقل اور شعور کے با

وجود پیش آتی ہےاوراس کی مثال کھانسی اور چھینک کی طرح ہے کہ غیر اختیاری طور پر پیش آتی ہےاس لئے نہ وضوٹوٹتا ہے نہ نماز باطل ہےاورشوافع نے کہا ہے کہ اگر نمازی پر ہنسا غالب آجا ئے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہےاور نمازی اس صورت میں معذور سمجھا جائیگا۔بعید نہیں کہ تجلیا ت غیر اختیار یہ کے آثار کو بھی اس کے ساتھ ملحق کیا جائے اور عدم فساد صلوٰۃ پر حکم کیا جائے اور کسی چیز کے غیر اختیاری ہونے سے اس چیز کا غیر شعوری ہونا لازم نہیں کیونکہ مرتعش کی حرکت غیر اختیاری ہےاور غیر شعوری نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ عقل اور شعور موجود ہوتے ہیں اور یہ تو ظاہر باہر کا معاملہ ہے۔پس اس سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

آیت نمبر۴: ''انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللّٰہ وجلت قلوبھم''(سورہ الانفعال: آیت:۲)

ترجمہ: بے شک مومن وہ ہے جب اللہ کا ذکر ہو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ وجد ثابت کرتی ہےاسلئے کہ خوف اور خشیت طاری ہوجانا ذکر الٰہی کے وقت یہ بھی وجد ہی کی ایک قسم ہے جو اس سے پہلے وجد کی اقسام میں اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے۔تفصیلا انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرینگے۔

آیت نمبر۵: ''لو انزلنا ھٰذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللّٰہ''(سورہ حشر: آیت:۲۱)

ترجمہ: اگر ہم نازل کرتے اس قرآن کو پہاڑ پر تو تم اس پہاڑ کو دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا۔یہ آیت کریمہ اثبات وجد پر صریح دلیل ہے جب قرآن کریم کی نزول سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے تو چاہئے کہ انسان کے بدن اور دل پر بھی اس کے آثار طاری ہوں یعنی خوف اور خشیت کے آثار طاری ہو جیسے رونا، بے ہوش ہونا، لرزہ طاری ہونا، یادیگر

احوال جو وجد کی اقسام میں درج کی جا چکی ہے۔

آیت نمبر ۶: "یا ایھا المزمل"

ترجمہ: اے وہ شخصیت جو لباس نبوت سے آراستہ و پیراستہ ہو۔) یہ آیت کریمہ بھی وجد ثابت کرتی ہے۔ جیسے بخاری شریف (باب کیف بدالوحی الی رسول اللّٰہ ﷺ) حدیث اور کتاب التفسیر حدیث سے واضح ہے اور پہلے اسباب وجد اور اقسام وجد میں بیان ہو چکا ہے۔ تفصیل انشاء اللہ آگے بیان کی جائے گی۔

آیت نمبر ۷: "یا ایھا المدثر"

ترجمہ: (اے بالاپوشی زیب تن کرنے والے) اس آیت کریمہ سے بھی وجد کی اثبات پر استدلال بعینہ (یا ایھا المزمل) کی طرح استدلال ہوتا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت ساری دیگر آیات مبارکہ موجود ہیں جن سے استدلال ثابت ہوتا ہے۔

وجد اور حال کے اثبات میں احادیث نبوی ﷺ اور آثارِ صحابۂ کرام اور تابعین اور آئمۂ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

اس باب میں ان احادیث اور آثار کا تذکرہ کیا جائیگا جن سے وجد اور حال کا ثبوت ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ا: امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخاری شریف کے پہلے باب (کیف بدا الوحی الی رسول اللہ ﷺ) میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔

"فجاء الملک فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی

حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقاری فاخذنی فغطنی الثانیة حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقاری فاخذنی فغطنی الثالثة ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم. فرجع بها رسول اللّٰہ ﷺ یرجف فوادہ (وفی روایة ترجف بوادرہ) فدخل علی خدیجة بنت خویلد رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها فقال زملونی زملونی حتی ذھب عنه الروع "(بخاری: ج: ۱ : ص: ۳: باب بدا الوحی)

ترجمہ: اس کے بعد میرے پاس فرشتہ آیا اور فرشتے نے کہا: پڑھیے! میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں۔ پھر اس فرشتے نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ ملا کر زور سے بھینچا، یہاں تک کہ مجھے مشقت میں ڈالا۔ پھر علیحدہ کیا۔ پھر کہا: پڑھیے! میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں۔ پھر مجھے اپنے سینے کے ساتھ ملا کر زور سے دبایا۔ یہاں تک کہ مجھے مشقت میں ڈالا۔ پھر سینے سے علیحدہ کیا۔ پھر کہا: پڑھیے! میں نے جواب دیا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ پھر سینے کے ساتھ ملا کر زور سے دبایا اور کہا: پڑھیے! اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی... (پڑھو! اس ذات کے نام کے ساتھ جس نے پوری مخلوق کو پیدا کیا اور انسان کو خون کے لوتھڑے کے ٹکڑے سے پیدا کیا۔ اس رب کے نام پر پڑھو جو کریم ہے) پس اللہ کے رسول ﷺ ان آیات مبارکہ کو لے کر واپس تشریف لائے تو آپ کا قلب مبارک حرکت کر رہا تھا۔ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا: میرے اوپر کپڑے ڈالو۔ (دو مرتبہ فرمایا) یہاں تک کہ وہ خوف، رُعب اور ہیبت رخصت ہوئی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ پر جبریلِ امین نے توجہ کی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی گردن مبارک، سینہ مبارک کا ہلنا وجد کے باعث ہے اور جبریلِ امین کی توجہ وحی کی منتقلی کے لئے تھی۔

یہاں پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا کہ ساری کائنات میں سب سے بڑے روحانی پیر، روحانی شخصیت حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے (تمام انسانوں، جنوں اور فرشتوں کیلئے) جیسے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "المبدا والمعاد" میں ذکر کیا ہے کہ یہ توجہ باطنی کمالات اور درجات کے بلند کرنے کیلئے نہیں تھی بلکہ یہ مناسبت کیلئے تھی۔ انسان اور فرشتے کے درمیان۔ اور جبریلِ امین علم ظاہر کے استاد تھے مگر علم باطن کی کامل شخصیت اور پیشوا حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔

اس حدیث کے مضمون کے مطابق "کنت نبیا و آدم بین الروح الجسد وفی روایة بین الماء والطین" عالمِ ارواح میں سید الانبیا ﷺ نورِ مجسم تمام ملائکہ اور تمام مخلوقات اور تمام اولیاءِ کرام کی ارواح کو معرفتِ خداوندی عطا کرنے والی توجہ دینے والے اور خبر کرنے والے بلکہ تمام ارواح کو بھی سید الانبیا ﷺ نے توجہ باطنی دی اور ان کو سید الانبیا ﷺ نے خبر دی مگر بات اتنی ہے کہ جس روح نے عالمِ ارواح میں استفادہ کیا تو عالمِ اجساد میں بھی اسے ہدایت اور نورِ قبول کرنے کا موقع ملا۔ اور جو وہاں محروم رہا اس دنیا میں بھی محروم رہا۔ معاذ اللہ۔

حضرت عبدالرحمٰن بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ازل کے دن کسی نے کمایا اور کسی نے گنوا دیا۔

مقصد یہ ہے کہ تمام کائنات کیلئے علمِ باطن کے استاد اور پیشوا حضرت رسول اکرم

علیہ وسلم ہیں۔ اور علمِ ظاہر کے استاد حضرت جبریلِ امین علیہ السلام ہیں لیکن چونکہ علمِ باطن کے استاد کا مرتبہ علمِ ظاہر کے استاد کے مرتبے سے بلند اور اعلیٰ ہے جیسا کہ امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''المبدا والمعاد'' میں لکھا ہے کہ علمِ باطن اشرف ہے بہ نسبت علمِ ظاہر کے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق مبارکہ جبریلِ امین علیہ السلام کی نسبت بلند ہے اس حدیث مبارکہ میں جبرائیل علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کرنا اور علیحدہ ہو جانا اس سے توجہ ثابت ہوتا ہے اور یہ توجہ علمِ باطنی کے لئے نہیں تھی کیونکہ نبوت اور علمِ باطن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی حاصل تھا جیسے کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔ بلکہ یہ توجہ صرف مناسبت کے لئے تھی اور وحیِ الٰہی جبریلِ امین سے اخذ کرنے کیلئے تھی۔

الغرض مذکورہ صورت روایت وجد اور حال ثابت کرتی ہے۔ جو صاحب بصیرت لوگوں پر مخفی نہیں۔

حدیث نمبر ۲: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی باب میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔

''ولقد رایتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقا''(رواہ البخاری)

ترجمہ: یقیناً میں دیکھتی تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت سردی کے دنوں میں وحی نازل ہوتی اور فرشتہ واپس چلا جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پسینہ کے قطرات نمودار ہوتے۔)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی تاثیر اور ثقل کے باعث گرمی کی کیفیت اور پسینہ آنا حالانکہ سخت سردی کا موسم ہوتا۔ سخت سردی میں حرارت کی کیفیت اور پسینے کے قطرات کا نمودار ہونا۔ یہ بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے گرمی اور حرارت جیسے وحی اور تاثیر

ملائکہ کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔اسی طرح اولیاء کرام مشائخ عظام کی صحبت میں اوران سے ملاقات کے وقت میں انوار الٰہیہ اور تجلیات ربانیہ کا نزول ہوتا ہے۔اس حدیث مبارکہ سے بھی وجداور حال کا ثبوت واضح ہے۔

حدیث نمبر۳: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب التفسیر میں باب قولہ تعالیٰ (فکیف اذا جئنا من کل امة بشهيد.الآية)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"قال لی رسول الله ﷺ وهو على المنبر اقرأ علی قلت اقرأ عليك وعليك انزل قال انی احسب ان اسمعه من غیری فقرات سورة النساء حتى اتيت الى هذه الآية (فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هولاء شهيدًا) قال حسبك الآن فالتفت اليه فاذا عيناه تذرفان"

(بخاری: ج:۲:ص:۶۵۹: کتاب التفسیر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے اللہ کے رسول ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ جبکہ وہ منبر پر جلوہ افروز تھے: آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ۔میں نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) قرآن کریم تو خود آپ کی ذات اقدس پر نازل ہوا ہے تو حضور ﷺ نے مجھے فرمایا مجھے پسند ہے کہ میں دوسروں سے تلاوت سنوں۔چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ النساء کی تلاوت کی یہاں تک کہ اس ایت مبارکہ پر پہنچے: (فـــکیف...) تب آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ: میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور کی جانب دیکھا۔آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔اس حدیث مبارکہ سے بھی وجد کا ثبوت واضح ہے۔اس لئے کہ رونا وجد کی انواع میں سے ایک نوع ہے جو پہلے اقسام

وجد کے تزکرہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

حدیث نمبر۴: اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شمائل ترمزی کے (باب ما جاء فی بکاء النبی ﷺ) میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے:

"قال انکسفت الشمس یوما علی عهد رسول الله ﷺ فقام رسول الله ﷺ یصلی حتی لم یکد یرکع ثم رکع فلم یکد یرفع راسه ثم رفع فلم یکدان یسجد ثم سجد فلم یکدان یرفع راسه ثم رفع فلم یکدان یسجد ثم سجد فلم یکدان یرفع راسه فجعل ینفخ ویبکی. الحدیث "(رواه الترمذی: ۱۰۹)

ترجمہ: ایک دفع حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا آپ ﷺ نماز کیلئے اٹھے اور اتنا لمبا قیام فرمایا کہ محسوس ہوا کہ رکوع ہی ۱، انہ فرمائینگے بعداذاں رکوع ادا فرمایا رکوع بھی طویل فرمایا قریب تھا کہ سر مبارک حالت رکوع سے اٹھانہ فرمائینگے پھر سر مبارک اٹھایا اور پھر بہت دیر کھڑے رہے پھر سجدہ ادا فرمایا سجدہ بھی نہایت طویل فرمایا اور سجدوں کے درمیان جلسہ بھی نہایت طویل فرمایا۔ پھر دوسرا سجدہ ادا فرمایا یہ بھی طویل سجدہ تھا سجدے میں حضور ﷺ اوہ اوہ فرمارہے تھے اور گریہ وزاری جاری تھی۔ ایسا رونا کہ جس سے رونا حاصل ہو جائے یہ بھی عین وجد ہے جیسا کہ فقہائے کرام نے فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت نماز میں اللہ کے خوف یا جنت یا دوزخ کے خیال سے روتا ہے اور رونے میں اف وآہ کرتا ہے یا الفاظ حاصل ہوتے ہیں ان سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ خوف عین اللہ کا خوف ہے اور یاد الٰہی کی وجہ سے ہے۔ اور ابوداؤد شریف میں یہ الفاظ موجود ہیں: (وقال فی سجدته اُف اُف) حضور اکرم ﷺ نے حالت نماز میں اف اف کہا۔ آپ ﷺ کا حالت

نماز میں اف اف کرنا کثرت خشیت کیوجہ سے ہے۔ اس حدیث سے بھی وجد ثابت ہوتا ہے۔
یہ بھی وجد کی ایک نوع ہے۔

حدیث نمبر۵: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی باب میں حضرت مطرب بن عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور وہ اپنے والد سے۔

"قال اتیت رسول اللہ ﷺ وھو یصلی ولجوفه ازیز کازیز المرجل من البکآء. وفی روایة ازیز الرحیٰ" (رواہ الترمذی)

ترجمہ: وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے قریب حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے ابلتی ہوئی ھانڈی کی طرح آواز آرہی تھی جو کہ آپ ﷺ کے گریہ کے سبب تھی۔

دوسری روایت میں یہ ہے کہ چکی کے گھومنے کی طرح آواز خارج ہو رہی تھی۔ "فتح القدیر شرح ھدایة: باب یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا: ج: ۱: ۳۴۶" میں اس حدیث شریف سے یہ دلیل اخذ کی ہے کہ!

"وھٰذا حجة علی الشافعی رحمة اللّٰه تعالٰی علیه من انه یقول ان الانین والتاوہ والبکاء یقطع الصلوٰۃ مطلقا اذا حصل منه حروف لان باذین المرجل یحصل الحروف لمن یصغی"

ترجمہ: یہ حدیث مبارکہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر حجت ہے اس لئے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آہ اوہ اور رونا مطلقا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ جب ان سے حروف حاصل ہو جائیں حالانکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ھانڈی کے ابلنے سے حروف ضرور حاصل ہوتے ہیں اگر کوئی شخص کان لگا کر سن لے۔ لہٰذا اس

حدیث مبارکہ سے وجد ثابت ہوتا ہے اور عین حالت نماز میں رونا بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔(جریان الدموع او اقشعرار الجسد) یعنی آنسوؤں کا جاری ہونا اور جسم کا لرزنا غالبا حال ہے منتہی لوگوں کا اور ابتداء اور درمیان میں بہت سارے احوال وارد ہوتے ہیں جن کی تفصیل گزر چکی ہے۔منتہی لوگوں پر بھی کئی قسم کے احوال وارد ہوتے ہیں جسکی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

حدیث نمبر۶: اس طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔(باب ما جاء فی شیب رسول اللہ ﷺ)

"قال: قال ابو بکر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ یا رسول اللہ ﷺ قد شبت قال شیبتنی سورۃ ھود والواقعۃ والمرسلات وعم یتسآء لون واذا الشمس کورت"

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کی ریش مبارک میں سفید بال آگئے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ ھود والواقعۃ والمرسلات وعم یتسآء لون اور اذا الشمس کورت نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ریش سفید ہونے کے آثار امت کے غم اور ضعف کے باعث ہیں۔اس لئے کہ سورۂ ھود میں (واستقم کما امرت ومن اتبعک من المؤمنین)

ترجمہ: ثابت قدم رہو جس طرح تمہیں حکم ہے وہ بھی ثابت رہے جو تمہارے پیروکار مومن ہیں رسول اللہ ﷺ کیلئے استقامت اور قرآن پر حکم بلکل بھی مشکل نہیں کیونکہ حضور ﷺ کے اخلاق قرآن کریم پر عمل ہے مگر امت کے لئے استقامت کا حکم ہے اور عام امتی کیلئے

استقامت بہت مشکل کام ہے۔

"امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"

(الاستقامت لامة امر شديد صعب ولذا امروا بدعآء الهداية والاستقامة في كل صلوٰة وفي كل ركعة 'ملخصًا')(كما في المرقاة)

ترجمہ: استقامت تمام امت کے لئے بہت مشکل کام ہے اسی وجہ سے امت کیلئے ہر نماز میں ہر رکعت میں استقامت علی الھدایۃ کا حکم ہے۔تو یہ غم درحقیقت امت کیلئے ہی ہے جس طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ (رزقنا اللّٰه سبحانه وتعالٰى وايا كم الاستقامة على سبيل الشريعة والطريقة والحقيقة واحفظنا واياكم من زلة الاقدام وسوء الخاتمة آمين. بحرمة مرشدنا الكريم ولاسيما بحرمة سيد المرسلين ﷺ آمين)

اسی طرح سورۂ واقعہ اور سورۂ مرسلات اور عم یتسآءلون اور سورۂ تکویر میں قیامت کی سختیاں اور خوفناک واقعات گزری ہوئی امتوں کے انکار اور نافرمانی کیوجہ سے ہلاکت کے واقعات مذکور ہیں۔اسی وجہ سے امت کی خاطر رسولِ کریم ﷺ پر غم کے آثار ضعف اور ریش مبارک کا سفید ہونا ظاہر ہوا۔اور ان آثار کا ظاہر ہونا بھی وجد کی ایک قسم ہے۔جیسے کہ اقسامِ وجد میں ذکر کیا جاچکا ہے۔

"حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس حدیث کی شرح میں احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۸: میں باب آثار السماع وآدابہ) میں فرماتے ہیں"

"وقوله عليه الصلوٰة والسلام شيبتني هود واخواتها خبر عن الوجد فان الشيب يحصل من الحزن والخوف وذالك وجد "(كما في

الاحیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۸)

ترجمہ: حضور ﷺ کا فرمان سورۂ ھود کی طرح سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ یہ بتاتا خبر دیتا ہے کہ داڑھی کا سفید ہونا بھی غم ہی کی وجہ سے ہے اور یہ وجد کی اقسام میں سے ایک ہے۔

حدیث نمبر ۷: اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیھقی شعب الایمان اور ابن عدی کی (الکامل) کے حوالے سے ابوحرب بن أبی الاسود کی روایت سے مرسلا اس طرح نقل کیا ہے کہ:

" انه علیه الصلٰوة والسلام قرأ عنده "ان لدینا انکالا وجحیما وطعاما ذا غصة وعذابا الیما" فصعق کما فی احیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۷"

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے ابوحرب بن ابوالاسود کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی اور یہ مرسل حدیث پر حجت ہے۔ بلکہ حنفیوں کے نزدیک یہ مسند سے بھی اوپر ہے اصولِ فقہ کی کتابوں میں (بـاب السنـه) میں وضاحت موجود ہے اور مسلم شریف میں حضور ﷺ کا بے ہوش ہو جانا بھی مروی ہے۔ مسلم شریف: ج: ۱: ص: ۱۵۴: میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کا بے ہوش ہو جانا یا ان پر غشی طاری ہونے کی روایت موجود ہے پھر تدریجا استعداد بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ شب معراج اللہ کے دیدار سے مشرف ہونے کے باوجود بھی بال برابر بھی نہ ہلے۔ اپنی عظیم ترین استعداد مبارکہ کی بدولت ذات حق کا مشاہدہ کیا۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات شریف میں یہ بات ذکر کی ہے کہ تجلی ذاتی اور اصلی خالص بدون ظل کے وقت میں دک دنک اور سقوط اور غشی کا طاری ہونا، اس سے چھٹکارا نہیں۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ: (فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا وخر موسی صعقا) لہٰذا منتہی کیلئے اصل تجلی

خالص بغیر سایہ کے دیکھنے سے حالت متغیر ہو جاتی ہے مگر نبی کریم ﷺ کے پہلے احوال موسیٰ علیہ السلام کے پہلے احوال صحابہ کرام کے پہلے احوال تابعین و شیخین کے پہلے اقوال اس پر گواہ ہیں اور اس کے بعد سید الانبیا ﷺ کو اتنی ترقی اور استعداد کیسے حاصل ہوئی کہ عین ذات کا دیدار کرتے ہوئے بھی حالت نہیں بدلی۔ یہ ایک باریک تحقیق ہے اور تفصیل مکتوبات شریف میں موجود ہے تاہم یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے اسلئے کہ غشی اور بے ہوشی کا طاری ہونا وجد ہی کی قسم ہے۔

حدیث نمبر ۸: اسی طرح تفسیر مدارک: ج:۴:ص:۱۳۶، تفسیر مظہری: ج:۸:ص:۱۰۹: سورۂ زمر کی آیت کی تفسیر میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

"اذا اقشعر جلد المؤمن (وفی روایة جلد العبد) من خشية الله تحاطت عنه الذنوب كما يتحاطت عن الشجرة اليابسة ورقها"

ترجمہ: جب مؤمن کی کھال اللہ کے خوف سے حرکت کرتی ہے۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ بندے کی کھال اللہ کے خوف سے لرزتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح خشک درخت سے اس کے پتے گرتے ہیں۔ "اقشعرار" کے معنی ہیں "ارتعاد" یعنی لرزنا، کانپنا یا اضطراب۔ یہ بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ اس حدیث سے بھی بندۂ صالح اور بندۂ مؤمن کیلئے ثابت ہے۔

حدیث نمبر ۹: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (کتاب الجنائز: ج: ۱:ص ۱۳۸) پر عذاب قبر کے باب میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت نقل کی!

"قالت قام رسول الله ﷺ خطيبا فذكر فتنة القبر التى تفتن فيها

المرء فلما ذکر ذالک ضج المسلمون ضجة ای صاحوا صیحة''

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے تو فتنۂ قبر کا ذکر کیا جو بندے سے امتحان ہوتا ہے۔ جب قبر کی حالت کا ذکر ہوتا ہے یہ سن کر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے چیخیں مارنا شروع کیں۔

اور امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (کتاب الجنائز: ج: ۱: ص: ۲۲۴: کتاب التعوذ من عذاب القبر) میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے!

''حتی حالت بینی وبین ان افهم کلام رسول اللہ ﷺ فلما سکنت ضجتهم قلت لرجل قریب منی ای بارک اللہ فیک ماذا قال رسول اللہ ﷺ فی آخر قوله؟ قال: قد اوحی الی انکم تفتنون فی القبور قریبا من فتنة الدجال''

ترجمہ: یہاں تک کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا وہ شور میرے اور حضور ﷺ کا کلام مبارک سمجھنے کے درمیان حائل ہوا۔ جب حضور ﷺ کا خطبہ مبارک ختم ہوا تو میں نے ایک صحابی سے پوچھا کہ آخر میں نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے کہ فتنۂ دجال کے وقت تم قبر کے فتنے میں ڈالے جاؤ گے۔

مشکوٰۃ شریف میں بھی یہ حدیث (باب اثبات عذاب القبر: ج: ۱: ص: ۲۶) پر نقل کی گئی ہے۔ اب غور کرنا چاہئے کہ نبی کریم ﷺ کا وعظ وخطبے کے دوران صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا خوف الٰہی کے سبب چیخیں مارنا خلاف ادب تصور کیا جائے گا یا نہیں حضور ﷺ کی محفل اقدس میں۔ اور حضور ﷺ کی آواز مبارکہ سے صحابۂ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی آوازیں خوفِ الٰہی کیوجہ سے بلند ہوگئی تھیں۔ کہ چیخیں مار رہے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی آواز مبارکہ سے اپنی آواز بلند کرنا ممنوع ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی: سورۃ حجرات الآیۃ: ۲) کہ حضور اکرم ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا خوفِ الٰہی کے سبب چیخیں مارنا اور رونا یہ غیر اختیاری تھا۔ عقل و شعور ہونے کے باوجود یہ چیخیں مارنا وجد کے باعث تھا اور یہ وجد بھی اقسامِ وجد میں سے ایک وجد ہے جس طرح علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

قَالَ "سمعت النبی ﷺ یقرأ فی المغرب بالطور فلما بلغ ھٰذہ الآیۃ (ام خلقوا من غیر شیٔ ام ھم الخالقون) کاد قلبی ان یطیر" (رواہ البخاری: ج:۲: ص: ۷۲۰)

ترجمہ: جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ مبارک نماز مغرب میں سورۂ طور تلاوت فرما رہے تھے جب اس آیت کریمہ پر پہنچے: (ام خلقوا) تو قریب تھا کہ میرا دل اُڑنے لگ جائے۔

یہ حدیث شریف بھی اثباتِ وجد پر صریح دلالت کرتی ہے اس لئے کہ دل کا اُڑ جانا بھی وجد کی ایک قسم ہے مگر چونکہ قلب جسم سے متصل ہے اور جسم عالم سفلی ہے اور قلب عالم علوی ہے لہٰذا قلب حالتِ وجد میں اڑنے کا تقاضا کرتا ہے۔ جبکہ جسم کا ارادہ اس کے

برخلاف ہوتا ہے۔نتیجۃً غیر اختیاری فعل سرانجام پاتا ہے۔

حدیث نمبر۱۱: احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور رسالہ چہل حدیث (مرتبہ امام عمر بن سعید علیہ الرحمۃ) حدیث نمبر۶ کے حوالہ سے مولانا مولوی عبدالشکور صاحب حنفی، قادری، نقشبندی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

”عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنه انا عند رسول اللہ ﷺ اذا انزل جبرئیل علیہ السلام فقال یا رسول اللہ ﷺ ان فقراء امتک یدخلون الجنة قبل الاغنیاء بنصف یوم فهو خمس مائة عام ففرح رسول اللہ ﷺ قال افیکم ینشدنا فقال بدویٌ انا یا رسول اللہ ﷺ هات فانشد البدوی (شعر)“

قدلسعت حیة الهویٰ کبدی ۔۔۔ فلا طبیب لها ولا راقٍ

الا الحبیب الذی شغفت به ۔۔۔ عنده رقیتی وتریاقی

فتواجد رسول اللہ ﷺ وتواجد الاصحاب معه حتی سقط ردائه عن منکبیه فلما فرغوا اذّی کل واحد منهم الی مکانه قال معاویة بن ابی سفیان ما احسن لعبکم یا رسول اللہ ﷺ فقال مه یا معاویة لیس بکریم من لم یهتزّ عند ذکر الحبیب ثم قسم رداء رسول اللہ ﷺ بین من حاضر هم باربع ماة قطعات“(احیاء العلوم:ج:۵:ص:۱۲۱: التفسیرات الاحمدیة مطبوعه کریمیه الواقعه فی ممبیٔ:ص:۶۰۲:۱۳۲۷ھ: رهنمائے سالکین:ص: ۱۳۹: مطبوعه حاجی عبدالغفور راه حقیق:ص:۱۱۱: ججه میاسیاں ریاست بهاولپور)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت کے غربا تونگروں سے نصف دن پہلے جنت میں جائینگے جو (دنیا کے لحاظ) پانچ سو برسوں کے برابر ہے (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے (جو خوشی کے اس موقع پر) اشعار بنا کر سنائے؟ اس پر ایک بدوی (دیہاتی) نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں سناؤنگا۔ آپ نے فرمایا لاؤ (سناؤ) بدوی نے یہ اشعار سنائے (جن کا ترجمہ یہ ہے) میرے جگر کو (محبوب کی) خواہش کے سانپ نے ڈس لیا۔ جس کے لئے نہ تو کوئی حکیم ہے نہ جھاڑ پھونک کرنے والا ہے۔ مگر وہ حبیب (مخلص ساتھی) جس کی محبت میں میں فریفتہ ہوں اسی کے پاس میرے لئے تریاق بھی ہے اور تعویز بھی۔ (یہ اشعار سن کر) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر وجد طاری ہو گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے دوش مبارک سے چادر مبارک گر پڑی۔ پھر جب وجد سے فارغ ہوئے تو ہر ایک اپنے اپنے مکان پر گیا۔ (جہاں پہلے تشریف فرما تھے) تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کتنا ہی حسین لعب (کھیل) ہے۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ایسا نہ کہو (یعنی اس مخصوص حالت کو کھیل سے تشبیہ نہ دو یہ محبوب حقیقی کی یاد سے جنبش تھی اور) جو شخص اپنے محبوب کا ذکر سن کر جنبش میں نہ آئے وہ کریم (بزرگ) نہیں ہے پھر حضور ﷺ (کی اس وقت زیب تن کی ہوئی) چادر مبارک کے چار سو ٹکڑے کر کے حاضرین میں تقسیم کیئے گئے۔ یہ حدیث شریف شعر و اشعار، سننے سنانے وجد وجذب کے جواز کے لئے واضح دلیل ہے۔ اس لئے کہ خود حضور ﷺ نے اشعار سنانے کا امر کیا۔ (نمبر۲) اشعار سن کر آپ ﷺ کے اوپر وجد کا غلبہ ہوا۔ (۳) اپنے اپنے مکانات سے

(جہاں پہلے تشریف فرماتے) ہٹ کر ادھر ادھر گئے (۴) اسی عالم میں حضورﷺ کے دوش مبارک سے چادر گر پڑی (۵) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وجد کولہو ولعب کھیل کود سے تشبیہ دینے کو ناپسند کیا۔ نیز بزرگی کی علامت ہی یہ بیان فرمائی کہ اپنے محبوب کے ذکر سے حرکت وجنبش میں آجائے۔ پس حضرات صوفیاء کرام بھی ان ہی چیزوں کو وجد وجذب سے تعبیر کرتے ہیں۔

حدیث نمبر۱۲: اس طرح امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم جلد دوم :ص:۳۰۴: پر نقل کیا ہے یہ حدیث امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الحاوی للفتاوی میں ذکر کی ہے شیخ ضیاء الدین نے اداب المریدین میں ذکر کی ہے اور فتاوی خیریہ میں بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ وجد اور رقص اور بھاگنا، دوڑنا، چھلانگیں لگانا، اچھلنا، یہ حالت ہے جو حقیقی اہل تصوف کیلئے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا کی پرورش کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا گیا تھا۔ تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان میں لطیف اختلاف پیدا ہوا تھا کہ تربیت کی ذمہ داری سب ہی قبول کرنا چاہتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"انا اخذتها وهي بنت عمي وقال جعفر رضى الله تعالىٰ عنه بنت عمي و خالتها تحتي وقال زيد رضى الله تعالىٰ عنه بنت اخي فقضى بها النبى ﷺ لخالتها وقال الخالة بمنزلة الام وقال لعلى انت منى وانا منك فحجل على وقال لجعفر رضى الله تعالىٰ عنه اشبهت خلقي وخلقي فحجل جعفر رضى الله تعالىٰ عنه (وفي رواية رقص) وقال لزيد رضى الله تعالىٰ عنه انت

اخونا ومولانا فحجل زید رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کذا ذکر الغزالی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ فی الاحیاء"

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس لڑکی کی تربیت میں کرونگا اس لئے کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے (اور اس کی خالہ میری بیوی ہیں لہٰذا اس کی تربیت کا حق مجھے پہنچتا ہے حضرت زید بن حارثہ نے فرمایا میرے بھائی کی بیٹی ہے مجھے اس کی تربیت کا حق حاصل ہے تو اللہ کے رسول ﷺ نے خالہ کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ اور فرمایا کہ خالہ ماں کی (مثل) قائم مقام ہوتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رقص شروع کیا یا ایک پاؤں پر دوڑنا شروع کیا۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے کہ تم شکل وصورت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے ایک پاؤں پر دوڑنا شروع کیا یا رقص کرنا شروع کیا حضرت زید بن حارثہ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے ہی آزاد کردہ ہو تو حضرت زید رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی ایک پاؤں پر دوڑنا شروع کیا۔

اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے احیاء العلوم میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے بھی دوڑنا عین وجد صراحتًا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: (**الحجل ان یرفع رجلہ وتقفز علی الاخری**) حضرت ابوعبیدہ فرماتے ہیں کہ حجل کا معنی یہ ہے کہ ایک پاؤں اٹھائے اور دوسرا پاؤں لے بھاگے۔

اور امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے الحاوی میں اور صاحب فتاوٰی خیریہ میں

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے رقص کرنے کے الفاظ ذکر کیے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔

"ولم ینکر علیہ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فکان ھٰذا اصلا فی رقص الصوفیۃ رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیھم اجمعین لما یدرکونہ من لذات المواجید"

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے اس رقص کو منع نہیں فرمایا۔ حضرت نبی کریم ﷺ کا اس رقص سے منع نہ فرمانا صوفیوں کے رقص پر دلیل ہے جب وہ لذتِ عشق سے لبریز ہوتے ہیں۔ تو رقص بے خودی ہوتے ہیں۔

وجد اور رقص تقریر اور فعلِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے۔ رقص اور ایک پاؤں پر بھاگنا بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے لہٰذا یہ حدیث مبارکہ بھی وجد پر ثبوت ہے۔

حدیث نمبر ۱۳: اور اسی طرح الحاوی للفتاوٰی میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"وقد ورد فی الحدیث رقص جعفر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب بین یدی رسول اللّٰہ ﷺ لما قال لہ "اشبھت خلقی وخلقی" وذالک من لذۃ ھٰذا الخطاب ولم ینکر علیہ النبی ﷺ فکان ھٰذا اصلا فی رقص الصوفیۃ رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیھم اجمعین لما یدرکونہ من لذات المواجید وقد صح القیام والرقص فی مجالس الذکر والسماع عن جماعۃ من کبار الائمۃ رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیھم منھم شیخ الاسلام عز الدین عبد

السلام رحمة اللّٰہ تعالٰی علیه" (الحاوی: ص: ۲۳۴)

ترجمہ: حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا رقص حضور ﷺ کی موجودگی میں تھا جب حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تمہاری شکل وصورت میرے مشابہ ہے تو اس خطاب کی لذت اور عشق میں وارفتہ ہو کر انہوں نے رقص شروع کیا حضور ﷺ کا منع نہ کرنا اہل تصوف کے رقص پر دلیل ہے جب وجد کی لذت اور سرور کے باعث رقص ہو۔ تو مجلس سماع کی محفلوں میں رقص کرنا بڑے علماء کرام سے ثابت ہے اور یہ بات صحت تک پہنچ چکی ہے۔ ان ائمہ میں شیخ عزالدین بن عبدالسلام شامل ہیں۔

اور (فتاویٰ رد المحتار للشامی: ج: ۳: ص: ۳۳۷: قبیل باب البغات) میں ہے

"والتحقيق القاطع للنزاع فی امر الرقص والسماع يستدعی تفصيلا ذكره فی عوارف المعارف واحياء العلوم وخلاصة ما اجاب به العلامة النحرير ابن كمال بادشاه رحمة اللّٰه تعالٰی عليه بقوله ما فی الوجدان حقيقتًا من حرج ولا التمائل ان اخلصت من باس فقمت تسعٰی علی رجل وحق لمن دعاه مولاه ان يسعی علی الراس الرخصة فيما ذكر من الاوضاع عند الذكر والسماع للعارفين. الخ"

ترجمہ: رقص اور سماع کے مسئلہ کے بارے میں قطعی تحقیق تفصیل طلب ہے۔ جو کہ عوارف المعارف اور احیاء العلوم میں ذکر کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو علامہ کمال بادشاہ نے اپنے قول میں ذکر کی۔ حقیقی تواجد میں گناہ نہیں اور اسی طرح تمایل اور جسم کو حرکت دینے میں کوئی گناہ نہیں جب کہ اس میں ریاکاری نہ ہو۔ جگہ سے اٹھنا اور ایک پاؤں پر بھاگنا۔ حالانکہ جسے آقا ﷺ اپنی جانب بلائیں اسے حق ہے کہ سر کے بل حاضر ہو۔ مذکورہ اعضاء سماع اور ذکر

کے وقت حرکت دینے کی اجازت ہے۔

حدیث نمبر۱۴: اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (جامعہ ترمذی: ج: ۲: ص: ۶۳: کتاب الذهد باب ما جاء في الرياء وسمعت من شفيه اصبحي رضي الله تعالٰى عنه) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے:

"قال قلت له اى لابى هريرة رضى الله تعالٰى عنه اسئلک ﷺبحق لما حدثتنى حديثا سمعته من رسول الله ﷺ عقلته وعلمته فقال ابو هريرة رضى الله تعالٰى عنه افعل لاحدثنک حديثا حدثنيه رسول الله ﷺ عقلته وعلمته ثم نشغ ابو هريرة رضى الله تعالٰى عنه نشغة فمکث قليلا ثم افاق قال لاحدثنک حديثا حدثنيه رسول الله ﷺ فى هذا البيت ما معنا احد غيرى وغيره. ثم نشغ نشغة شديدة ثم افاق ومسح وجهه وقال افعل لاحدثنک حديثا حدثنيه رسول الله ﷺ انا وهو فى هذا البيت ما معى احد غيرى وغيره ثم نشغ ابو هريرة رضى الله تعالٰى عنه نشغة شديدة ثم مال خارا على وجهه فاسندته طويلا ثم افاق فقال حدثنى رسول الله ﷺ ان الله تعالٰى اذا كان يوم القيامة ينزل (بلا كيف) الى العباد ليقضى بينهم. الحديث"

ترجمہ: شفیا اصحی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو اور اس کو آپ نے سمجھا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسی حدیث بیان کرونگا جو اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے بیان فرمائی اور جسے میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ حضرت ابو.

ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ میں تمہیں ایسی حدیث بیان کرونگا جو نبی کریم ﷺ نے اس گھر میں بیان کی جس میں میرے علاوہ کوئی اور موجو نہ تھا۔ پھر حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے۔ اپنے چہرہ مبارک کا مسح کیا۔ فرمایا کہ تمہیں ایسی حدیث بیان کروں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی۔ میرے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا۔ تو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ پھر گر گئے اور مائل ہو گئے اور بہت وقت تک بے ہوش رہے۔ پھر فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی حدیث بیان فرمائی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بلا کیف بندوں کی طرف نزول فرمائے گا تا کہ بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے۔ اور آگے حدیث طویل ہے الفاظ یہ ہیں کہ پھر سخی کو بلایا جائیگا، شہید کو بلایا جائیگا، اور حاکم کو بلایا جائیگا۔ (الی آخر) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر غشی کا طاری ہو جانا اس کی دو وجوہات بیان ہوئی ہیں ایک وجہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی یاد اور کمال محبت محمدی ﷺ کی وجہ سے ان پر غشی طاری ہوئی۔ دوسری وجہ یہ کہ اس حدیث میں وعید کا ذکر کیا گیا ہے لہٰذا وعید کا تصور اور اللہ کے خوف کی وجہ سے غشی طاری ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جید عالم تھے اور علوم ظاہری اور علوم باطنی کے حامل تھے لہٰذا عالموں کے بارے میں جو وعید کا ذکر کیا گیا ہے لہٰذا اس کے تصور سے ان پر غشی طاری ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ کے خاشعین اور وارثین میں سے تھے۔ لہٰذا یہ حدیث مبارکہ بھی اثبات وجد کیلئے قوی دلیل ہے اس لئے کہ غشی اور بے ہوشی بھی وجد کی انواع میں سے ایک نوع ہے۔

حدیث نمبر ۱۵: اسی طرح انوار محمدیہ ﷺ: ج:۱: ص:۴۲۰: مواہب لدنیہ کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے:

"وقد كان ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ربما مر باية في ورده فتخنقه الغبرة و يسقط و يلزم البيت يوم واليومين حتى يعاد ويحسب مريضا"

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بہت مرتبہ اپنے وظیفے میں ایک آیت پر جب گزرتے تھے گریہ وزاری کرتے تھے یہاں تک کہ اپنا گلہ مبارک ہاتھوں سے تھام لیتے اور گر جاتے، ایک دن یا دو دن گھر کے اندر بند رہتے یہاں تک کہ لوگ انہیں بیمار سمجھتے تھے اور ان کی عیادت کیلئے آنا شروع کرتے تھے۔ اور البدایہ والنہایۃ: ج:۲:ص:۲۶۷: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بے ہوش ہو جانے کی روایت نقل کی ہے اور حلیۃ الاولیاء: ج:۱:ص:۳۰۰: پر بھی یہ روایت موجود ہے: **"ان ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قرأ "ويل للمطففين" حتى بلغ الى "يوم يقوم الناس لرب العلمين" فبكى وخر"**

ترجمہ: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سورۃ مطففین کی تلاوت کرنا شروع کی یہاں تک کہ اس آیت مبارکہ پر پہنچے کہ (**یوم یقوم**) تک تلاوت کی تو رونا شروع کر دیا اور زمین پر گر گئے۔ بعض نام نہاد مفتیان جزب اور وجد کے نہ ماننے پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول پیش کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے انکار کیا ہے تو خود سوچئے کہ جو حال، جو کیفیت حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ پر طاری ہوئی اس کا انکار کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر یہ کہ اس مبارک کو یہ معلوم تھا کہ یہ کام تکلف کی طور پر کیا ہے یا مکر کے باعث سرزد ہوا ہے تو اتنے لوگوں کی موجودگی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کس طرح انکار کر سکتے ہیں؟ حالانکہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما پر خود غشی طاری ہوگئی۔ اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کس طرح انکار کر سکتی ہیں

حالانکہ خودان پر غشی طاری ہوئی جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔(بخاری شریف: ج:۱:ص: ۴۷۹)لہٰذا اتنے دلائل کے باوجود حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کس طرح اس وجد کو برا سمجھ سکتے ہیں۔مگر انکار کی روایت بلا سند غیر مقبول جانے یا تاویل حسنہ جو قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری :ج:۸:ص:۲۰۹: پر سورۃ زمر کی آیت ۶۳ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ جن لوگوں نے وجد کی وجہ سے انکار کیا ہے وہ وجد مکرا اور تکلفا تھا۔وہ لوگ اپنے آپ کو بتلاتے یا دکھلاتے تھے۔اور انشاء اللہ تعالیٰ اس عبارت کی تفصیل تحریر کی جائیگی۔انکار کی قطعا کوئی گنجائش نہیں۔بعد میں منکرین وجد اور تواجد اوران کے اعتراضات کی مزید وضاحت کی جائے گی۔

اسی طرح مجمع الزوائد میں امام بزار کے حوالے سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"انها قالت لما رايت من النبی ﷺ طيب النفس، قلت يا رسول الله ﷺ ادع لی، فقال اللهم اغفر لعائشة رضی الله تعالى عنها ما تقدم من ذنبها وما تاخر وما اسرت وما اعلنت فضحكت عائشة رضی الله تعالى عنها حتى سقط راسها فی حجرها من الضحک، فقال لها رسول الله ﷺ ايسرک دعائی؟ فقالت ما لی لا يسرنی دعآءک فقال رسول الله ﷺ انها لدعائی لامتی فی كل صلوٰة"

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کو جب میں نے خوش دیکھا تو میں نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ میرے حق میں دعا فرمایئے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ۔یا اللہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اگلی پچھلی ظاہری، پوشیدہ تمام

خطاؤں کو معاف فرما، تو ام المومنین نے اس قدر تبسم فرمایا کہ سر مبارک انکے اپنی گود مبارک کی جانب جھک گیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آپ کو میری دعا سے اس قدر خوشی ہوئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ مجھے کیا ہوا کہ آپ کی دعا سے مجھی خوشی نہ ہو۔ مجھے آپ کی دعا سے بے حد خوشی حاصل ہوئی ہے حضور کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں اپنی امت کے لئے ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتا ہوں۔ اس روایت سے بھی وجد ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ ام المومنین کا تبسم عام مسکراہٹ نہ تھی بلکہ حضور ﷺ کے الفاظ مبارکہ سے حاصل ہونے والی خوشی اور لذت تھی۔ یہ بھی حالت وجد اور غیر اختیاری مسکراہٹ تھی اور مسکراہٹ یہ بھی وجد کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔

حدیث نمبر ۱۶: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (**کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ 'لا تسئلوا عن اشیاء' الآیۃ: ج: ۲: ص: ۶۶۵**) میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں!

''قال خطب رسول اللّٰہ ﷺ خطبة ما سمعت مثلها قط قال لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا قال فغطى اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ وجوههم حنين''

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے ایسا بے مثل خطبہ دیا جس کا مثل کوئی خطبہ میں کبھی نہیں سنا۔ اس خطبے میں فرمایا: اگر تم جانتے، جو کچھ میں جانتا ہوں تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے اثر کے باعث صحابہ کرام نے اپنے چہرے چھپا لئے اور رونا گریا وزاری کرنا سسکیاں لینا شروع کیں۔ اس روایت سے بھی وجد ظاہر ہوتا ہے کیونکہ خوف الٰہی کے باعث رونا، سسکیاں لینا یہ بھی وجد کی قسموں میں سے

ایک قسم ہے۔

حدیث نمبر ۱۷: اسی طرح تفسیر مظہری اور روح البیان اور دیگر تفاسیر میں سورۃ زمر آیت نمبر ۲۳ کے ذیل میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

"قلت لجدتی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیف کان اصحاب رسول اللہ ﷺ یفعلون اذا قرئ علیہم القرآن؟ قالت کانوا کما وصفہم اللہ تعالیٰ تدمع اعینہم وتقشعر جلودھم"

ترجمہ: میں نے اپنی دادی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی اس وقت کیا حالت یا کیفیت ہوتی جب ان کے سامنے قرآن تلاوت کیا جاتا تھا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ان کی وہی حالت ہوتی تھی جو اللہ نے ان کی صفت بیان فرمائی ہے کہ ان کی آنکھیں آنسو بہاتیں اور ان کے کھال مبارک حرکت میں آجاتی۔ اس روایت سے بھی وجد ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ آنسوؤں کا بہنا اور کھالوں کا لرزنا بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے، اور یہ احسن کیفیت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام اوقات میں بھی ان پر وجد طاری ہوتا اس لئے کہ وہ منتہی تھے۔ احیاناً ان پر کبھی کبھی غشی، اضطراب، رقص، ایک پاؤں پر بھاگنا، ہنسنا، چیخیں مارنا، گریہ وزاری کرنا یہ تمام احوال صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر وارد ہوتے تھے۔ یہ سب کی سب اقسام وجد میں داخل ہیں۔ جیسے کہ اقسام وجد میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بہت سارے احوال کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر طاری ہونا وجد اور حال کے مختلف انوع مختلف مواقع پر طاری ہونا۔ سلوک اور طریقت کے منتہی اولیائے کرام اور اصحاب تمکین بھی تمام احوال میں ان کا رونا اور جسم کا ہلنا کھال کی حرکت بدن

کا لرزنا اور دیگر احوال کا وارد ہونا اور مبتدی اور متوسط اصحاب تکوین کا عام احوال میں رقص اور بے چین ہونا، کپڑوں کا پھاڑنا، غشی کا طاری ہونا، چیخیں مارنا، تواجد خالص حقیقی ہے۔ منتھی کے طرز پر حالات کا طاری ہونا ایک حالت کا بھی انکار ممکن نہیں بلکہ سب کچھ دلالت کے ساتھ ثابت ہے اور اس سے انکار بے دینی اور جہالت ہے۔ یہ روایت بھی وجد اور حال کے اثبات پر دلالت کرتی ہے جو کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر نے بیان فرمائی:

حدیث نمبر ۱۸: اسی طرح علامہ سید طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ص: ۲۶۴) میں حدیث مبارک مذکور ہے

"من اطاع اللّٰہ باکیا فقد دخل الجنۃ ضاحکا"

ترجمہ: جو شخص روتا ہوا اللہ کی عبادت اور اطاعت کے ساتھ وہ جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوتا ہے

اور (کفایہ شرح ہدایہ: ج: ۱: ص: ۳۴۶: باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا) میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

حدیث نمبر ۱۹: "سئلت عائشۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنھا عن الانین فی الصلوٰۃ فقالت ان کان من خشیۃ اللّٰہ لا تفسد صلوٰتہ وان کان من الالم تفسد"

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال ہوا کہ نماز میں آہ کرنا کیسا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر اللہ کے خوف سے ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی اگر درد یا مصیبت کے باعث ہو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (فاسد ہو جاتی ہے) یہ دونوں روایتیں بالخصوص نماز میں رونا اور آہ کرنا اوہ کرنا فریاد کرنا۔ یہ بھی اقسام وجد میں سے ایک قسم ہے۔ فقہی مسئلے سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ احوال وجد میں سے ایک قسم ہے۔ جو وارد ہوتے ہیں بلکہ یہ

زیادہ خشوع اور خضوع پر دلالت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۹: اسی طرح علامہ ابو اللیث ثمرقندی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنبیہ الغافلین کے ص ۲۹۴ پر ثعلبہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھتے ہیں کہ جب ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سہو واقع ہوا تو اس وجہ سے ان پر اللہ کا خوف طاری ہوا تو پہاڑ پر چڑھ گئے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ توبہ و استغفار میں مشغول ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک توبہ کی قبولیت کی خوش خبری حضرت جبرائیل علیہ السلام کے توسط سے حضور ﷺ کو دی۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو حضرت ثعلبہ کو تلاش کرنے کا حکم فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ دونوں صحابیوں کو حضور ﷺ نے اس امر پر معمور فرمایا دونوں اصحاب مبارکہ نے تلاش شروع کر دی۔ اس پہاڑ پر ان کی ملاقات حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور انہوں نے آپ (ثعلبہ) رضی اللہ عنہ کو پہاڑ سے اتار کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت مبارکہ میں پیش کیا۔ نماز کا وقت تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو آخری صف میں شامل کیا۔

"فقرأ رسول اللہ ﷺ الھاکم التکاثر. فشھق شھقة فلما تلی حتی زرتم المقابر شھق شھقة اخری وفارق الدنیا فلما انفتل النبی ﷺ جاء الی ثعلبة رضی اللہ تعالیٰ عنه فقال یا سلمان انضح علیه الماء فنادی سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنه یا نبی اللہ ﷺ قد فارق الدنیا. الحدیث"

ترجمہ: حضرت نبی کریم ﷺ نے "الھاکم التکاثر" تلاوت فرمائی تو حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے حالت نماز میں چیخ ماری جب حضور ﷺ نے "حتی زرتم المقابر" کی

تلاوت کی تو حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے پھر چیخ ماری اور دنیا سے رخصت ہوئے۔ بعد نماز کے حضور ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حضرت ثعلبہ کے چہرے پر پانی کی چھینٹیں ماریں۔ تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی، کہ یارسول اللہ ﷺ حضرت ثعلبہ دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں یعنی وفات پا چکے ہیں۔ یہ حدیث مبارکہ بھی وجد پر دلیل ہے بالخصوص قرآن کریم کی تلاوت سننے کے دوران زیادہ خوف خداوندی اور چیخیں مارنا وجد کے باعث وفات پاجانا اور وجد میں انتقال کرجانے پر قوی دلیل ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی مجلس میں دوران ذکر و تبلیغ میں بہت سے اشخاص دنیا سے رخصت ہوجایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ خود بھی حضرت داؤد علیہ السلام بے ہوش ہوگئے تھے اور حاضرین مجلس سے چار سو اشخاص کے جنازے اٹھے۔ (کماء فی الاحیاء: ج: ۲: ص: ۶۸: عوارف المعارف: ص: ۱۱۱:)

اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں بہت سارے جنازے اٹھتے تھے (کمافی سیف المقلدین علیٰ اعناق المنکرین نمبر ۷۵۳) اور حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی کی توجہ اتحادی سے ایک نان فروش بے ہوش ہوگیا تھا اور تین دن بعد وفات پاگیا تھا۔ (کمافی التفسیر العزیزی جلد آخر: ص: ۳۳۸)

حدیث نمبر ۲۰: اسی طرح ملا علی قاری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مرقات: ج: ۱: ص: ۴۵۶) کتاب العلم فصل اول میں حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے:

”قال الامام جعفر الصادق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ وقد سئل عنہ عن

حالة لحقته فی الصلوٰۃ حتی خر مغشیا علیه فلما سری عنه قال ما زلت اردد الایة علی قلبی حتی سمعتها من المتکلم بها (بلا کیف) فلم یثبت جسمی لمعاینة قدرته"

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حالت کے بارے میں پوچھا گیا جو نماز میں ان پر طاری ہوئی تھی یہاں تک کہ نماز کے دوران بے ہوش ہوکر گر گئے تھے۔ جب وہ کیفیت نہ رہی تو حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک آیت کریمہ بار بار دل میں تلاوت کرر ہا تھا۔ یہاں تک کہ خالق حقیقی سے (بلا کیف) وہ آیت مبارکہ سنی تو میرا جسم اس ذات اور اس کی قدرت معانی کے سامنے قائم نہ رہ سکا اور مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ اسی روایت کو حضرت شیخ اجل شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عوارف المعارف :ص:۵۱:باب دوئیم میں ذکر کیا اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات:ج:۲:مکتوب:۱۱۸:دفتر سوئم میں بھی یہی کیفیت ان کی نقل کی ہے۔

حالانکہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ درجے کے منتہی تھے مگر ان پر بھی یہ کیفیت وارد ہوئی اب سوال یہ ہے کہ غیر نبی کا اللہ کا کلام خود ذات الٰہی سے بلا کیف سننا بہتر ہے یا نہیں؟ یہ صرف ممکن ہی نہیں بلکہ عین حقیقت ہے۔ تفسیر مظہری میں اس آیت کریمہ (واوحینا الیٰ ام موسیٰ) کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بے حد دلائل دیئے ہیں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک وحی تو شرعی ہوتی ہے جو کہ صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ وسلام کے لئے خاص ومخصوص ہے دوسری قسم وحی کی غیر تشریعی ہے جو غیر نبی کو بھی عطاء ہوسکتی ہے اور حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ پہلی امتوں میں بعض محدث (اللہ کے ساتھ کلام کرنے والے) ہوتے تھے اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو اس امت میں بہت سارے محدثین اور بھی ہیں جیسے سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بھی یہ کیفیت وارد ہوئی۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجھ سے بھی بلا کیف کلام فرمایا۔ الحمد للہ میں بھی محدث ہوں۔ پوری تفصیل تفصیل مظہری اور مکتوبات شریف میں درج ہے یہ روایت بھی وجد کے ثبوت میں خصوصاً حالت نماز میں وجد پر قوی دلیل ہے۔

حدیث نمبر ۲۱: امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (تنبیہ المغترین) میں لکھا ہے۔

"قرا النبی ﷺ یوما ان لدینا انکالا و جحیما و طعاما ذا غصۃ وعذابا الیما و کان ورائہ حموان بن اعین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فخر میتا" (تنبیہ المغترین)

ترجمہ: حضورِ اکرم ﷺ نے ایک دن یہ آیت کریمہ تلاوت فرمارہے تھے۔ "ان لدینا" تو حضورِ اکرم ﷺ کے قریب حضرت حموان بن اعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر تھے فوراً گر کر وفات پا گئے اور (تذکرہ قرطبی: ج: ۱: ص: ۸۴) پر آدم علیہ السلام کا بے ہوش ہونا بھی مذکور ہے اور (البدایہ والنہایہ: ج: ۴: ص: ۲۳۱) پر حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے ہوش ہونا بھی ذکر ہے۔

حدیث نمبر ۲۲: اسی طرح عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (حدیقۃ الندیہ: ص: ۱۰۹) پر علامہ شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (تنبیہ المغترین) میں روایت کی ہے۔

"وکان میمون بن مہران رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ یقول: سمع سلمان الفارسی رضی اللّٰہ تعالٰی قارئا یقرأ (وان جہنم لموعدہم اجمعین) فصاح ووضع یدہ علی راسہ وخرج صائما لا یدری این یتوجہ مدۃ ثلاثۃ ایام"

ترجمہ: حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قاری سے یہ آیت کریمہ سُنی (وان جھنم) تو چیخ ماری اور دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے اور سرگردان و پریشان باہر نکل گئے اور یہ سمجھ نہیں رہے تھے کہ کس جانب جائیں۔ تین دن تک اسی کیفیت میں رہے۔

حدیث نمبر۲۳: اسی طرح آثارِ تابعین اور تبع تابعین کی بھی سن لیجئے۔ جو کہ اثباتِ وجد کیلئے قوی دلائل ہیں۔ من جملہ ان میں سے علامہ حافظ ابن حجر مکی ہیتمی نے الخیراۃ الحسان: ص: ۳۶: پندرھویں فصل میں جلیل القدر ہستی تابعی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔

"وقرا الامام اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ یومًا فی صلوٰۃ الصبح (ولا تحسبن اللّٰہ غافلًا عما یعمل الظلمون) فارتعد حتی عرف ذالک منہ"

(الخیراۃ الحسان: ص: ۳۶: فصل: ۱۵)

ترجمہ: ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فجر کے نماز میں اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی (ولا تحسبن اللّٰہ غافلا عما یعمل الظلمون) تو لرزنے لگے یہاں تک کہ لوگوں نے ان کا لرزنا دیکھ لیا اور ارتعاد (یعنی لرزنا بدن کا) یہ بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے اور یہ واقعہ بھی نماز کی حالت میں وجد کے وارد ہونے کیلئے قوی دلیل ہے۔

حدیث نمبر۲۴: اسی طرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ص: ۶۶: ج: ۱) میں تحریر کیا ہے:

"وروی ان الشافعی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ سمع قارئًا یقرأ (ھٰذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لھم فیعتذرون) فتغیر الشافعی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ

وارتعد وخر مغشیا علیہ"

ترجمہ: روایت ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک قاری کو یہ آیت کریمہ تلاوت کرتے ہوئے سنا (ھذا یوم) تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لرزنے لگے اور بے ہوش ہو گئے جلیل القدر مجتہد جو تبع تابعین میں سے ہیں ایک مسلک کے امام ہیں ان پر کیا کیفیت طاری ہوئی خاصکر قرآن کریم کی تلاوت سننے کے وقت یہ بھی وجد کی اثبات پر قوی دلیل ہے کہ بزرگان دین پر وجد کی حالت طاری ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۲۵: اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (احیاء العلوم: ج: ۱: ص: ۱۷۱) میں جلیل القدر تابعی ربیع بن اخثم رحمۃ اللہ تعالیٰ کا علیہ واقعہ نقل کرتے ہیں۔

"ومشی ذات یوم مع ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الحدادین فلما نظر الی الاکوار تنفخ والی النار تلتھب صعق وسقط مغشیا علیہ وقعد ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند راسہ الی وقت الصلوٰۃ فلم یفق فحملہ علی ظھرہ الی منزلہ فلم یزل مغشیا علیہ الی مثل التی صعق فیھا ففاتتہ خمس صلوٰات وابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند راسہ یقول ھذا واللہ ھو الخوف"

ترجمہ: ایک دن ربیع ابن اخثم تابعی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ لوہار کی بھٹی کے پاس سے جا رہے تھے (حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں جا رہے تھے) جب ربیع ابن اخثم نے لوہار کی بھٹی کو دیکھا کہ اس کو ہوا دی جاتی ہے اور آگ کے شعلے لپک رہے تھے تو چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر گئے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے قریب کھڑے تھے۔ اس دوران نماز کا وقت ہو گیا اور آپ ہوش میں نہ آئے تو حضرت

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو پیٹھ پر اٹھا کر ان کے گھر تک پہنچا دیا۔ دوسرے روز صبح تک وہ بے ہوش رہے اسی دوران پانچ نمازیں ان سے قضاء ہوئیں بعدازاں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم خوف الٰہی کے باعث ان پر یہ کیفیت طاری ہوئی۔

یہ فعل اور حال تابعی کا ہے اور تقریر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی معایہ وجد کیلئے مضبوط دلیل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر بے اختیار حال اسی پر وارد ہوا اور بے ہوشی طاری ہوئی اور بے ہوشی بھی طویل رہی یہاں تک کہ پانچ نمازیں ان سے قضاء ہوئیں ان پر کوئی گناہ اور حرج نہیں ہے۔ جب ہوش میں آئیں تو ان نمازوں کی قضاء ادا کریں۔ بلکہ صرف وجد غیر اختیاری باوجود یہ کہ اس کا عقل وشعور بھی ہو جس طرح کہ انسان چھینک مارتا ہے یا کھانستا ہے تو باوجود وجد کے ہوش برقرار رہتے ہیں تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے۔(تفسیر روح المعانی: ج:۳: ص:۸۶: سورۃ اعراف: آیت:۱۵۵)

اگر عملِ کثیر اس سے صادر ہوا اور نماز کے بعد حال ختم ہو جائے تو نماز کو دوبارہ دہرانا پڑیگا۔ اگر عملِ کثیر نہ ہو بلکہ صرف رونا، آواز کا نکلنا، جسم کا ہلنا تو پھر اس شخص پر نماز کا دھرانا ضروری نہیں ہے۔ اس کی تفصیل روح المعانی: ج:۳: ص:۸۶: پر مذکور ہے۔

حدیث نمبر ۲۶: اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (احیاء العلوم: ج:۲: ص:۲۹۷) میں زرارہ بن اوفیٰ تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے۔

"وروی ان زرارۃ بن اوفی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ وکان من التابعین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کان یؤم الناس بالرقۃ فقرأ (فاذا نقر فی الناقور) فصعق ومات فی محرابہ"

ترجمہ: روایت یہ ہے کہ زرارہ ابن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تابعی ہیں لوگوں کو رقہ نامی جگہ پر نماز کی امامت کیا کرتے تھے جب یہ آیت کریمہ تلاوت کی (فاذا نقر فی الناقور) تو دورانِ نماز محراب میں گر گئے اور انتقال کر گئے۔ جو کہ وجد کی اعلیٰ ترین قسم میں سے ایک قسم ہے۔

اور جامع ترمذی: ج:۱: ص:۵۹: پر یہ حدیث موجود ہے:

"کان ضرارہ بن اوکع رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قرأ یوما قولہ تعالیٰ "فاذا نقر فی الناقور" فخر میتاً"

ترجمہ: حضرت ضرارہ ابن اوکع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن یہ آیت کریمہ تلاوت کی (فاذا نقر فی الناقور) تو گر گئے اور وفات پا گئے۔

وجد اور حال کے ثبوت میں مفسرین، محدثین، فقہاءِ کرام اور اولیاءِ راسخین اور علماءِ حق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فرمودات کے ساتھ

اس باب میں وجد اور حال کے مختلف احوال واقسام کے اثبات میں معتبر اور معتمد علمائے دین کے اقوال ذکر کیے جائیں گے اور بہت زیادہ کتابوں اور عبارات کا تذکرہ کیا جائیگا۔ انشاءاللہ۔

تفسیر روح المعانی، روح البیان، تفسیر مظھری، تفسیر مدارک، تفسیر عزیزی، فتاویٰ شامی، رد مختار، فتاوی حامدیہ، فتاوی خیریہ، مجموعۃ الرسائل لابن عابدین شامی، فتاوی علمکیری، طحطاوی، حاوی للفتاوی، مکتوبات شریف، مکاتیب شریفہ شاہ غلام علی دھلوی، حدیقۃ الندیہ، عوارف المعارف، احیاء علوم الدین، فتوح الغیب، انوار

القدسیه، قطب الارشاد، سیف المقلدین، حجة السالکین، مقامات خواجه نقشبند، رشحات کاشفین، فتاوی رضویه، انوار شریعت، رسائل میلاد النبی ﷺ، النبراس علی شرح العقائد، حقاق المعالی، وغیرہ معتبر، مقبول ومشہور کتابیں اہلسنت والجماعت کی ہیں ان میں اور باقی سب میں واضح لکھا ہوا ہے کہ اہلِ وجد اور اہلِ حال کیلئے وجد، غشی کو جید بزرگانِ دین نے مانا اور ثابت کیا ہے۔

(۱) جلیل القدر مفسر خاتمة المحققین مفتیٔ بغداد حضرت علامه مولانا محمود الوسی رحمة اللّٰه تعالٰی علیه حنفی نقشبندی مجددی خالدی رحمة اللّٰه تعالٰی علیه اپنی تفسیر روح المعانی: ج:۳:ص:۸۶: سورة اعراف :آیت نمبر :۱۵۵ : میں وجد کے بارے میں اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"واختار موسی قومه سبعین رجلا ای من اشراف قومه ونجباء هم اهل الاستعداد والصفاء ولارادة والطلب والسلوک (فلما اخذتهم الرجفة) ای رجفة البدن التی هی من مبادی صعقة الفناء عند طریان بوارق الانوار وظهور طوالع تجلیات الصفات من اقشعرار الجسد وارتعاده وکثیرا ما تعرض هٰذه الحرکة للسالکین رحمة اللّٰه تعالٰی علیهم عند الذکر او سماع القرآن او ما یتاثرون به حتی تکاد تتفرق اعضاء هم وقد شاهدنا ذالک فی الخالدیین رحمة اللّٰه تعالٰی علیهم من اهل الطریقة النقشبندیة وربما یعتریهم فی صلٰوتهم صیاح معه فمنهم من یستانف وقد کثر الانکار علیهم وسمعت بعض المنکرین یقولون ان کانت هٰذه الحالة مع وجود العقل

والشعور فهی سوء ادب ومبطلة للصلوٰة قطعا وان كانت مع عدم شعور وزوال عقل فهی ناقضة للوضؤ ونراهم لا يتوضؤن واجيب بانها غير اختياری مع وجود العقل والشعور وهی كالعطاس والسعال ومن هنا لا ينتقض الوضؤ بل ولا يبطل الصلوٰة وقد نص بعض الشافعية رحمة اللّٰه تعالٰی عليهم ان المصلی لو غلبه الضحک فی الصلوٰة لا تبطل صلوٰته ويعذر بذالک فلا يعد ان يلحق ما يحصل من آثار التجليات الغير الاختيارية بما ذكر ولا يلزم من كونه غير اختياری صادرًا من غير شعور فان حركة المرتعش غير اختياری مع الشعور بها وهو ظاهر فلا معنى للانكار" (تفسير روح المعانی: ج:۳: ص:۸۲: سورة اعراف: آيت:۱۵۵ :باب: الاشارات)

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر (۷۰) افراد ہمارے میقات کیلئے منتخب کیے پس ان کو جب رجفہ نے پکڑلیا۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی نے اس آیت کی تفسیر میں روح المعانی: ج: ثالث میں تحریر فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر ایسے آدمی منتخب کیے جو کہ شریف، بزرگ باستعداد، مریدین حق، اصحاب طلب اور اہل سلوک تھے پس جب ان کو رجفہ نے پکڑلیا۔ الخ

یعنی بدن کی حرکت نے ان کو پکڑ لیا جو کہ فنا کی صعقہ کی ابتدا میں پیش آتی ہے۔ انوارات رحمانیہ کے نزول اور صفات کی تجلیات کے ورود کے وقت یہ حالت پیش آتی ہے۔ جس کے اثر سے بدن حرکت اور اضطراب میں آتا ہے اور اکثر اوقات یہ حالت سالکین طریقت کو ذکر اور تلاوت قرآن کے وقت پیش آتی ہے اور جس چیز سے وہ تاثیر لیتے ہیں (یعنی توجہ اور نعت خوانی) سننے سے بھی یہ حالت پیش آتی ہے جو کہ اسباب تاثیر میں داخل ہے یہاں

تک کہ ان کے اعضاء بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور ہم نے یہ حالت حضرت مولانا خالد قدس سرہ کے مریدین سے مشاہدہ کی ہیں اور بعض اوقات میں ان کو نماز میں بھی حرکات کے ساتھ صیاح بھی پیش آتے ہیں پس بعض نماز کا اعادہ کرتے ہیں اور بعض اعادہ نہیں کرتے ہیں اور ان پر انکار زیادہ ہو رہا ہے۔ اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل اور شعور کے باوجود ہے تو یہ بے ادبی ہے اور نماز کیلئے قطعی طور پر باطل کرنے والی ہے اور اگر عقل اور شعور زائل ہونے کیوجہ سے ہے تو پھر سکر کیوجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہ سالکین وضو کا اعادہ بھی نہیں کرتے لیکن میں اس اعتراض مذکور کے جواب میں کہتا ہوں کہ نماز میں یہ حالت مذکور (یعنی حرکات اور صیاح) غیر اختیاری ہے اور یہ حالت عقل اور شعور کے باوجود پیش آتی ہے اور اس کی مثال کھانسی اور عطس کیطرح ہے کہ غیر اختیاری طور پر پیش آتا ہے اس لئے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ ہی نماز باطل ہوتی ہے اور شوافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے کہا ہے کہ اگر نمازی پر ہنسا غالب آجائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہے اور نمازی اس صورت میں معذور سمجھا جائے گا۔

پس بعید نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ کے آثار کو بھی اس کے ساتھ ملحق کیا جائے اور عدم فساد صلوٰۃ پر حکم کیا جائے اور کسی چیز کی غیر اختیاری ہونے سے اس چیز کا غیر شعوری ہونا لازم نہیں کیونکہ مرتعش کی حرکت غیر اختیاری ہے اور غیر شعوری نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ عقل اور شعور موجود ہوتے ہیں اور یہ تو ظاہر باہر معاملہ ہے پس اس سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ تو علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدن کی حرکت اور کانپنا خداوند قدوس کے انوارات کا اثر قرار دیا نیز یہ بھی فرمایا کہ یہ حالت سالکین اور مریدین خصوصاً طریقہ نقشبندیہ کے بزرگوں کو حالت ذکر اور تلاوت کلام اللہ کے وقت یا توجہ مرشد کامل مکمل کیوقت یا

خشیت خداوندی کے غلبہ کے وقت پیش آتی ہے۔کبھی یہ حالت اقشعر ارکم ہوتی ہے اور بعض بدن پر زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ لطائف کی حرکت اور بعض اوقات میں غلبہ پاکر سارا بدن حرکت کرنے لگتا ہے اور اعضاء ٹوٹ جانے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ نیز کبھی نماز کے اندر اقشعر ار جسد اور صیاح طاری ہوتی ہے جیسا کہ روح المعانی کی عبارت سے واضح ہوا۔لیکن عقل اور شعور کی موجود ہونے کیوجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا صرف اختیار سلب ہوتا ہے۔

(۲) اسی طرح مفسر جلیل القدر بیہقی وقت علم الہدیٰ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مظہری نقشبندی مجددی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر، تفسیر مظہری: ج:۸: ص:۲۱۰۔ ۲۰۸: سورۃ زمر کی آیت نمبر۲۳: کی تفسیر میں منکروں کے اعتراض غشی کے مسئلہ پر جواب تحریر کرتے ہیں کہ غشی اور وجد کا مدلل اثبات کیا ہے، فرماتے ہیں:

''فان قيل بعض اهل العشق من الصوفية رحمة الله تعالىٰ عليهم يغشى عليه عند استماع القرآن فهل هو من الاحوال الحميدة او القبيحة؟ وقد شنع عليهم الامام محى السنة البغوى رحمة الله تعالىٰ عليه فى تفسيره فقال قال قتادة رضى الله تعالىٰ عنه هذا يعنى ما ذكر من اقشعرار الجلد من خشية الله نعت اولياء الله رحمة الله تعالىٰ عليه ينعتهم الله بان تقشعر جلودهم وتطمئن قلوبهم بذكر الله ولم ينعتهم بذهاب عقولهم والغشيان عليهم انما ذالک فى اهل البدع وهو من الشيطان اخبرنا عن عبدالله بن الزبير رضى الله تعالىٰ عنه قال قلت لجدتى اسماء بنت ابى بكر رضى الله تعالىٰ عنها كيف كان اصحاب رسول الله ﷺ يفعلون اذا قرئ عليهم

القرآن؟ قالت كانوا كما نعتهم تدمع عيونهم وتقشعر جلودهم قال فقلت لها ان ناسا اذا قرئ عليهم القرآن خر احدهم مغشيا عليه فقالت اعوذ باللّٰه من الشيطان الرجيم. وروى البغوى رحمة اللّٰه تعالٰى عليه ان ابن عمر رضى اللّٰه تعالٰى عنه مر على رجل من اهل العراق ساقط فقال ابن عمر رضى اللّٰه تعالٰى عنه انا لنخشى اللّٰه وما نسقط وقال ابن عمر رضى اللّٰه تعالٰى عنه ان الشيطان يدخل فى جوف احدهم ما كان هٰكذا صنيع اصحاب رسول اللّٰه ﷺ. (قلت) وجه طريان هٰذه الحالة كثرة نزول البركات والتجليات مع ضيق حوصلة الصوفى وضعف استعداده. وانما لم توجد هٰذه الحالة فى الصحابة رضى اللّٰه تعالٰى عنه (فى عامة الحالات) مع وفور بركاتهم لاجل سعة حواصلهم وقوة استعدادهم ببركة صحبة النبى ﷺ وما غير الصحابة رضى اللّٰه تعالٰى عنهم من الصوفية رحمة اللّٰه تعالٰى عليهم فعدم طريان تلك الحالة عليهم اما لقلة نزول البركات واما لسعة حواصلهم والعجب من الامام الهمام محى السنة البغوى رحمة اللّٰه تعالٰى عليه كيف انكر على اصحاب تلك الحالة وشنع عليهم ونسى قوله تعالٰى (حتى اذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم قالوا الحق وهو العلى الكبير) وقد روى هو فى تفسير تلك الآية عن النواس بن سمعان رضى اللّٰه تعالٰى عنه اذا اراد اللّٰه بالامر تكلم بالوحى اخذت السموات منه رجفة او قال: رعدًا شديدةً خوفًا من اللّٰه فاذا سمع ذالك اهل السموات صعقوا وخروا للّٰه ساجدا فيكون اول من يرفع راسه جبرئيل عليه السلام الحديث. وروى البخارى رحمة

اللّٰہ تعالٰی عنه عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنه عن النبی ﷺ نحوہ بلفظ
اذا قضی اللّٰہ الامر فی السماء ضربت الملائکۃ علیه السلام باجنحتها
خضعانا لقوله کانه سلسلة علی صفوان فاذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال
ربکم قالوا الحق الحدیث وقوله تعالٰی (فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا
وخر موسی صعقا) (وکذا کثیر من الاحادیث والآثار المذکورۃ) وقول ابن
عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه ان الشیطان یدخل فی جوف احدھم وکذا
استعاذۃ اسماء رضی اللّٰہ تعالٰی عنها فمحمول علی انهما زعما غشی
ذالک الرجل تکلفا ومکرا ولذا نسباہ الی الشیطان وانما کان انکار تلک
الحالة منهما لعدم طریان تلک الحالة علیهما وعلی امثالهما (فی عامة
الاوقات) بناء علی وسعة الحوصلة وقوۃ الاستعداد ویدل علی ما قلت انه
ذکر عند ابن سیرین رضی اللّٰہ تعالٰی عنه الذین یصرعون اذا قرئ علیهم
القرآن فقال بیننا وبینهم ان یقعد احدھم علی ظهر بنیة باسط رجلیه ثم یقرأ
علیهم القرآن من اوله الی آخرہ فان رمی بنفسه فهو صادق حیث علق
صدقه علی رمی نفسه من ظهر بنیة مرتفعة فعلم منه انه حمل صرعه علی
الکذب والتکلف دون صدق الحال اعلم ان البشر اقوی استعدادا واوسع
حوصلة من الملائکة کما یشهد علیه قوله تعالٰی (انی جاعل فی الارض
خلیفة) الی قوله تعالٰی (انی اعلم ما لا تعلمون) وقوله تعالٰی (انا عرضنا
الامانة علی السمٰوات والارض. الآیة) ولاجل ذٰلک یأتی حالة الغشی علی
الملائکة کلما سمعوا الوحی دون البشر واما البشر فاذا تمّ نزوله لا یتغیر

حالہ الا نادرا واذا تمّ عروجۂ وقصر نزولہ یتغیر حالہ غالبًا. (اعلم) ان الصوفی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ متی کان فی السکر یتغیر حالہ غالبا عند ذکر المحبوب جل جلالہ فی الشعر والتغنی ولذالک یستحبون السماع لکن تغیر الحال عند سماع القرآن اشرف منہ حالا لان عند استماع القرآن وتلاوتہ تتنزل البرکات الاصلیۃ المتعلقۃ بالتجلیات الذاتیۃ والصفاتؔ الحقیقۃ ولا سبیل الیھا لاکثر الصوفیۃ رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیھم المحتبسین فی مقام ولاجل ذلک تراھم یتغیر حالھم عند السماع ما لا یتغیر عند تلاوۃ القرآن (وان کان فی السماع فائدۃ للواصلین ایضًا کما فی المکتوبات المجددیۃ) واما الذین صعدوا ذروۃ الافق الا علی ثم دنی رب العزۃ وتدلی فکان قاب قوسین او ادنی لا یتغیر احوالھم (فی عامۃ الاوقات) الا کما کان یتغیر حال اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ تدمع عیونھم ونقشعر جلودھم (وھذا ایضًا وجدٌ کما مر) ثم تلین جلودھم وتطمئن قلوبھم الي ذکر اللّٰہ (ذلک ای الخوف والرجاء واحسن الحدیث (ھدی اللّٰہ یھدی بہ من یشاء) ھدایتہ (ومن یضلل اللّٰہ) ای یخذلہ (فما لہ من ھاد) یخرجہ من الضلالۃ"

(تفسیر مظہری: ص: ۲۰۸ : تا: ۲۱۰ :سورۃ زمر آیت نمبر: ۲۶ :پارہ : ۲۳)

ترجمہ: اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرتا ہے کہ بعض عاشق صوفیائے کرام پر قرآن کریم پڑھتے وقت بیہوشی طاری ہوتی ہے کیا یہ اچھے احوال میں سے ہے یا برے احوال میں سے ہے۔ حالانکہ امام محی السنہ بغوی نے اسکو اپنی تفسیر میں بُرا کہا ہے۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے خوف سے بدن کا لرزنا اولیاء اللہ کی صفت ہے۔ جو اللہ تعالٰی نے یہ صفت بیان کی ہے کہ

اولیاء اللہ کے بدن لرزتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان کی ہے اور یہ صفت بیان نہیں کی کہ جیسا کہ امام بغوی نے کہا انکی عقل ضائع ہوتی ہے تو یہ احوال اھل بدعت پر وارد ہوتے ہیں۔ یہ بے ہوش ہونا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے عبداللہ ابن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے خبر دی گئی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی نانی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔ (صحیح بات یہ ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا عبداللہ ابن زبیر کی والدہ ہیں، نانی نہیں۔ شاید ناسخ سے غلطی ہوئی ہے) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صحابہ کرام کا وہ حال تھا کہ اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے اور بدن مبارک پر لرزہ طاری ہوتا۔

عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے یہ کہا کہ بے شک بعض لوگ ایسے ہیں کہ جب ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی جاوے تو وہ گر کر بیہوش ہو جاتے ہیں۔ تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اعوذ باللہ پڑھا۔ اور اس بے ہوشی کو شیطان کا حال سمجھا۔ امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ عراق کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے کہ وہ آدمی بیہوش پڑے ہوئے تھے حضرت عبداللہ نے حاضرین سے دریافت کیا کہ اس شخص کو کیا ہوا ہے۔ حاضرین نے جواب دیا کہ جب قرآن پڑھا جائے یا ذکر الٰہی کیا جائے تو یہ شخص بے ہوش ہو جاتا ہے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم صحابہ کرام اللہ سے ڈرتے ہیں حالانکہ نہ ہم بے ہوش ہوتے ہیں بے شک شیطان بعض لوگوں کے پیٹ میں جاتا ہے اور انہیں بے ہوش کر دیتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کا یہ احوال نہ تھے۔ ہم امام

بغوی کی ان باتوں کا مدلل جواب دیتے ہیں۔اس حالت کے طاری ہونے کیوجہ کثرت نزول برکات اور تجلیات الٰہیہ ہیں اور صوفیوں کے حوصلہ تنگ اور صحابہ کرام کی نسبت صوفیوں رحمۃ اللہ علیہ میں استعداد کم ہوتی ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استعداد بہت زیادہ اور قوی ہوتی ہے کیونکہ یہ برکات تھیں حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت کے باعث اس لئے ان پر بے ہوشی کی کیفیت طاری نہیں ہوتی۔صوفی میں برکات،تجلیات کا نزول اور استعداد کی کمی انہیں بے ہوش کردیتی ہے۔بعض صوفیوں پر بے ہوشی کی حالت طاری نہیں ہوتی ان میں استعداد قوی ہوتی ہے۔

امام بغوی پر تعجب ہے کہ کس طرح اس حالت کا انکار کرتے ہیں اور اسے برا سمجھتے ہیں۔اللہ کا یہ فرمان انہیں غالباً یاد نہ رہا۔

"حتی اذا فزع عن قلوبھم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر"

یہاں تک کہ جب فرشتوں کے دل سے نزول وحی کی طاری شدہ ہیبت دور ہوئی تو فرمایا تمہارے رب نے کیا فرمایا۔دوسرے فرشتے جواب دیتے ہیں حق فرمایا: اللہ کی ذات بہت بلند ہے اور بڑی ہے:

امام بغوی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو وحی کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو اس وحی کی ہیبت سے آسمانوں میں لرزہ طاری ہوتا ہے اور اہلِ آسمان سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ سجدہ سے سب سے پہلے جبرائیل امین سر اٹھائیں گے۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انہی الفاظ کے ساتھ روایت

نقل کی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی معاملے کا فیصلہ فرماتا ہے تو آسمان والوں کو حکم فرماتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کا قول سن کر عاجزی ظاہر کرنے کیلئے اپنے پروں کو ہلاتے ہیں تو وہاں سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے بہت بڑی زنجیر کو ہلایا جا رہا ہو۔ جب فرشتوں سے ہیبت دور ہو جاتی ہے تو دوسرے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ رب نے کیا فرمایا۔ دوسرے فرشتوں نے کہا کہ جو فرمایا حق ہے۔ کیا یہ حدیث امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیش نظر نہ تھی؟ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اللہ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ حضرت موسیٰ بے ہوش ہو گئے۔ اسی طرح بہت ساری احادیث اور آثار بھی مذکور ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ کہنا کہ شیطان پیٹ میں داخل ہوتا ہے اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لاحول پڑھنا اس پر محمول ہے کہ مکر ہے اور ان کا یہ بیان اس لئے ہے کہ ان دونوں شخصیات پر یہ حالت بالعموم طاری نہ ہوتی کیونکہ ان کی قوت استعداد نہایت بلند ہوتی کہ حضرت ابن سیرین نے ان کا بے ہوش ہو جانا مکر پر محمول کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بلند جگہ پر بیٹھ جائیں۔ اگر وہ سچے ہیں تو ان کے سامنے قرآن شروع سے لیکر آخر تک پڑھا جائے تو پھر نہیں گریں گے۔

ابن سیرین نے کہا کہ اگر عقل سلب ہو جائے یا اختیار سلب ہو جائے تو گر جائیں گے مگر اگر بلند جگہ سے نہ گریں تو مکر پر گمان کیا جائے گا۔

انسانوں کی استعداد فرشتوں سے قوی ہے اور اس پر یہ دلیل ہے کہ اللہ نے فرشتوں سے فرمایا۔ ”انی جاعل فی الارض خلیفة“ (تو فرشتوں نے عرض کیا اس کو خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے تو رب نے فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے)۔

دوسری جگہ قرآن پاک میں ذکر ہے کہ ہم نے امانت کو آسمان اور زمین کے سامنے

پیش کیا۔۔۔الخ۔اس لئے غشی فرشتوں پر نازل ہوتی ہے انسانوں پر نہیں۔جب عروج مکمل ہو جاتا ہے اور نزول ختم ہو جاتا ہے تو غالباً حالت متغیر ہو جاتی ہے جان لو کہ جب صوفی سُکر کی حالت میں ہوتا ہے تو شعر میں اور سماع میں وجد کی کیفیت ہوتی ہے مگر قرآن کریم کی تلاوت سنتے وقت وجد افضل ترین ہے کیونکہ سمع قرآن کے وقت برکات اصلیہ نازل ہوتے ہیں جن کا تعلق تجلیاتِ ذاتیہ اور صفات حقیقہ سے ہوتا ہے۔

اکثر صوفیوں کی اس بارے میں کوئی رائے ہی مذکور نہیں ہے جو ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔دیکھتے ہیں کہ ان کی حالت سماع کے وقت زیادہ متغیر ہوتی ہے اور تلاوت قرآن کے سنتے ہوئے اتنی متغیر نہیں ہوئی۔اگرچہ سماع میں فائدہ ہے ان لوگوں کیلئے جو واصل ہوتے ہیں جیسے مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں لکھا ہے۔جو آسمان کی بلندیوں تک پہنچتے ہیں، رب کے قریب ہوتے ہیں اور پھر مزید قریب ہوتے ہیں یہاں تک کہ دو کمانوں کا جتنا فاصلہ رہ جاتا ہے یا اس سے بھی زیادہ قریب۔مگر عام حالت میں ان کی حالت متغیر نہیں ہوئی اور صحابۂ کرام کی حالت بھی متغیر ہوئی کہ ان کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوئے اور ان کی جلد لرزنے لگتی یا کپکپی طاری ہوتی۔یہ بھی وجد ہے جیسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔پھر ان کی کھال نرم ہوتی اور ان کے دل مطمئن ہوتے ہیں اللہ کے ذکر کی جانب۔یہ خوف اور رجاء اور احسن الحدیث ہدایت ہے۔

اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے، جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لئے کوئی ہدایت نہیں کہ اس کو کوئی گمراہی سے نکال سکے۔(تفسیر مظہری:ص:۲۰۸ تا ۲۱۰: سورۂ زمر: آیت:۲۶: پارہ:۲۳)

اس عبارت سے بہت سارے نکتے نکلتے ہیں پہلی بات یہ ہے کہ وجد اور غشی ہر

حالت میں ثابت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابن سیرین، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال کا مکمل جواب ہوا اور صحیح محمل پر محمول ہوا اور منکرین کے فاسد استدلال کا راستہ بند ہوا۔ صحابۂ کرام اور راسخین اولیاء اللہ پر اور عام احوال میں غشی کا طاری نہ ہونا، اس کی وجہ بھی بیان کی جا چکی اگر چہ صحابۂ کرام اور راسخین اولیائے کرام پر بھی کبھی وجد کے حالات طاری ہوتے ہیں۔ جن میں بہت ساری احادیث اور آثار کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔ منتہی اولیاء اللہ اکثر تلاوت اور سماع کے وقت ان کی حالت بدل جاتی ہے اور کبھی کبھی سماع کے علاوہ نعت خوانی کے دوران مبتدی متوسط اور منتہی اولیائے کرام اور متوسط سب کو فائدہ پہنچتا ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات شریف میں مرقوم ہے

متوسط اور مبتدیوں کے تجلیات ذاتیہ اور صفاتِ حقیقیہ سے زیادہ قربت نہیں ہوتی۔ دورانِ سماع ان پر وجد طاری ہوتا ہے کیونکہ مشائخ عظام ان کے لئے محفل سماع کے وقت میں ذکر خدا کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ سماع کے وقت میں ظلی تجلیات زیادہ وارد ہوتی ہیں اور متوسطین کیلئے مناسبت اسی کی ہے۔

عنصرِ آگ خصوصی گرمی پہنچاتی ہے۔ آگے ترقی، بلندی، ہمت عطاء کرتی ہے عنصر آب کی برودت قویہ ٹوٹ جاتی ہے تو اس حیثیت سے سماع منتہیوں کیلئے بھی فائدہ پہنچاتی ہے جیسے حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی وضاحت کی ہے۔

(۳) اسی طرح مفسر جلیل جامع بین الظواهر والبواطن عارف بالله حضرت اسماعیل حقی بروسی حنفی نے تفسیر روح البیان: ج:۸: ص: ۱۰۰ تا ۱۱۰: سورۃ زمر آیت نمبر ۲۳: میں سب سے پہلے معترضین کے

اعتراضات نقل کئے اور آخر میں فرمایا: ''یقول الفقیر رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ لا شک ان القدح والجرح انما ھو فی حق اھل الریاء والدعوی وفی حق من یقدر علی ضبط نفسہ کما اشار علیہ السلام بقولہ (من عشق وعف وکتم ثم مات مات شھیدا عف ای کف وامتنع عن اظھارہ ومن غلب علی حالہ کان الادب لہ ان لا یتحرک بشئ لم یؤذن فیہ واما من غلب علیہ الحال وکان فی امرہ محقا لا مبطلا فیکون کالمجنون حیث یسقط عنہ القلم فبای حرکۃ تحرک کان معذورا فیھا فلیس حال البدایۃ والتوسط کحال النھایۃ فان ما یقدر علیہ اھل النھایۃ لا یقدر علیہ من دونھم وکان الاصحاب رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم ومن فی حکمھم ممن جاء بعدھم راعوا الادب فی کل حال ومقام بقوۃ تمکینھم بل لشدۃ تلوینھم فی تمکینھم فلا یقاس علیھم من لیس لہ ھذا التمکین فرب اھل تلوین یفعل ما لا یفعلہ اھل التمکین وھو معذور فی ذلک لکونہ مغلوب الحال ومسلوب الاختیار فلیجتھد العاقل فی طریق الحق بلا ریاء ودعوی ولیلازم الادب فی کل امر متعلق بفتوی او تقوی ولیحافظ علی ظاھرہ وباطنہ من الشین ومما یورث الرین والغین ''

(تفسیر روح البیان: ج:۸: ص: ۱۰۰ تا ۱۰۱ : سورۃ زمر آیت: ۲۳ :پارہ: ۲۳)

ترجمہ: فقیر کہتا ہے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قباحت اور جرح ان لوگوں پر کیا جاتا ہے جو کہ ریا کار اور باطل دعوی کرنے والے ہوں۔ اپنے آپ پر جو لوگ کنٹرول کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے۔ حدیث کے

الفاظ یہ ہیں۔

جو لوگ اللہ کے عاشق ہوتے ہیں اور اپنے عشق کا اظہار نہیں کرتے اور اپنے عشق کو اپنے دل میں چھپانے کی قدرت رکھتے ہیں اور مر جاتے ہیں، شہید ہوتے ہیں۔ جو لوگ اپنی حالت پر غالب ہوتے ہیں تو ان لوگوں کیلئے ادب یہ ہے کہ ناجائز حرکت نہ کریں، جو حال پر غالب نہیں ہوتے ہیں اور اہلِ حق ہوتے ہیں اہلِ باطل نہیں ہوتے، پاگلوں کی طرح ان سے قلم اٹھالیا جاتا ہے اور ان کی حرکت پر ان کو معذور سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ یا تو یہ مبتدی ہوتے یا متوسط ہوتے ہیں، منتہی نہیں۔ اس لئے کہ منتہی جن باتوں پر قادر ہوتا ہے۔ غیر منتہی ان پر قادر نہیں۔ مبتدی اور متوسط کی حالت منتہی کی طرح نہیں۔ صحابۂ کرام اور صحابہ کی مثل ہر حالت اور مقام میں ادب کا لحاظ ان کیلئے ضروری ہے قوتِ تمکین کے ساتھ بلکہ شدتِ تلوین فی التمکین میں خود پر قابو رکھتے ہیں یعنی منتہی پر عام لوگوں کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ بہت سارے اہل تلوین وہ کام کرتے ہیں جو اہلِ تمکین نہیں کرتے اسلئے کہ اہلِ تمکین خود پر قابو رکھتے ہیں جب کہ اہلِ تلوین پر حال غالب ہوتا ہے اور اختیار ان کا سلب ہو چکا ہوتا ہے تو عقل مند حق کی راہ سے بغیر ریا اور دعوی کے کوشش نہ کرے اور ہر وہ کام جس کا تعلق فتویٰ یا تقوی سے ہو ادب کا لحاظ رکھے اور اپنے اوپر لازم کرے کہ ظاہر اور باطن میں اپنے آپ کو عیب سے محفوظ رکھے۔ اور ان چیزوں سے جن میں شک اور میل پیدا ہوتا ہو تو اس سے اپنے آپ کو بچائے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جو لوگ مغلوب الحال نہیں ہوتے ان کو خلاف شرع حرکت ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر وہ شریعت کے مطابق حرکات تواجد محمود میں کر سکتا ہے جیسے آئندہ بیان کیا جائے گا۔ جو لوگ مغلوب الحال ہو جائیں تو ہر قسم کی حرکات ان سے صادر ہوتی ہیں تو ہر حال میں ایسے لوگوں کی ہر حرکت اچھی ہے۔

اسی طرح علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روح البیان: ج:۲: ص:۱۶۷:
سورۃ آل عمران کی اس آیت پر کہ: ''الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا. الآیۃ''
ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر بھی۔
تو اپنی تفسیر میں وہ ذکر بالجہر، وجد و حال، مضبوط اور مدلل دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ تفصیلی عبارت وہاں ملاحظہ کریں۔ یہاں پر اختصار کی بناء پر ہم پوری عبارت نقل نہیں کر رہے
اسی طرح مفسر جلیل القدر فقیہ اعظم علامہ ابوالبرکات عبداللہ نسفی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر مدارک: ج:۴: ص:۳۶: پر سورۃ زمر کی آیت: ۲۳: کی تفسیر میں بدن کا لرزنا وجد اور حال کے اثبات اور شرافت کے بارے میں اس طرح لکھا ہے۔

''تقشعر ای تضطرب منہ جلود الذین یخشون ربہم یقال اقشعر الجلد اذا تقبض تقبضا شدیدا والمعنی انہم اذا سمعوا بالقرآن وبآیات وعیدہ اصابہم خشیۃ تقشعر منہا جلودہم وفی الحدیث اذا اقشعر جلد المؤمن من خشیۃ اللہ تحاتت عنہ ذنوبہ کما یتحاتت عن الشجرۃ الیابسۃ ورقہا''

ترجمہ: قرآن کریم کی آیت کی تلاوت سن کر ان لوگوں کی کھال (جلد) حرکت میں آئی ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں کہ کھال کا اکڑ جانا اور پھر لرزنا نیز معنی یہ ہوئے کہ اللہ سے ڈرنے والے جب قرآن سنتے ہیں تو اس کے سننے سے ان کی کھال لرزنے لگتی ہے اور اس میں اضطراب و بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں یہ الفاظ ہیں کہ: ''جب مؤمن کی کھال اللہ کے خوف سے حرکت میں آتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح خشک درخت سے اس کے پتے گرتے ہیں''۔

اسی طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حنفی نے تفسیر عزیزی کی آخری جلد میں سورۃ اقرأ: ص: ۳۳۸: میں حضرت خواجہ باقی باللہ حنفی مرشد امام ربانی کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک نانبائی یا نان فروش نے حضرت باقی باللہ کے مہمانوں کیلئے کھانا پکایا حضرت باقی باللہ اس طرزِ عمل سے نہایت خوش ہوئے اور نان فروش سے فرمایا کہ جو مانگنا چاہتے ہو مانگو۔ اس نان فروش نے کہا کہ آپ کی طرح بننا چاہتا ہوں حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کو اندر لے گئے اور اس پر توجہ اتحادی فرمائی۔

تو حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''ناچار او را در حجرہ بردند تاثیر اتحادی بروی کردند۔ چون از حجرہ برآمدند درمیان خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و درمیان نان وائی در صورت و شکل ہیچ فرق نماندہ بود مردم را امتیاز مشکل افتاد این قدر بود کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوشیار بود و آن نان وائی مدہوش و بےخود۔ آخر بعد از سہ روز در ہمین حالت سکری و بیہوشی قضاء کرد''۔ (تفسیر عزیزی: جلد آخر: ص: ۳۳۸: سورۃ علق)

ترجمہ: مجبوراً حضرت باقی باللہ اسے خانقاہ کے اندر لے گئے اور توجہ اتحادی فرمائی۔ باہر آنے پر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نان بائی کی ظاہری صورت ایک جیسی نظر آ رہی تھی۔ لوگوں کے لئے ان کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ اتنا فرق اندازہ سے ہوتا کہ حضرت خواجہ ہوش میں تھے اور نانبائی بے ہوش اور مجذوب آخر تین دن بعد اسی بے ہوشی میں دار الفناء سے دار البقاء کی جانب رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اسی طرح مشہور اور مقبول فقیہہ حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتویٰ رد المختار: ج: ۳: ص: ۳۳۷: قبیل باب البغاۃ میں وجد اور تواجد اور رقص حقیقی عارفوں کے حق میں اس طرح

لکھتے ہیں کہ:

"والتحقیق القاطع للنزاع فی امر الرقص والسماع یستدعی تفصیلا ذکرہ فی عوارف المعارف واحیاء العلوم وخلاصته ما اجاب به العلامة النحریر ابن کمال باشا رحمة اللّٰہ تعالٰی علیه بقوله: (ما فی التواجد ان حققت من حرج ولا التمایل ان اخلصت من باس فقمت تسعی علی رجل وحق لمن دعا مولاہ ان یسعی علی الراس الرخصة فیما ذکر من الاوضاع عند الذکر والسماع للعارفین) الخ" (فتاوی رد المختار: ج:۳: ص:۳۳۷:قبیل باب البغاۃ)

ترجمہ: جو تحقیق قاطع (قطعی تحقیق) رقص اور سماع کے مسئلہ میں وہ تفصیل طلب ہے جیسا کہ عوارف المعارف اور احیاء العلوم ان کا تفصیلی ذکر ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ علامہ ابن کمال پاشا نے اپنے قول میں یہ ذکر کیا ہے کہ حقیقی تواجد میں کوئی گناہ نہیں اور خالص حرکتوں میں بھی کوئی بات قابل اعتراض نہیں ہے۔ ایک پاؤں پر بھاگتے ہو حالانکہ جس کو اس کا آقا اپنی طرف بلائے اس پر حق ہے کہ سر کے بل بھاگے۔ مذکورہ اعضاء میں حقیقی سماع کے وقت وجد اور تواجد دونوں کی اجازت ہے۔

تو اس عبارت سے وجد کی مختلف اقسام اور ان کے اثبات کیلئے اشارہ ملتا ہے۔ امام عقیلی اور ابونعیم اصفہانی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

"قال: لما قدم جعفر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه من ارض الحبشة، تلقاہ رسول اللّٰہ ﷺ فلما نظر جعفر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه الی رسول اللّٰہ ﷺ حجل، قال سفیان بن عیینة من احد رواته یعنی مشی علی رجل واحدة

فقبل رسول اللہ ﷺ بین عینیہ. الحدیث "(سنن ابی داؤد: ج: ۴: ص: ۳۵۶: رقم حدیث: ۵۲۲۰:) سنن ابوداؤد کی روایت امام شعبی سے مروی ہے جس میں "**فالتزمه**" (آپ نے انہیں سینے سے لگایا) زائد ہے۔

ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سرزمین حبشہ سے تشریف لائے تو (حضور علیہ السلام) نے ان سے ملاقات کی، جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی نظر چہرہ انور پر پڑی تو انہوں نے حجل کیا۔ امام سفیان ابن عینہ رحمۃ اللہ علیہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں، فرماتے ہیں: احتراماً اپنے ایک پاؤں پر چلنے لگے تو حضور ﷺ نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ سنن ابی داؤد: ج: ص: ۳۵۶: کی روایت: امام شعبی سے مروی ہے فالتزمہ ﷺ آپ علیہ السلام نے انہیں سینے سے لگایا "مسند احمد" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک ایسی روایت ہے جو حسن سے کم درجہ کی نہیں۔

"**حجل زید بن حارثه و جعفر و علی بین یدیه ﷺ لما قال: للاول انت مولای وللثانی انت اشبهت خلقی وخلقی، و للثالث انت منی و ان منک**" (صحیح بخاری: ج: ۲: ص: ۶۱۰: ایضاً: ج: ۱: ص: ۳۷۲: مسند احمد: ج: ۵: ص: ۲۰۴)

ترجمہ: حضرت زید بن حارثہ حضرت جعفر طیار اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے رقص کیا، جبکہ آپ ﷺ نے پہلے کو فرمایا، تو میرا پیارا غلام ہے دوسرے کو فرمایا، تو سیرت و صورت میں میرے مشابہ ہے اور تیسرے کو فرمایا، تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اور طبقات ابن سعد میں ایک مرسل روایت یوں ہے جس کی سند امام ابن سعد کے نزدیک امام محمد باقر رضی اللہ عنہ تک صحیح ہے:

(فقام جعفر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فحجل حول النبی ﷺ دار علیہ)

یعنی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور حضور ﷺ کے اردگرد حلقے کی صورت میں رقص کیا۔

"والحجل: قال فی النهایة: ان یرفع رجلا ویقفز علی الاخری من الفرح النهایة" (لغت الحدیث) میں ہے حجل کے معنی ہیں۔ فرط مسرت سے ایک پاؤں اٹھا کر دوسرے پاؤں پر اچھلنا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔'هو رقص بهیئة مخصوصة'

حجل: خاص حالت میں رقص کرنے کو کہتے ہیں۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حبشہ سے واپس آنے پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا رقص حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم اور آپ کے دیدار کی خوشی اور احترام میں تھا۔ اور ان کے ساتھ دیگر دو اصحاب کا رقص اپنی تعریف سننے اور حضور ﷺ کے شرف مخاطبت کی لذت کے باعث تھا۔ اور اس بات کے شکرانے میں تھا کہ حضور ﷺ نے کمال عزت و محبت اور قرب سے نوازتے ہوئے انہیں اپنی طرف نسبت عطا کی۔ اور یہ وہ عظیم کرم نوازی ہے جس پر جتنا ناز کیا جائے کم ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ان کے اس فعل پر توقف فرمایا اور قول و فعل سے ان کی تردید نہیں کی۔

اور اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف مجموعہ رسائل: ص: ۱۷۳: ج:۱: پر وجد اور تواجد اور تمایل اور کپڑے پھاڑنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ولا کلام لنا مع الصدق من ساداتنا الصوفیة رحمة الله تعالی

علیهم المبرئین عن کل خصلة ردية، فقد سئل امام الطائفتین سیدنا الجنید رضی اللّٰه تعالٰی عنه ان قوما یتواجدون ویتمایلون: فقال دعوهم مع اللّٰه تعالٰی یفرحون فانهم قوم قطعت الطریق اکبادهم، ومزق النصب فوادهم، وضاقوا ذرعا فلا حرج علیهم اذا تنفسوا مداوة لحالهم، ولو دقت مذاقهم عذرتهم فی صیاحهم وشق ثیابهم. وبمثل ما ذکره الامام الجنید البغدادی رضی اللّٰه تعالٰی عنه اجاب العلامة النحریر ابن کما باشا رحمة اللّٰه تعالٰی علیه لما استفتی عن ذالک حیث قال:''

ما فی التواجد ان حققت من حرج ولا التمایل ان اخلصت من باس

فقمت تسعی علی رجل وحق لمن دعاه مولاه ان یسعی علی الراس

الرخصة فی ما ذکر من الاوضاع عند الذکر والسماع للعارفین رحمة اللّٰه تعالٰی علیهم الصارفین اوقاتهم الی احسن الاعمال السالکین المالکین لضبط انفسهم عن قبائح الاحوال فهم لا یستمعون الامن الاله، ولا یشتاقون الا الیه ان ذکروه ناحوا، وان شکروه باحوا، وان وجدوه صاحوا، وان شهدوه استراحوا، وان سرحوا فی حضرات قربه ساحوا، اذا غلب علیهم الوجد بغلباته، وشربوا من موارد ارادته: فمنهم من طرقته طوارق الهیبة فخرو ذاب ومنهم من برقت له بوارق اللطف فتحرک وطاب، ومنهم من طلع علیهم الحب من مطالع القرب فسکر وغاب، هذا ما عن لی فی الجواب واللّٰه اعلم بالصواب. ومن یک وجده وجدا صحیحا فلم یحتج الی قول المغنی له من ذاته طرب قدیم وسکر دائم من غیر ذلی (مجموعة

الوسائل: ج: ۱: ص: ۱۷۳)

ترجمہ: علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ہم صادق سادات صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں زبان درازی نہیں کرسکتے اس لئے کہ یہ تمام اخلاق رزیلہ سے مبرا ہیں۔ یہ پاک باطن لوگ ہیں۔ امام طائفتین سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ بعض صوفی ایسے ہیں جو تواجد کرتے ہیں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے عشق میں انہیں چھوڑ دو کہ خوشحالی کریں اس لئے کہ یہ ایک ایسی قوم ہے کہ طریقت نے ان کے دل پھاڑ دئے ہیں اور مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہیں اب ان کے حوصلے تنگ ہوگئے ہیں۔ آہ کے ساتھ سانس لیتے ہیں ان پر کوئی حرج نہیں۔ اس حالت کی دائمیت کے لئے اگر تمہیں ان کی حالت حاصل ہوجائے اور انوار و تجلیات کا مزہ حاصل ہوجائے تو ان کی چیخوں اور نعروں میں تم بھی شامل ہوکر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالو۔ تم ان کو ان کے چیخیں مارنے اور کپڑے پھاڑنے میں معذور سمجھو۔

اسی طرح حضرت ابن کمال پاشا صاحب سے اسی مسئلے کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ آپ نے اپنے شعر میں یہ فرمایا:

ما فی التواجد ان حققت من حرج — والتمایل ان اخلصت من باس

اس شعر میں یہ فرمایا کہ اس تواجد کے کرنے میں کوئی حرج اور نہ ہی جسم کے ہلنے میں کوئی حرج ہے جبکہ باطنی علتوں سے پاک لوگوں میں یہ آجائے۔

وجد کیوجہ سے اٹھ کر بھاگنا بھی جائز ہے۔ اسلئے کہ اپنا مالک و مولیٰ جب بلائے تو انہیں اپنے سر کے بل بھاگنا چاہئے۔ محفل ذکر و محفل سماع میں کامل عارفوں کے لئے وجد اور

رقص کی رخصت ہے کیونکہ یہ لوگ اپنا قیمتی وقت بہترین اعمال میں صرف کرتے ہیں۔ طریقت کے سالکین ہوتے ہیں۔ جو اپنے نفسوں کو قبیح اعمال کرنے سے منع کرتے ہیں۔ وہ ان صفات سے متصف ہوتے ہیں کہ جب صوفیہ کرام سنتے ہیں تو اپنے پروردگار کی جانب سے سنتے ہیں۔ جب اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو روتے ہیں اور جب کبھی اللہ کا شکرادا کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں۔ جب محبوب حقیقی کی جانب سے تجلیات وانوارات کا مشاہدہ کرتے ہیں تو چیخیں مارتے ہیں۔ جب شوق سے اللہ ذکر کرتے ہیں تو روتے ہیں اور جب محبوب حقیقی کا مشاہدہ کرتے ہیں تو آرام پاتے ہیں۔ اور جب قرب کے مراتب میں انہیں حصہ نصیب ہوتا ہے تو اس میں سیر کرتے ہیں اور بلند مقامات طے کرتے ہیں۔ جب ان پر وجد غلبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ارادت اور واردات سے بعض سالکوں پر ہیبت اور تجلیات کا عروج ہوتا ہے تو گر پڑتے ہیں۔ یا بے دم ہو جاتے ہیں۔ بعض سالکوں پر لطف خداوندی کی انوار نازل ہوتے ہیں تو خوشی کا اظہار کرتے ہیں بعض سالکوں پر قرب خداوندی اور مطلع جب ظاہر ہوتا ہے تو سُکر (مستی) کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو اپنے جسم اور جان سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔ یہ مقام سُکر مقام غیبت اسے کہا جاتا ہے۔ یہ تمام مذکورہ حالات جائز اور ثابت ہیں۔ جس کو صحیح وجد نصیب ہو جائے تو اس کے لئے گانے والے اور گانے کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے ملی مستی نصیب ہوتی ہے جو بغیر شراب کے دائمی مستی اور سُکر حاصل ہوتی ہے۔ (مجموعہ رسائل: ج:۱:ص:۱۷۳) اس عبارت سے نہ صرف وجد بلکہ وجد کے مختلف اسباب اور اقسام کا بھی ذکر ہوا۔ اسی طرح جلیل القدر فقیہ علامہ مفتی سید احمد طحطاوی حنفی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار: ج:۴:ص:۱۷۶ تا ۱۷۷ میں وجد، رقص اور سماع ذکر کے بارے میں اس طرح تحریر فرمایا:

"ومن الفقهآء رحمة اللّٰه تعالٰی علیهم من لم یمنع الرقص حیث وجد لذة الشهود فغلب علیه الوجد واستدل بما وقع لجعفر ذی الجناحین رضی اللّٰه تعالٰی عنه لما قال له النبی ﷺ اشبهت خلقی وخلقی فحجل ای مشی علی رجل واحدة وفی روایة رقص من لذة هذا الخطاب ولم ینکر علیه النبی ﷺ وجعل ذلک اصلا لجواز رقص الصوفیة رحمة اللّٰه تعالٰی علیهم عند ما یجدونه من لذة الوجد فی مجالس الذکر والسماع وفی التاتارخانیة ما یدل علی جوازه للمغلوب الذی حرکاته کحرکات المرتعش. وبهٰذا افتی البلقینی رحمة اللّٰه تعالٰی علیه وبرهان الدین الانباسی رحمة اللّٰه تعالٰی علیه "(حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: ج:۴:ص: ۱۷۶ تا ۱۷۷)

ترجمہ: بعض فقہاءِ کرام رقص سے نہیں روکتے جب شہود کا مزہ پاتے ہیں، جب سالک پر وجد کا غلبہ آجائے تو فقہا کرام اس حدیث تقریری سے استدلال کرتے ہیں۔ جعفر ذوالجناحین کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اخلاق شکل اور صورت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتے ہو۔ اس خطاب کے سننے کے ساتھ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پاؤں پر بھاگنے لگے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس خطاب کی لذت سے رقص کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے ان پر انکار نہیں کیا۔ یہ حدیث اہل تصوف کے رقص کے لئے دلیل بن گئی۔ جب اسطرح حال صوفی کو مل جائے اور محافل ذکر و سماع میں وجد کی لذت کیوجہ سے اسطرح کا حال صوفی پالیتا ہے۔ فتویٰ تاتارخانیہ میں مغلوب الحال سالک کیلئے نماز کی حالت میں یا نماز سے خارج میں یہ حال اور چیخیں مارنا جائز لکھا ہے جب یہ حرکات مرتعش کی طرح غیر اختیاری ہوں اور

مشابہت مجذوبین کیوجہ سے اختیاری حرکات کثیرہ کرتے ہیں تو اس کو تواجد کہتے ہیں۔ تو اس طرح نماز میں کرنا جائز نہیں ہے اور نماز کے باہر جائز ہے کہ ریا کاری سے خارج ہو اور دوسروں کو تکلیف دینے سے خارج ہو۔ اسی طرح فتویٰ علامہ بلقینی اور علامہ برہان الدین ابناسی نے بھی دیا ہے۔ (یہاں پر طحطاوی کا کلام مکمل ہوا) علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح مراقی الفلاح میں وجد کے اسباب کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے (مجمع الانھر) میں وجد کی بہت سی قسمیں ہیں جہاں اختیار سلب ہو جاتا ہے۔ مطلق انکار کے لئے کوئی وجہ نہیں۔ فتویٰ تاتارخانیہ میں مغلوب الحال سالک کا وجد ثابت کیا ہے جو حرکت وہ مرتعش کی طرح کرتا ہے وہ غیر اختیاری ہوتی ہیں اور تواجد بھی اچھا ہے اس کے اثبات کے دلائل بعد میں آجائیں گے۔ اللہ نے چاہا تو۔

(۹) (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح :ص: ۱۷۴ :قبیل باب مایفسد الصلوٰۃ)

اسی طرح علامہ خیر الدین رملی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتویٰ خیریہ (نفع البریہ) میں فتویٰ تنقیح الحامدیہ :ج:۲:ص:۲۸۳: میں اسی طرح وجد کے بارے میں لکھا ہے:

"اما الرقص ففیه للفقهآء کلام منهم من منعوہ ومنهم من لم یمنع حیث وجد لذة الشهود وغلب علیه الوجد واستدل بما وقع لجعفر بن ابی طالب رضی اللّٰه تعالیٰ عنه لما قال له علیه الصلوٰۃ والسلام "اشبهت خلقی وخلقی" وفی روایة جعفر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه "اشبه الناس بی خلقا وخلقا فحجل" وفی روایة "رقص من لذة هٰذا الخطاب ولم ینکر علیه النبی ﷺ رقصه" وجعل ذلک اصلا لرقص الصوفیة رحمة اللّٰه تعالیٰ علیهم عند ما

یجدونہ من لذۃ المواجید فی مجالس الذکر والسماع وفی التاتار خانیۃ ما یدل علی جوازہ وبھٰذا افتی البلقینی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ وبرھان الدین النباسی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ وبمثلہ اجاب بعض الحنفیۃ والمالکیۃ ''

(فتاوی خیریہ علی ھامش تنقیح الحامدیۃ: ج: ۲: ص: ۲۸۳)

ترجمہ: رقص میں فقہاءِ کرام کا کلام ہے بعض منع کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے۔ کب۔ جب شہود کی لذت موجود ہو اور سالک پر وجد کی کیفیات طاری ہوں اور وہ دلیل کے طور پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ جواز کی دلیل بناتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا۔ تم شکل و شباہت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو۔ ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا: اوروں میں جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ اخلاق میں بھی اور شکل وصورت میں بھی۔ یہ خطاب سن کر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پاؤں پر بھاگنا شروع کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جعفر نے رقص شروع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس رقص کو منع نہیں کیا۔ یہ واقعہ اہلِ تصوف کے نزدیک ایک دلیل ہے جب ذکر و سماع میں لذت محسوس کرے۔ فتویٰ تاتارخانیہ میں جواز کے دلائل موجود ہیں۔ اسی طرح امام بلقینی اور علامہ برہان الدین نے جواز کا فتوی دیا۔ اس کے علاوہ جواز کا فتوی حنفیوں اور مالکیوں نے بھی دیا ہے۔ (فتاوی خیریہ علی ھامش تنقیح الحامدیہ: ج: ۲: ص: ۲۸۳)

ایک نکتہ

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ جب بعض علماءِ احناف اور بعض علماءِ مالکیہ سے وجد اور رقص کے بارے میں پوچھا گیا تو سب نے جواز پر فتوی دیا۔ اسی طرح امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ شافعی المسلک ہیں۔ انہوں نے بھی جواز بلکہ استحباب کا حکم دیا ہے۔

(الحاوی للفتاوی: ج: ۲: ص: ۲۲۴) میں اس کی پوری وضاحت موجود ہے بعد میں ان کی عبارت پوری نقل کریں گے۔ انشاء اللہ۔

اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ حنبلی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، وجد اور حال کا اثبات کیا ہے۔ فتوح الغیب میں لکھا ہے کہ صوفی کیلئے آٹھ (۸) خصلتیں ہونی چاہئیں۔ ایک ان میں سے وجد بھی ہے۔ بعد میں ان کی عبارت جو کہ فتوح الغیب میں آجائے گی خلاصہ یہ ہوا۔ چاروں مذہبوں کے علماء وجد اور حال کے اثبات کے قائل ہیں۔ عارفوں کیلئے لہٰذا منکرین کس طرح وجد اور حال کو چاروں مذہبوں میں حرام کہتے ہیں؟ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ فاسق اور خلافِ شرع متصوفہ کا رقص اور تماشہ اور لہو ولعب چاروں مذہبوں میں حرام ہے اور قرطبی کی بھی یہی مراد ہے اور جو حقیقی عارفوں اور متشرع اہلِ تصوف کا وجد اور حال ہے وہ بالکل ثابت اور جائز ہے بلکہ نور عنایت الٰہی ہے اور یہ حال اولیاءِ کرام کا ہے جیسا کہ حدیقة الندیه لنابلسی کے حوالہ سے بھی عبارت بعد میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس طرح تطبیق عبارتوں کے درمیان کرنا علماءِ راسخین اور غیر متعصب اہلِ بصیرت کا کام ہے۔ منکرین کی طرح نیم ملا خطرہ ایمان کی طرح نہیں۔ روایتوں کے درمیان تطبیق نہیں کر سکتے بلکہ اسے سمجھ بھی نہیں سکتے بلکہ روایات اور عبارات سے نجدیوں کا مسلک تلاش کرتے ہیں اور انہیں سے جوڑتے ہیں اور اس بات کی عبارتوں کو ہضم کر جاتے ہیں لیکن یہ ارمان ان کا کبھی پورا نہ ہوگا۔ افسوس در افسوس یہ منکرین اپنے آپ کو مفتی اور شیخ الحدیث کہلاتے ہیں اور دوسری طرف جانتے کچھ نہیں۔ یہ ایک عجیب سا معاملہ ہے۔

آن کس کہ نداند و نداند کہ نداند　　در جہل مرکب ابد الدہر بماند

ترجمہ: جو نہیں سمجھتا اور اپنی ناسمجھی اور ہیچ مدانی پر بھی خبردار نہیں وہ ہمیشہ کیلئے جہل مرکب ہی

میں رہ جاتا ہے۔

مزید وضاحت اگلے صفحات میں (جو منکرین کے جوابات کے بارے میں ہیں) آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۰) اسی طرح علامہ حامد بن علی بن عبدالرحمٰن آفندی عمادی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی دمشق وشام نے اپنی کتاب (مغنی المستفتی عن سوال المفتی المعروف فتاوی تنقیح حامدیه: ج: ۲: ص: ۳۵۴: باب الحظر والاباحة) میں علامہ جلال الدین دوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (شرح ھیاکل نور) کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"الانسان يستعد بحركات العبادة الوضعية الشرعية للشوارق القدسية بل المحققون رحمة الله تعالٰى عليهم من اهل التجريد رحمة الله تعالٰى عليهم قد يشاهدون فى انفسهم طربا قدميا مزعجا فيتحركون بالرقص والتصفيق والدوران ويستعدون بتلك الحركة لشروق انوار آخر الى ان يقضى ذلك الحال عنهم بسبب من الاسباب كما عليه تجارب السالكين رحمة الله تعالٰى عليهم" (تنقيح فتاوى حامديه: ج: ۲: ص: ۳۵۴)

ترجمہ: انسان کبھی شرعی عبادات ادا کرنے کیوجہ سے پاکیزہ انوار کے لئے مستعد بلکہ تجدید محققین اولیاء اپنے اندر پاکیزہ انوا مستی کا مشاہدہ کرتے ہیں اس کی وجہ سے وہ حرکات کا باعث بنتا ہے تو وہ حرکت میں لگ جاتے ہیں۔ رقص اور تالیاں بجانا، یوں بھاگنا دوڑنا، اس طرح کی حرکتیں ان سے سرزدتی ہیں کیونکہ ان پر انوار کا نزول ہوتا ہے یہاں تک کہ ان کا حال ختم ہوجاتا ہے کسی سبب کے ساتھ اور عام سالکوں کا تجربہ اس پر گواہ ہے۔ اس عبارت سے کہ یہ حرکات انوار کے نزول کے سبب کرتے ہیں جو برداشت نہیں کرپاتے۔

(۱۱) اسی طرح محدث مفسر فقیہ اور ادیب وصوفی حضرت امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ چاروں مذاہب میں مقبول ہیں، خود شافعی ہیں اپنی کتاب (الحاوی للفتاوی المتعلقة بالتصوف) تصوف کے متعلق باب میں وجد، رقص، سماع اور مجالسِ ذکر، قیامِ ذکر کے اثبات میں یوں رقمطراز ہیں کہ:

مسئلة: فی جماعة الصوفیة رحمة اللّٰہ تعالٰی علیهم اجتمعوا فی مجلس ذکر ثم ان شخصا من الجماعة قام من ذلک المجلس لوارد حصل له فهل له فعل ذلک سوآء کان باختیاره ام لا؟ وهل لا منعه وزجره عن ذلک؟

الجواب: لاانکار علیه فی ذلک وقد سئل عن هٰذا السوال بعینه شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی رحمة اللّٰہ تعالٰی علیه فاجاب بانه لا انکار علیه فی ذلک ولیس لمانع التعدی بمنعه ویلزم المتعدی بذلک التعذیر.

وسئل عن علامة برهان الدین الانباسی رحمة اللّٰہ تعالٰی علیه فاجاب بمثل ذلک وزاد ان صاحب الحال مغلوب والمنکر محروم ما ذاق لذة التواجد ولا صفا له المشروب (الی ان قال فی آخر جوابه) وبالجملة فالسلامة فی تسلیم حال القوم واجاب ایضًا بمثل ذلک بعض ائمة الحنفیة رحمة اللّٰہ تعالٰی علیهم والمالکیة رحمة اللّٰہ تعالٰی علیهم کلهم کتبوا علی هٰذا السوال بالموافقة من غیر مخالفة (اقول) وکیف ینکر الذکر قائما والقیام ذاکرًا وقد قال اللّٰہ تعالٰی (الذین یذکرون اللّٰہ قیامًا وقعودًا وعلی جنوبهم. الآیة) وقالت عائشة رضی اللّٰہ تعالٰی عنها کان النبی ﷺ یذکر اللّٰہ علی کل احیانه وان انضم الی هٰذا القیام رقص او نحوه فلا انکار علیهم

لان ذلک من لذات الشھود او المواجید وقد ورد فی الحدیث رقص جعفر بن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالٰی عنه بین یدی النبی ﷺ لما قال له 'اشبھت خلقی وخلقی' وذلک من لذة ھٰذا الخطاب ولم ینکر ذلک علیه النبی ﷺ فکان ھٰذا اصلا فی رقص الصوفیة رحمة اللّٰہ تعالٰی علیھم لما یدرکونه من لذات المواجید. وقد صح القیام والرقص فی مجالس الذکر والسماع عن جماعة من کبار الائمة رحمة اللّٰہ تعالٰی علیھم منھم شیخ الاسلام عز الدین بن عبدالسلام رحمة اللّٰہ تعالٰی علیه. (الحاوی للفتاوی: ج:۲:ص:۲۲۴)

ترجمہ: (مسئلہ) صوفیاءِ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت جو کہ ذکر کیلئے جمع ہوئے ہوں اور پھر ایک شخص اس جماعت سے اٹھے جو کہ ذکر کرنے والا ہو اور یہ حال اس سالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر حصول کیوجہ سے ایک وارد سے مستمر ہو جائے، پس یہ کام اس سالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مغلوب الحال اگر اختیار کے ساتھ ہو یا کہ بغیر اختیار ہو، تو جواز رکھتا ہے کہ نہیں؟ اور آیا کونسے شخص کو اختیار ہے کہ اسے منع کرے یا روکے؟

الجواب: اس سالک کے معاملے کا کسی قسم کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔ بعینہٖ یہی سوال شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی سے ہوا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ اس کام میں اس سالک سے کسی قسم کا انکار نہیں اور منع کرنے والے کو منع نہیں کرنا چاہیے اور منع کرنے والے کو سختی سے روکنا چاہیے اور تعزیر کرنا چاہیے اور اسی مسئلہ کا علامہ برہان الدین ابناسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی پوچھا گیا تو ان کا جواب بھی یہی تھا کہ اس مغلوب الحال کا جو منکر ہے وہ محروم اور بے نصیب ہوا۔ یہاں تک کہ جواب کے آخر میں یہ فرمایا ہے کہ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ صوفیاءِ کرام

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے حال کو تسلیم کرنے میں سلامتی ہے۔

اسی طرح کا جواب احناف نے دیا ہے اور مالکیہ کا جواب بھی یہی ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو ان سب نے اسی طرح جواب دیا اور اس پر اکتفا کیا۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے تو کس طرح کھڑا ہو کر ذکر کا انکار کیا جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ عقل مند لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور پہلوں پر لیٹ کر کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضور اکرم ﷺ اللہ کا ذکر ہر حالت اور ہر ہیئت سے کرتے تھے تو اس میں کھڑا ہونے کی بھی ہیئت آتی ہے اگر مغلوب الحال سالک کھڑا ہو کر ناچنا شروع کر دے یا دوسری حرکات اور چیخیں اس کے ساتھ مل جاتیں ہوں تو اس میں بھی انکار نہیں ہے کیونکہ یہ حال شہود اور لذت سے پیدا ہوا ہے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حدیث شریف میں ان کا رقص ثابت ہے جب حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ تیری صورت اور اخلاق مجھ سے مشابہت رکھتے ہے تو آپ نے رقص شروع کیا اور حضورِ اکرم ﷺ نے اس پر منع نہیں فرمایا تو یہ صوفیوں کے رقص پر بھی دلیل ہے۔ جب وہ وجد پاتے ہیں ذکر اور نعت خوانی کی مجلس میں رقص اور قیام کے متعلق آئمہ سب کے سب اس کے قائل ہیں جس میں سے شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ (الحاوی للفتاوی: ج: ۲: ص: ۲۶۴)

اس عبارت شریف سے مسئلہ وجد اور تواجد کے اثبات اور کچھ اور نکتے بھی نکلتے ہیں

نمبر ا: کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ذکر کرنے والوں کو قیام اور تواجد سے منع کرے اور اگر کسی نے منع کیا تو اس کو تعزیر (سزا) دینا چاہئے یا اسے مارنا چاہئے۔ تو منکرین اپنے بارے میں سوچیں۔

نمبر۲:   وجد اور حال والا سالک عارف مغلوب الحال ہے منکرین فیض الٰہی سے محروم ہیں خود انہوں نے اس حال کا مزہ اور باطنی لذت نہیں پائی۔ اس لئے دوسرے اہل اللہ کا انکار کرتے ہیں۔ تو اب منکرین اپنی محرومیت کے بارے میں سوچیں۔

نمبر۳:   چاروں مذاہب کے علماءِ حقیقی اہلِ تصوف اور عارفین کے وجد اور حال کے اثبات پر متفق ہیں اور تردیدی عبارتیں فساق اور خلافِ شرع متصوفہ اور ریاکار کے حق میں ہیں تو کس طرح منکرین حقیقی اہلِ تصوف عارفین کے وجد اور حال چار مذہبوں کے مطابق حرام سمجھتے ہیں۔

اسی طرح فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) ج:۵:ص:۳۵۲:باب:۱۷: میں مشائخ صادقین کے وجد اور غشی طاری ہونے سماع میں اچھے اشعار سنتے وقت فاسق کا گانا اور رقص نا جائز کے حق میں اس طرح لکھا ہے:

"فان فی زمانهم ربما ينشد واحدا شعرا فيه معنی یوافق احوالهم فيوافقه من كان له قلب رقيق اذا سمع كلمة توافقه علی امر هو فيه وربما يغشی علی عقله فيقوم من غير اختيار وتخرج حركات منه من اختيار وذلک مما لا يستبعد ان يكون جائزا مما لا يؤاخذ به ولا يظن في المشائخ رحمة الله تعالی عليهم انهم فعلوا مثل ما يفعل اهل زماننا من اهل الفسق والذين لا علم لهم باحكام الشرع وانما يتمسک بافعال اهل الدين (ای مشائخ التصوف رحمة الله تعالی عليهم كذا في جواهر الفتاوی) "(فتاوی هنديه: ج:۵: ص: ۳۵۲: باب: ۱۷)

ترجمہ: بے شک ان کے زمانے میں بہت مرتبہ شعر بنا تا اور اس کا ایسا معنی ہوتا کہ ان کے

باطنی حال کے موافق تو ان کا دل نرم ہو جاتا اس موافقت سے ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ان کے باطنی حال کے موافقت کی وجہ سے کہ شعران کے باطن کے موافق ہوتا تو بے اختیار کھڑے ہو جاتے اوران سے وہ حرکات صادر ہو جاتیں تو یہ کام جائز اوران پر مواخذہ نہیں اور حقیقی مشائخ طریقت پر یہ گمان نہیں ہوسکتا۔ اور ہمارے زمانے میں فاسق اور جاہلوں اور فاسقوں کی طرح خلاف شرع امور کریں حالانکہ یہ فاسق لوگ اہلِ دین اور مشائخ حقیقی کے احوال پر دلیل پکڑتے ہیں جوکہ خلافِ شرع کام کرتے ہیں بلکہ صوفیۂ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم توان کی طرح نہیں تھے۔

''اسی طرح جواہر الفتاویٰ میں بھی لکھا ہے''

تو اس عبارت سے فتاویٰ ہندیہ کی دوسری عبارت کا مجمل بھی معین ہوا۔ جس میں سماع ورقص اور وجد پر رد کیا ہے۔ وہ اس طریقے پر صادق مشائخ اور متشرع سالک کیلئے یہ جائز ہے اور فاسق اور خلافِ شرع کیلئے اس کا جواز نہیں بلکہ اس عبارت کے ساتھ فقہاء کی تمام عبارتوں کی تطبیق ہوئی کہ ایک طرف ثبوت اور دوسری طرف منع متعصب منکرینِ اولیاء صرف نفی کی عبارات لیتے ہیں جیسے یہودی احبار حق کو چھپاتے ہیں۔ پوری تحقیق انشاء اللہ بعد میں آئے گی۔

اسی طرح سیدنا وسید کل امام ربانی محبوبِ صمدانی واقف متشابہات قرآنی سیدنا مجدد ومنور الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی حنفی نقشبندی احراری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوباتِ قدسی الآیات مکتوب:۲۵۲: حصہ:۵:ج:۱: میں فرماتے ہیں۔

''ای فرزند! ولولۂ عشق وطنطنۂ محبت ونعرہائے شوق انگیز وصیحاھائی درد آمیز ووجد وتواجد ورقص ورقاصی ہمہ در مقامات ظلال است ودر آوان ظہورات وتجلیات ظلیہ'' (مکتوبات

شریف: مکتوب:۲۰۲: ج:۱)

ترجمہ: اے بیٹے! عشق کے شور اور ولولہ اور محبت اور شوق سے بھرے ہوئے نعرے اور درد کی چیخیں اور وجد تواجد اور رقص یہ تمام حالات ظلال کے مقام میں آتے ہیں۔ ظلی تجلیات کے ظہور کے وقت یہ وارد ہوتے ہیں۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وجد اور حال کے مختلف انوار اکثر تجلیاتِ ظلیہ کے مقام پر وارد ہوتے ہیں جن کا تعلق ولایت سے ہے اور تجلیات اصلیہ کے وارد ہونے کا وقت اور اس کا تعلق کمالات اور حقائق سے ہوتا ہے۔ زیادہ تر جسم میں کپکی کا آجانا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنا اور کبھی کبھی اس مقام پر رقص اور غشی وغیرہ کے احوال بھی وارد ہوتے ہیں۔ جیسے کہ پہلے بہت ساری آیات اور احادیث مبارکہ سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ "از دک وفک چارہ نیست" یا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غشی کے طاری ہونے کا واقعہ اس پر دلیل ہے۔ نیز اور بہت ساری روایات اللہ کے مقبول بندے عارفوں کے وجد اور حال کے اثبات کیلئے دلیل ہیں۔

یہاں تک کہ حضور پُر نور عظیم البرکت امام اہل سنت قاطع بدعت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان افغانی ثم بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجد اور تواجد کے بارے میں فتاوی رضویہ میں صفحہ ۴۴۵ جلد ۱۰ (مطبوعہ المجد داحمد رضا اکیڈمی) پہ لکھتے ہیں۔ تواجد یعنی اہلِ وجد کی صورت بنانا اگر معاذ اللہ بطورِ ریا ہے تو اس کی حرمت میں شبہ نہیں کہ ریا کیلئے تو نماز بھی حرام ہے اور اگر نیت صالح ہے تو ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ یہاں نیت صالحہ دو ہو سکتی ہیں ایک عام یعنی تشبہ بصلحاءِ کرام "ان لم تکونوا مثلھم فتشبھوا ان الشبہ بالکرام

فلاح ''اگر نیک لوگوں کی طرح نہیں ہو تو نیکوں کی مشابہت اختیار کرلو۔ تحقیق کے ساتھ نیک لوگوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے میں ہی کامیابی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا'' من تشبہ بقوم فھو منھم ''جو کسی قوم سے تشبہ کرے گا وہ ان میں سے ہی ہے۔ دوسری حدیث مبارکہ میں ہے: ''ان لم تبکوا فتباکوا'' رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ۔

دوسری نیت طالبانِ راہ کیلئے وجد کی صورت بنائے کہ حقیقت حاصل ہو جائے نیت صادقہ کے ساتھ یہ تکلف بنا بھی رفتہ رفتہ حصولِ حقیقت کی طرف منجر ہو جاتا ہے۔

''امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں''

''التواجد المتکلف منه مذموم یقصد به الریاء ومنه محمود وهو التوسل الی استدعاء الاحوال الشریفة واکتسابها واجتلابها بالحیلة فان لکسب مدخلا فی جلب الاحوال الشریفة ولذلک امر رسول الله ﷺ من لم یحضره البکاء فی قراءة القرآن ان یتباکی ویتحازن (سیدی عارف بالله علامه عبدالغنی نابلسی قدس سره القدسی حدیقه ندیه) میں فرماتے ہیں

''لا شک ان التواجد وهو تکلف الوجد واظهاره من غیر ان یکون له وجد حقیقة فیه تشبه باهل الوجد الحقیقی وهو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم فتاوی علامه خیر رملی استاذ صاحب در مختار علیهما رحمة الغفار اما الرقص ففیه للفقهاء کلام منهم من منعه ومنهم من لم یمنع حیث وجد لذة الشهود وغلب علیه الوجد واستدلوا بما وقع لجعفر بن ابی بطالب رضی الله تعالی عنه لما قال له علیه الصلوة والسلام اشبهت خلقی وخلقی وفی لفظ جعفر رضی الله تعالی عنه

اشبہ الناس بنی خلقا وخلقا فحجل ای مشی علی رجل واحدۃ وفی روایۃ رقص من لذۃ ھذا الخطاب ولم ینکر علیہ الصلوۃ والسلام رقصہ وجعل ذلک اصلا لجواز رقص الصوفیۃ عند ما یجدونہ من لذۃ المواجید فی مجالس الذکر والسماع وفی التاتاخانیۃ ما یدل علی جوازہ للمغلوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش وبھذا افتی البلقینی وبرھان الدین الابناسی وبمثلہ اجاب بعض ائمۃ الحنفیۃ والمالکیۃ وکل ذلک اذا خلصت النیۃ وکانوا صادقین وفی الوجد مغلوبین فی القیام والحرکۃ عند شدۃ الھیام والمشی قد یتصف تارۃ بالحلال وتارۃ بالحرام باختلاف القصد والمرام وبتقریر جمیع ما قالوہ یطول الکلام" (نہایہ ابن اثیر ومجمع البحار) میں ہے۔

"قال ﷺ لزید انت مولانا فحجل الحجل ان یرفع رجلا ویقفر علی الاخری من الفرح زاد فی النہایۃ وقد یکون بالرجلین الا انہ قفر" چاہتا بھی اگر بے اختیاری سے ہوتو مثل وجد کسی طرح زیر حکم نہیں آسکتا اور اگر ریا سے ہے تو نماز بھی حرام ہے اور اگر کوئی نیت فاسدہ نہیں مگر وہاں کسی مریض یا نائم کو تکلیف یا نمازی یا ذاکر یا مشتغل علم کی تشویش ہو تو ممنوع ہے۔ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی حدیث میں ہے وقت نماز میں حضور اقدس ﷺ نے تلاوت کرنے والوں کو جہر قرآن سے منع فرمایا اور اگر تمام مفاسد سے پاک ہو تو کوئی حرج نہیں علامہ ابن عابدین شامی منہوات شفاء العلیل میں نور العین فی اصلاح جامع الفصولین سے علامہ ابن کمال وزیر کا فتویٰ نقل فرماتے ہیں۔

"ما فی التواجد ان حققت من حرج. ولا التمایل ان اخلصت من باس. فقمت تسعی علی رجل وحق لمن. دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس.

الرخصة فيما ذكر من الاوضاع عند الذكر والسماع للعارفين الصارفين اوقاتهم الى احسن الاعمال السالكين المالكين لضبط انفسهم عن قبائح الاحوال فهم لا يستمعون الامن الاله ولا يشتاقون الاله ان ذكروه وناحوا وان وجدوه صاحوا اذا وجد عليهم الوجد فمنهم من طرقة طوارق الهيئة فخر وذاب ومنهم من برقت له بوارق اللطف فتحرك وطاب "(فتاوی رضویه: ج:١٠:ص:١٨٢،٦٨)

یعنی وجداورتواجداوررقص بالکل جائز ہےاوراحوال صحیحہ ہےاس سے انکارکرنا صراحۃً گمراہی ہے۔

اسی طرح امام ربانی مجددالف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوب نمبر:۲۶: میں ج:۱: وجداورحال کے اثبات میں فرماتے ہیں۔

"والعروج الى حضرت الذات لا يتصور الا بالسير الاجمالى فى الصفات والعبارات. ومن وقع سيره فى الاسمآء بالتفصيل حبس فى الصفات والاعتبارات ولم يزل منه الشوق والطلب ولم يفارق عنه الوجد والتواجد فاصحاب الشوق والتواجد ليسوا الا اصحاب تجليات الصفات(فى عامة الحالات) وليس من التجليات الذاتية لهم نصيب ما داموا فى الشوق والوجد"(مکتوبات شریف مکتوب:ج:١:ص:٢٦)

ترجمہ: حضرت ذات کی طرف عروجِ روحی کرنا تصوف میں نہیں مگر صفات اوراعتبارات کے ساتھ وہ بھی اجمالی عروج کرنا جس کی سیر اسماء وصفات میں تفصیلی واقع ہوتو وہ صفات اور اعتبارات میں بند ہو جاتا ہےتو ہمیشہ اس کے شوق بعد طلب میں رکھتا ہے۔اس کے ساتھ

ہمیشہ وجد اور تواجد میں رہتا ہے اور تجلیاتِ صفات والی عام حالت میں ہوتے ہیں اور تجلیاتِ ذاتیہ میں ان کا نصیب نہیں ہوتا۔

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ وجد اور تواجد اولیاءِ کرام کے احوال ہیں اور تجلیات صفاتیہ ظلیہ کے وقت میں بہت زیادہ حرکات اور اس کے علاوہ دیگر اشکال میں ظاہر ہوتا ہے جب تجلیاتِ ذاتیہ اور اصلیہ اولیائے راسخین کا نصیب ہو جائے تو اس کے بعد زیادہ وجد، رونا اور بدن کے لرزنے کی صورت میں اور کبھی دوسری امثال یا صورتیں بھی ظاہر ہو جاتی ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسرے مکتوب میں تحریر یہ ہے: (از دک وفک چارہ نیست) یعنی کبھی کبھی اور احوال بھی اصل اور خالص تجلی کے وقت میں سالک پر آتے ہیں۔ جس کا ذکر ہم نے تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔

اس طرح امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو چاروں مذہبوں میں مقبول شخصیت ہیں اپنی کتاب ''انوار قدسیه فی معرفة قواعد صوفیه: ج: ۱ :ص: ۳۹: باب آداب ذکر'' میں وجد اور مختلف نعروں کے اثبات کے حق میں اس طرح لکھا:

''وقال سیدی یوسف العجمی رحمة الله تعالٰی علیه وما ذکروه من آداب الذکر محله فی الذاکر الواعی المختار اما المسلوب الاختیار فهو مع ما هو یرد علیه من الاسرار، فقد یجری علی لسانه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اللّٰه اوهو هو هو او لا لا لا او آه آه آه آه او عا عا عا او آ آ آ او ها ها ها او صوت بغیر حرف او تخبیط وادبه عند ذلک التسلیم للوارد فاذا انقضی الوارد فاذ به السکون من غیر تقول ''(انوار القدسیه فی معرفة قواعد صوفیه رحمة اللّٰه تعالٰی علیهم: ج: ۱ :ص: ۳۹)

ترجمہ: اور میرے سید یوسف عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مشائخ طریقت نے سالک کیلئے جو آداب ذکر کیے ہیں وہ صاحب اختیار سالک کے حق میں ہیں اور جو مسلوب الاختیار ہوتے ہیں ان کو اسرار واردہ کی وجہ سے چھوڑ دیئے کبھی ان کی زبان سے بے اختیار اللہ، اللہ، اللہ یا ھو، ھو، ھو یا لا، لا، لا یا آہ، آہ، آہ، آہ یا عا، عا، عا، عا یا آ، آ، آ، آ یا حا، حا، حا یا بغیر حروف کے آواز نکالتے ہیں اور کبھی بعض کلمات کو بعض الفاظ کے ساتھ ملا لیتے ہیں جیسے کہ اللہ ھو، ھو اللہ یا ھو عا، یا عا ھو وغیرہا اور اس کیلئے ادب یہ ہے جب یہ اسرار واردہ کو تسلیم کرے پس جب یہ اسرار واردہ ختم ہو جائے اس کیلئے ادب یہ ہے کہ سکون اور وقار کے ساتھ بیٹھ جائے۔

اسی طرح امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو چاروں مذاہب حق میں مقبول شخصیت ہیں اپنی کتاب مستطاب (احیاء علوم الدین: ج: ۲: ص: ۳۰۴: مقام ثالث من السماع) پر بیان کرتے ہیں کہ وجد کی حالت میں کپڑے پھاڑنے کے بارے میں لکھا ہے:

"ولا یبعد ان یغلب الوجد بحیث یمزق ثوبه وهو لا یدری لغلبة سکر الوجد علیه او یدری ولکن یکون کالمضطر الذی لا یقدر علی ضبط نفسه" (احیاء علوم الدین: ج: ۲: ص: ۳۰۴: مقام ثالث من السماع)

ترجمہ: یہ بات بعید نہیں ہے کہ وجد اس قدر غالب ہو جائے کہ اپنے کپڑے پھاڑے سکر اور وجد کے غلبے کیوجہ سے اور اپنی حالت کو سمجھے بھی نہیں یا سمجھتا ہے مگر مجبور شخص کی طرح بن جائے۔ اپنے نفس پر کنٹرول اور قدرت نہ ہو۔

"اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے رقص کے اثبات میں یہ لکھا ہے"

"وذلک "ای الرقص" یکون لفرح او شوق فحکمه حکم مهیجه ان کان فرحه محمودا والرقص یزیده ویؤکده فهو محمود وان کان مباحا فهو مباح وان کان مذموما فهو مذموم"(احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۳۰۴)

ترجمہ: رقص اور خوشی شوق کیوجہ سے صادر ہوتا ہے اس کا حکم سبب کے ساتھ متعلق ہے اگر خوشی جائزاور نیک ہوتو رقص بھی اسے بڑھادیتا ہے تو اس طرح کا رقص بھی محمود اور اچھا ہے اگر خوشی مباح ہوتو رقص بھی مباح اگر خوشی ناجائز ہوتو رقص بھی مذموم ہوگا۔

پھر امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۷۳: باب کتاب السماع والوجد) میں(بخاری شریف کتاب النکاح قبیل کتاب الطلاق: ج: ۲: ص: ۷۸۸) پر حبشیوں کا مسجد میں رقص اور دوسری صحیح احادیث میں اس بات کی دلیل ہے جب سبب مباح کی وجہ سے حبشیوں کیلئے مسجد میں رقص کرنا جائز ہے اور رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا اور ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دیکھنا اور اس کیلئے ان کا کھڑے ہوکر دیکھنا اہلِ تصوف کیلئے سبب محمود کی وجہ سے جو کہ انوارِ الٰہیہ کا درود ہے۔ بطریق اولیٰ مسجد میں رقص ووجد ہونا جائز ہوتا ہے حالانکہ اہلِ تصوف سے اختیار بھی سلب ہوجاتا ہے اگرچہ عقل وشعور باقی ہوتا ہے۔ جیسے تفسیر روح المعانی میں غشی اور بے ہوشی کی حالت میں عقل واختیار، دونوں سلب ہوجاتے ہیں۔ غشی کے احوال میں ہوش باقی رہتا ہے۔ اختیار سلب ہو جاتا ہے۔ کھانسی اور چھینک کی طرح۔ اس پر بھی کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے۔ مسجد اور غیر مسجد میں اس طرح جائز اور ثابت ہے۔

"اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۳) پر حضرت موسیٰ عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے"

"انه قال اقدم علینا صالح المری رحمة اللّٰہ تعالیٰ علیه وعتبة الغلام رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه وعبدالواحد بن زید رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه ومسلم الاسواری رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه فنزلوا علی الساحل قال فهیآء لهم ذات لیلة طعاما فدعوتهم الیه فجاء وا فلما وضعت الطعام بین ایدیهم اذا بقائل یقول رافعا صوته هذا البیت. وتلهیک عن دار الخلود مطاعم. ولذة نفس غیها غیر نافع. فصاح عتبة الغلام رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه صیحة وخو مغشیا علیه وبکی القوم فرفعت الطعام وماذاقوا واللّٰه منه لقمة"

ترجمہ: مسلم عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم پر صالح المری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عبدال واحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مسلم الاسواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے یہاں پہنچے اور دریا کے کنارے پر ہمارے مہمان بن گئے۔ تو حضرت عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کیلئے رات کو کھانا تیار کیا اور میں نے انہیں کھانے کی دعوت دی اور ان کو کھانا کھانے کیلئے بلایا اور وہ آ گئے۔ جب ان کے سامنے کھانا دیا گیا تو ایک شخص بلند آواز سے یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ کہ تمہیں جنت کے کھانوں سے غافل کر دیا نفس کی ان لذتوں نے جن کی تم تابعداری کرتے ہو اور ان میں کچھ بھی فائدہ نہیں۔ تو عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ تو سب نے رونا شروع کر دیا تو کھانا میں نے دوبارہ اٹھا لیا۔ اللہ کی قسم! انہوں نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا۔

حضرت عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پرانے اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ اور صاحب کرامت شخصیت ہیں اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔ اس کی پوری تفصیل تذکرہ اولیاء میں مذکور ہے۔ جو کہ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

تصنیف ہے۔

"اسی طرح حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۷) میں حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ تحریر کیا ہے کہ!

"فقد کان الشبلی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ فی مسجدہ لیلۃ من رمضان وھو یصلی خلف امام لہ فقرأ الامام ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک فزعق الشبلی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ زعقۃ ظن الناس انہ قد طارت روحہ واحمر وجھہ وارتعد فرائضہ" (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۷)

ترجمہ: حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مسجد میں رمضان کے مہینے کی ایک رات امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب امام نے یہ آیت پڑھی: "ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک" تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسی چیخ ماری کہ لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی روح پرواز کر گئی۔ ان کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ ان کے لطائف نے تیزی کے ساتھ حرکت شروع کر دی۔

اس واقعہ سے نماز کی حالت میں وجد ثابت ہوا اور وجد کے وقت میں چہرہ کا سرخ ہو جانا بھی ثابت ہوا۔ حالانکہ منکرین نے استہزائیہ انداز میں لکھا ہے کہ جن کے مریدوں کے چہرے مریضوں کی طرح سرخ ہو جاتے ہیں۔ آیا کیا منکرین یہ نسبت حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب کرتا ہے۔ (معاذ اللّٰہ) کہ ایک ولی اللہ کا انکار کفر اور بے دینی ہے لہٰذا منکرین اپنے افکار اور استہزاء کو غور سے دیکھیں۔ استہزاء کی عاقبت اور انجام کی فکر کرے۔

اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۳۰۳: مقام ثالث من السماع) میں حضرت سہل ابن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے اضطراب اور وجد کا واقعہ اور ان کے مرید اور خلیفہ حضرت شیخ ابوالحسن محمد بن احمد کی روایت کے ساتھ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"صحبت سهل بن عبداللہ ستین سنة ما رأیته تغیر عند شیٔ کان یسمعه من الذکر او القرآن فلما کان فی آخر عمره سمع مرة "الملک یومئذ الحق للرحمٰن" فاضطرب"

ترجمہ: میں نے حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں ساٹھ سال گذارے۔ اس مبارک کو ذکر یا تلاوت قرآن یا سماع کے وقت میں نے متغیر حال نہیں دیکھا آخری عمر میں ایک مرتبہ جب یہ آیت کریمہ تلاوت کی جارہی تھی: "الملک یومئذ الحق للرحمٰن " تو انہوں نے لرزنا شروع کیا، ان پر اضطراب کی کیفیت طاری ہوگئی۔ جب حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منتہی اور اصحاب تمکین میں سے تھے لہٰذا عام حالتوں میں ان پر تغیر احوال وارد نہ ہوتا۔ البتہ کبھی کبھی ان پر اضطراب کی کیفیت طاری ہوتی۔ یہ واقعہ منتہیوں پر وجد کے آنے کی دلیل ہے۔

اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلطان اولیاء حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وجد کے حق میں (احیاء العلوم ج:۲: ص:۲۹۸) پر تحریر کیا ہے۔

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب کسی سے یہ آیت مبارکہ سنی:

"انه اذا سمع احدا یقرأ "اذا السماء انشقت" اضطربت او صاله حتی کان یرتعد"

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن ادھم جب کسی سے یہ آیت مبارکہ سنتے تو ہڈیوں اور جوڑں میں اضطراب آجاتا اور کپکپی طاری ہوجاتی اس کے علاوہ دیگر بہت ساری احادیث اور اقوال و

واقعات حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "احیاء العلوم" میں نقل کئے ہیں۔

اسی طرح حضرت شیخ اجل شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (عوارف المعارف باب: ۲۴: ص: ۱۱۷) میں وجد کے بیان میں فرمایا ہے کہ وجد میں انسان پر رونے کی کیفیت بھی طاری ہوتی ہے۔

"واعلم ان للباکین عند السماع مواجید مختلفة فمنهم من یبکی خوفا ومنهم من یبکی شوقا ومنهم من یبکی فرحا"

ترجمہ: جان لو کہ سماع اور نعت خوانی میں رونے کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں بعض خوف سے روتے ہیں بعض خوشی اور بعض شوق سے روتے ہیں۔

اسی طرح شیخ اجل شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سماع کے وقت میں وجد کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں جیسے رونا، کپڑے پھاڑنا، چیخیں مارنا وغیرہ۔ آپ نے (عوارف المعارف باب: ۲۲) میں لکھا ہے۔

"سئل رویم رضی اللہ تعالیٰ عنه عن وجد الصوفیة رحمة اللہ تعالیٰ علیهم عند السماع فقال یتنبهون للمعانی التی تغرب عن غیرهم فیشیر الیهم الی (ای هلموا الی) فیتنعمون بذلک من الفرح ویقع الحجاب للوقت فیعود ذلک الفرح بکاء فمنهم من یمزق ثیابه ومنهم من یبکی ومنهم من یصیح"

ترجمہ: حضرت رویم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے وجد کے بارے میں پوچھا گیا کہ سماع کے وقت میں وجد کی کیا حالت ہوتی ہے؟ تو حضرت رویم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اہل تصوف ایسی معنویت کو بیدار کرتے ہیں جو دوسرے لوگوں سے پوشیدہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ میری طرف متوجہ ہو جاؤ تو وہ بہت خوش ہو جاتے ہیں اور کبھی حجابِ معنوی رونما ہوتا ہے تو کچھ وہ ہیں جو کپڑے پھاڑتے ہیں کچھ وہ ہیں جو روتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو چیخیں مارتے ہیں۔

اسی طرح فقیہ نبیل متکلم شہید صوفی جلیل حضرت عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حدیقة الندیه شرح طریقه محمدیه: ج:۲: ص:۵۲۳) سچے عارفوں کا وجد اور تواجد کا مضبوط اثبات تحریر کیا ہے۔ سب سے پہلے مخالفوں کے دلائل لکھتے ہیں: جو کہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول سے مخالفین نے دلیل پکڑی ہے اور علامہ برکلی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول سے اور مختلف لوگوں کے اقوال سے دلیل پکڑی ہے۔ اس کے بعد سب کے تردیدی اقوال نقل کئے ہیں کہ یہ خلافِ شرع صوفی اور فاسقین پر محمول کئے ہیں۔ اس کے بعد منکرین کے اعتراضات کے جوابات تحریر کئے اور فرمایا:

''واعلم ان هذا الذی سبق ذکره فی المتن (متن الطریقة المحمدیة ﷺ) من عبارات الفقهاء جمیع فی تردید الوجد فی حق من ذکرنا هم من طائفة متصوفة (من الفساق) اللّٰه تعالیٰ اعلم بایمانهم فلا تنزله انت فی حق کل من وجدتهم علی شبه منهم وقیاس منک لهم علیهم فان الشیطان للانسان عدو مبین والا فان طریق الوجد والتواجد الذی تعلمه الفقرآء الصادقون فی هذا الزمان وبعده کما کانوا یعلمونه من قبل فی الزمان الماضی نور وهدایة واثر التوفیق من اللّٰه تعالیٰ وعنایة. قال المناوی رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه فی طبقات الاولیاء فی ترجمة الشیخ ابراهیم الادسوقی انه قیل للجنید رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه ان قوما یتواجدون

ویتمایلون فقال دعوھم مع اللّٰہ یفرحون فانھم قوم قطعت الطریق اکبادھم ومزق النصب فوادھم وضاقوا ذرعا فلا حرج علیھم اذا تنفسوا مداواۃ لحالھم ولو ذقت مذاقھم عذرتھم فی صیاحھم وشق ثیابھم (الی ان قال) وربما غلب الولہ علی اھل اللّٰہ والوجد حتی یغیبوا عن وجنودھم فتبدوا منھم احوال وافعال لو صدرت من احد وھو مشاھد الفعل والاحساس بین یدیھم لحکموا علیہ انہ خرج عن حد العقل والحقوا تلک الافعال باحوال المجانین کالرقص والدوران وتخریق الثیاب وھی حالۃ شریفۃ علامۃ صحتھا ان تحفظ علی صاحبھا اوقات الصلوٰۃ وسائر الفرائض فیرد فیھا علیھم عقولھم وھٰذا حال جماعۃ من اولیاء اللّٰہ تعالیٰ منھم ابو بکر شبلی وابو الحسن الثوری وسمنون المحب وسعدون المجنون وامثالھم رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیھم. ذکر الیافعی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ عن بعضھم قال رایت الشبلی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ قائما یتواجد وخرق ثوبہ وھو یقول: شققت ثوبی علیک حقا وما لثوبی اردت خرقا اردت قلبی فصادفتہ یدای بالجیب اذ برقا لو کان قلبی مکان جیبی لکان للشق مستحقا (الی ان قال فی: ج:۲: ص:۵۲۵)وانشد الشیخ الامام شھاب الدین احمد الزھری الشافعی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ متعذرا عن کشف راس الفقراء فی الذ بقولہ:"

یلوموننی فی کشف راسی واننی	لمعترف انی علی ذلک اوجر
لقصدی بہ اظھار ذلتی التی	ھی المقصد الاسنی لمن یتبصر

"

(حدیقة الندیه شرح طریقه محمدیه للعلامة عبد الغنی النابلسی الحنفی رحمة اللّٰه تعالٰی علیه: ج: ۲: ص: ۵۲۳ تا ۵۲۵)

ترجمہ: جان لو کہ جو طریقہ محمدیہ کے متن میں وجد کی تردید کے حوالے سے جو عبارات نقل کی گئی ہیں وہ سب خلاف شرع ناقص پیروں کے حق میں ہیں۔ یہ تنقیدی عبارتیں اس شخص کے حق میں مت چسپاں کرنا جو کہ ظاہری حالت میں ان متوصفہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے تا کہ صادق اولیاءِ کرام سے بدگمان نہ کر سکے اس لئے صادق اولیاءِ کرام کا وجد اور تواجد زمانہ حال یا آنے والے زمانے میں یا گزرے ہوئے زمانے میں دوسروں کیلئے ہدایت ہے۔ اللہ کی توفیق کا اثر ہے۔ اللہ کی خاص عنایت اور مہربانی ہے

علامہ امام مناوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ طبقاتِ اولیاء میں شیخ ابراہیم الدسوقی کے تذکرہ میں فرماتے ہیں: حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے پوچھا گیا بعض صوفیوں کے بارے میں کہ وہ تواجد اختیار کرتے ہیں، اس بارے میں کیا حکم ہے؟ تو حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کہ اپنے حال میں اپنے اللہ کے ساتھ خوش ہوں اس لئے کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے دلوں کو پھاڑ دیا گیا ہے اور مصیبتوں کو برداشت کرتے ہوئے انہوں نے اپنے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا حوصلے تنگ ہو گئے ہیں۔ اس لئے ان کے تواجد پر گناہ یا اعتراض نہیں۔ جب وہ آہ کے ساتھ سانس لیتے ہیں تا کہ ان کا یہ حال دائمی ہو جائے یا اس کا مزہ تم نے چکھا ہو تو تم ان کو چیخیں مارنے میں معذور جانو۔

بہت مرتبہ اولیاءِ کرام پر دیوانگی کا غلبہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنے وجود میں فانی ہو جاتے ہیں اور ان سے ایسے افعال صادر ہوتے ہیں کہ اگر ایک عام باہوش انسان سے ایسے احوال صادر ہو جائیں تو لوگ ان پر حکم جاری کر دیں کہ یہ شخص عقل و دانش کے دائرے سے

باہر ہے۔ تو ان کی معنویت کے یہ احوال اور افعال پاگلوں کے احوال کے ساتھ ملحق کر لیں کہ یہ وجد کی حالت میں ناچتے اور اپنے کپڑے پھاڑتے ہیں مگر درحقیقت یہ احوال اچھے ہیں اور ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ نماز کیلئے پوری طرح ہوش وحواس میں ہوتے ہیں اور اگر بے ہوشی طاری ہو جائے یا چیخیں نکلیں تو یہ بھی معاف ہے جیسا کہ روح المعانی کے حوالہ جات میں بیان کیا جا چکا۔ اور اگر دورانِ نماز ان پر بے ہوشی طاری ہو جائے تو ان پر نماز کا اعادہ لازم ہے۔

حضرت ابوبکر شبلی، حضرت ابوالحسن ثوری، حضرت سمعون المحب، حضرت سعدون المجنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور انکی طرح اور دیگر اولیاء اللہ، حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض عالموں کے قول نقل کیے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علامہ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ وہ حالتِ تواجد میں تھے اور اپنے کپڑے پھاڑ رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے: "میں نے اپنے کپڑوں کو تیری محبت میں حق پر پھاڑ دیا۔ میرا ارادہ کپڑوں کو پھاڑنے کا نہ تھا۔ میرا ارادہ اپنے دل کو چیرنے کا تھا مگر میرے ہاتھ میرے گریبان سے ٹکرا گئے۔ اگر میرے گریبان کی جگہ میرا دل ہوتا تو وہی پھاڑے جانے کے لائق ہوتا کہ میں اس کو پھاڑتا"

پھر ص: ۵۲۵: پر لکھتے ہیں: کہ حضرت شیخ شہاب الدین احمد زہری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقرائے طریقت کے ذکر کے وقت میں سر برہنہ رہنے کے عذر میں اشعار تحریر کیے ہیں: لوگ مجھے سر ننگا رہنے پر ملامت کرتے ہیں۔ حالانکہ میں اس بات کا معترف ہوں کہ مجھے اس پر اجر ملتا ہے اس لئے کہ سر ننگا رہنے سے میرا مقصد عاجزی کا اظہار کرنا ہے جو کہ اہلِ نظر کی نظر میں بیش قیمت مقصد ہے۔ (حديقة الندية للعلامة عبد الغني حنفي رحمة الله تعالى عليه: ج: ۲: ص: ۵۲۳ تا ۵۲۵)

اس عبارت سے کچھ نکتے نکلتے ہیں:

جن فقہاء اور علماء نے وجد اور تواجد کی تردید کی ہے وہ خلافِ شرع متصوفہ ریا کار اور فاسق مدعی تصوف پر محمول ہیں تو حقیقی عارف اور فقراء کو ان فاسقوں اور خلافِ شرع متصوفہ پر قیاس کرنا شیطانی وسوسہ اور گمراہی ہے۔

حقیقی فقیروں کیلئے وجد اور تواجد بالکل جائز ہے بلکہ نور اور ہدایت اور عنایت اور اثرِ توفیق حالت ہے۔

وجد اور تواجد کوئی نیا کام نہیں ہے بلکہ حقیقی عارفوں کیلئے بہت پرانا اور ثابت ہے اور کسی خاص زمانے کیلئے مختص نہیں ہے۔

سید الطائفہ حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی عارفوں کے وجد، تواجد، تمائل اور چیخیں مارنا اور کپڑے پھاڑنا ثابت کیا ہے۔

اولیاءِ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم پر کبھی ایسے احوال وارد ہوتے ہیں جو معاذ اللہ مجنونوں کے افعال و اعمال دکھائی دیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قال النبی ﷺ لن یؤمن احدکم حتی یقال انه مجنون"

ترجمہ: تم میں ایک بھی اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتا جب تک لوگ اسے مجنون نہ کہیں

"عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه ان رسول اللّٰہ ﷺ قال: اکثروا ذکر اللّٰہ تعالیٰ حتی یقولوا مجنون"

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔(**الکنز الثمین فی فضیلة الذکر:ص:۹۳ : احمد بن حنبل: المسند: ج:۳:ص:۶۸ :ج:۳:ص: ۷۱:**

ابن حبان الصحیح: ج:۳:ص:۹۹: ابو یعلی: المسند: ج:۲:ص:۵۲۱:
عبد ابن حمید: المسند: ج:۱:ص:۲۸۹: دیلمی الفردوس الخطاب: ج:
۱:ص:۷۲: ابن رجب: جامع العلوم والحکم: ج:۱:ص:۴۴۴: حاکم
المستدرک: ج:۱:ص:۲۷۷: بیہقی شعب الایمان: ج:۱:ص:۳۹۷:
منذری الترغیب والترہیب: ج:۲:ص:۲۵۶: مزی تہذیب الکمال: ج:۸
ص:۴۷۹: ابن معین التاریخ: ج:۴:ص:۴۱۳: ہیشمی مجمع الزوائد: ج:
۱۰:ص:۷۵: عجلونی کشف الخفاء: ج:۱:ص:۱۸۷: قرطبی الجامع
لاحکام القرآن: ج:۲:ص:۱۹۷: تبلیغی نصاب باب فضائل ذکر
حدیث: نمبر:۱۵: لمولوی زکریا: ابن کثیر تفسیر القرآن
العظیم: ج:۳:ص:۴۹۶)

''عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ
اذکروا اللّٰہ ذکرا یقول المنافقون: انکم تراؤون''

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اللہ کا ذکر اس قدر کرو کہ منافق تمہیں ریاکار کہیں۔ (الکنز الثمین فی فضیلۃ الذکر
والذاکرین: ص:۹۴: طبرانی المعجم الکبیر: ج:۲:ص:۱۶۹: ابو نعیم
حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: ج:۳:ص:۸۱: ابن رجب جامع العلوم
والحکم: ج:۱:ص:۴۴۴:۴۴۸: ابن کثیر: ج:۳:ص:۴۹۶: مناوی فیض
القدیر: ج:۱:ص:۴۵۶)

''عن ابی جوزا رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ

اکثروا ذکر اللّٰہ حتی یقول المنافقون انکم مراؤون"

ترجمہ: حضرت ابوجوزا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ منافق تمہیں ریاکار کہیں۔ (الکنز الثمین فی فضیلۃ الذکر والذاکرین: ص: ۹۴: بیہقی شعب الایمان: ج: ۱: ص: ۳۹۷: مناوی فیض القدیر: ج: ۲: ص: ۸۵: عجلونی کشف الخفاء: ج: ۱: ص: ۱۸۷)

"عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ اذکروا اللّٰہ ذکرا حتی یقول المنافقون انکم تراؤون"

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر اس قدر کرو کہ منافق تمہیں ریاکار خیال کریں۔ (ہیثمی المجمع الزوائد: ج ۱۰: ص: ۹۷: منذری الترغیب والترھیب: ج: ۲: ص: ۲۵۶: الکنز الثمین فی فضیلۃ الذکر والذاکرین: ص: ۹۴)

"عن ابن عباس مرفوعا اذکروا اللّٰہ ذکرا یقول المنافقون انکم مراؤون"

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کا اتنا ذکر کرو کہ منافقین یوں کہنے لگیں کہ تم ریاکار ہو۔ (رواہ الطبرانی کذا فی الجامع)

"ما رواہ البیھقی فی شعب الایمان مرسلا مرفوعا اکثروا ذکر اللّٰہ حتی یقول المنافقون انکم مراؤون" (سیاحۃ الفکر: ص: ۲۴: اقسام الذکر واحکامہ: ص: ۲۴۲)

ترجمہ: امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شعب الایمان میں ایک روایت مرسل اور دوسری بار مرفوع ذکر کیا ہے: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ منافقین تمہیں ریاکار کہیں۔

اور علامہ رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نشد اوست فرزانہ کہ فرزانہ نشد

ترجمہ: وہ شخص پاگل ہے جو اللہ کے عشق میں پاگل نہ ہو جائے۔ وہ شخص ہوشیار ہے جو دنیا داری کا ہوشیار نہ ہو۔

کبھی کبھی عارفوں پر رقص اور جنون اور کپڑے پھاڑنا اور سر ننگا کرنے جیسے احوال آجاتے ہیں۔ صحیح وجد اور حال کی علامتیں یہ ہیں کہ جس پر یہ احوال وارد ہوتے ہیں وہ نماز اور عبادات کا پابند ہوتا ہے۔ فاسق اور فاجر پر یہ احوال وارد نہیں ہوتے اگرچہ کبھی کبھی سالک نماز ادا کرنے سے بھی عاجز ہوتا ہے بعد میں نماز کی قضاء ادا کرتا ہے۔ جیسے ربیع بن اخثم تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پانچ وقت نمازوں میں بلکل بے ہوش رہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرتے ہیں کہ: ھذا واللہ ھو الخوف:

ترجمہ: یہ سب کچھ اللہ کے خوف کی وجہ سے ہے

جیسے پہلے احیاء العلوم کے حوالے سے احادیث اور آثار کے باب میں بیان کیا جا چکا ہے عام وجد اور احوال کے ساتھ عقل ضائع نہیں ہوتی۔ عین وجد کی حالت میں بھی نماز ہوتی ہے اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔

اسی طرح حضرت عارف باللہ حضرت علامہ فقیر اللہ صاحب حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قطب الارشاد: ص: ۵۴۰: میں فرماتے ہیں:

”واذا واظب علىٰ تکرارها بالوجه المذکور یحصل له فی بعض الاوقات کیفیة عجیبة وهو مقدمة الجذبة. الخ“

ترجمہ: (جب سالک ذکر کا تکرار کرتا ہے مذکورہ طریقے سے ہیشگی کے ساتھ تو بعض اوقات اس پر عجیب حالات طاری ہوتے ہیں۔ یہ حالت مقدمہ ہے جذب کا)

قطب الارشاد: ص: ۵۲۴: میں اللہ کی طرف پہنچنے کا کثرت ذکر کے تین راستے ہیں۔ تیسرے راستے کے بارے میں فرماتے ہیں:

”وثالثا طریق السائرین الی اللہ تعالیٰ والطائرین باللہ تعالیٰ وهو طریق الشطار من اهل المحبة والسالکین بالجذبة. الخ“ (قطب الارشاد: ص: ۵۲۴)

ترجمہ: تیسرا راستہ اللہ تعالیٰ کے وصول کا سیر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی معرفت تک پرواز کرنے کا یہ ہے شطاریوں کا راستہ جو محبت اور جزب کے راستے سے سلوک کا راستہ طے کرنے والے ہیں۔ اس طرح سیف المقلدین: ص: ۵۲۷: میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے واقعہ لکھتے ہیں:

”درآن وقت آن حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بر وعظ بکرسی برآمد بانواع علوم تکلم میکرد حاضران ہمہ از مشاہدہ ہیبت وعظمت فساکت وصامت میبودند ناگاہ درمیان کلام میفرمودند (مضی القال وعطفنا بالحال) این گفتن ودر مردم اضطراب ووجد وحال در آمدند۔ یکی در گریہ وفریاد میدرآمد ودیگر در جامہ پارہ کردن وراہ صحراہ گرفتن ودیگری بی ہوش می افتاد وجان میداد وقتہا بودی کہ از مجلس وعظ آن حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنازہائے بیرون میامد از جہت غلبہ شوق وہیبت وتصرف وقہرمان عظمت وجلال“ (بحواله سیف المقلدین

علی اعناق المنکرین: ص: ۵۳۷)

ترجمہ: اس وقت وہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ وعظ کے لئے کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور ہر علوم پر خطاب فرمایا۔ حاضرین سب کے سب ہیبت اور عظمت اور مشاہدہ کی وجہ سے چپ ساکت اور خاموش رہے اچانک خطاب کے دوران غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قال ختم ہوا اور حال کے طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ لوگوں پر وجد اور حال آیا اور لوگوں نے رونا اور کچھ لوگوں نے فریاد کرنا شروع کیا۔ اور کچھ لوگوں نے اپنے کپڑے پھاڑنے شروع کئے اور کچھ لوگ بے ہوش ہو گئے اور کچھ لوگوں کی روح پرواز کر گئی۔ اور ایسے مواقع بھی آئے کہ لوگوں کے جنازے بھی اٹھتے۔ وعظ کی مجلس سے شوق کے غلبے اور ہیبت کی وجہ سے تصرف اور قہرمانی عظمت وجلال اس مبارک شخصیت کی وجہ سے وجد طاری ہو جاتا تھا۔

(بحوالہ سیف المقلدین علی اعناق المنکرین: ص: ۵۳۷)

حیرت کی بات یہ ہے کہ وجد اور تواجد چاروں مذہبوں میں جائز اور رائج ہے اور مذاہب اربعہ میں چاروں طریقے ثابت ہیں۔ جیسے نقشبندیوں کے لئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور تفسیر روح المعانی کی عبارت سے ثابت ہوا اور بعد میں بھی شاہ نقشبند کا وجد اور حال اور بعض واقعات، مقامات مظہریہ اور مکاتب شاہ غلام دہلوی کے حوالے سے لکھیں گے۔ انشاءاللہ۔

اور قادریوں کیلئے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا۔ اور چشتیوں کیلئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مبارک ہے۔ جیسے: (شعر)

آنجا کہ زاہدان بہزار اربعین رسند — مست شراب عشق بہ یک آہ میرسند

ترجمہ: جہاں زاہد ہزار چلوں سے پہنچتے ہیں شراب عشق کے مست اک آہ میں پہنچتے ہیں

سلسلۂ سہروردیہ کے بزرگوں کیلئے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت ساری عبارتوں اورعوارف المعارف سے ثابت ہوا۔

اسی طرح مجموعۃ الفتاوی:ص:۳۵۵: وجد اور تواجد اور رقص اور تصفیق (تالیاں بجانے) کے حق میں لکھا ہے۔

"التواجد والاهتزاز والرقص والتصفيق وامثال ذلك ان صدرت من الذاكر فی حالة الطرب والخروج عن حيز الاختيار وغلبة الشوق اخرجته عن حيز الخيرة فهو فی ذلك معذور وغير ملام"

ترجمہ: تواجد مستی اور رقص اور تصفیق (تالیاں بجانا) اور اس جیسے دیگر امور اگر ذکر کرنے والے کو روحانی حالت میں اور مستی میں اختیار سے باہر اور شوق کے غلبے ذاکر کو اختیار سے صادر ہوجائے تو ذاکر اس میں معذور ہے۔ اسے ملامت نہیں کرنا چاہئے۔

اسی طرح حضرت سیدنا شاہ غلام علی دہلوی مجددی قدس سرہ نے بار بار وجد اور تواجد اور اثبات کا ذکر کیا ہے: مولانا خالد نقشبندی کے سارے مریدوں نے وجد اور حال اور جذبات میں بہت تائید کی ہے۔ منکرین کے بارے میں کفر کا خطرہ سمجھا۔ نقشبندیوں، چشتیوں، قادریوں، سہروردیوں اور مجددیوں کی معرفت کی نشانی یہی بیان کی ہے کہ ان میں جذب ہوتا ہے یہاں ہم نمونہ کے طور پر چند عبارتیں تحریر کرتے ہیں۔

کہ "مجمع فضائل ظاہر و باطن مولنا خالد سلمہم اللہ تعالیٰ بہ اشارت غیبی در ہند در شاہ جہان آباد نزد احقر لاشی رسیدہ در طریقہ نقشبندیہ مجددیہ مصافحۂ بیعت نمودہ باذکار و اشغال و مراقبات درخلوتی پرداختند بعنایت الٰہی سبحانہ بواسطہ مشائخ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایشان را

حضور وجمعیت وبیخودی وجذبات وارادات وکیفیات وحالات وانوار حاصل شد ومناسبتی به نسبت قلبی نقشبندیہ دست داد باز توجہات بر لطائف عالم امر ولطائف عالم خلق ایشان کردہ شد وباین توجہات نمی از دریاہائے نسبتہائے حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہرہ یافتہ وباین حالات ومقامات اجازت وخلافت در تلقین وارشاد طالبان ایشان را دادہ شد فالحمد للہ دست ایشان دست من ودیدن ایشان دیدن من ودوستی ایشان دوستی من وانکار وعداوت ایشان بمن میرسد ومقبول ایشان مقبول پیران کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم من ۔۔۔ الخ۔

وفیض از آن حضرت ﷺ بردلہائی اولیآء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم وارد شد بیتابیہا واضطرات وولولہ ونعرہ راباعث گشت نعرہ ھائے حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ از عجائب احوال صوفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گفتہ اند در صحبت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ومرزا مراد بیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ورحم اشرف این ہر دو ازین فقیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استفادہ داشتند نعرہ وآہ وبی تابی ھا بسیار حاصل میباشد۔ در خاندان میر ابو علی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آہ ونالہ بسیار است اگر در اصحاب شیخ خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ این امور ظاہر شد ہنر وخوبی مولانا خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ است نہ جائے طعن ناواقفان ۔ الخ۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طریقہ چشتیہ وقادریہ وسہروردیہ از والد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود وکبرویہ از مولانا یعقوب سرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گرفتہ۔ استفادہ نقشبندیہ از حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نمودند ودر اندک زمانہ باسرار وانوار وحالات وکیفیات وجذبات وواردات کثیرہ رسیدند۔

ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گفتہ کہ ایشان مجدد این الف اند امام المحدثین شاہ ولی اللہ در مکہ شریفہ رسالہ کہ در رد روافض حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوشتہ اند آنرا بلفظ عربی

از فارسی ترجمہ کردہ اندور آنجا نوشتہ اند۔(بلغ امره الی ان لا یحبه الا مؤمن تقی ولا یبغضه الا منافق شقی: مکاتیب شریفه: مکتوب: ۱۰۹ :ص:۲۲۵ تا ۲۲۷)

اسی طرح مکتوب:۸۷:ص:۸۲: میں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں لکھتے ہیں کہ:

"اصحاب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در چند روز از غلبۂ حالات فرق در نمکین وشیرین نمی کردند یک بار بر کنیزی توجہ نمودند سرشار و بے خود گردید بخانہ رفت مالک اش بدیدن او بیہوش افتاد، زنی ہمسایا آمد بدیدن مالک اش مغلوب غلبات وسکر گردید"

سکۂ کہ بہ یثرب وبطحازدند — نوبت آخر بہ بخارا زدند

از خط ان سکۂ نشد بہرمند — جز دل بے نقش شانقشبند

این گوہر پاک نہ ہر جا بود — معدن او خاک بخارا بود

(مکاتیب شریفہ:مکتوب:۸۷:ص:۲۸: رسالہ سوم)

ترجمہ: ظاہری وباطنی فضائل کے جامع مولانا خالد غیبی اشارہ کے ساتھ ہندوستان میں شاہ جہان آباد میں فقیر کے پاس پہنچا۔ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں مصافحہ کے ساتھ بیعت کی اور خلوت میں مشغول ہوئے اللہ کی مہربانی اور مشائخ کرام کے واسطہ سے اس مبارک کو حضور کی جمعیت جذبات واردات کیفیات حالات انوار حاصل ہوئے۔ نسبت قلبی نقشبندی کے ساتھ مناسبت پیدا ہوئی اس مبارک کو عالم امر اور عالم خلق کے لطائف پر میں نے توجہ کی تو ان ہی توجہات کی وجہ سے نمی یا تری اس دریا سے جو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہرہ ور تھے وہ حضرت خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں آئی۔ تو ان حالات میں ان مقامات کی وجہ سے خلافت اور اجازت دے دی اور مریدوں کو تلقین دینے لگے۔

اس کے بعد شاہ غلام علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: اس کا ہاتھ، میرا ہاتھ۔ اس کا دیکھنا، میرا دیکھنا۔ اس کی دوستی، میری دوستی۔ اس کی دشمنی، میری دشمنی ہے۔ خالد بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جو مقبول ہے وہ میرے بڑے پیروں کا مقبول ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ فیض رسول اکرم ﷺ سے بزرگوں کے دلوں پر وارد ہوتا ہے۔ بے تابیاں اور اضطراب، ولولہ اور نعرہ کا سبب بنتا ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نعرے اور عجیب اقوال اولیاء کرام نے شمار کیے ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کی صحبت میں میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرزا مراد بیگ اور رحم اشرف کو یہ نعرہ اور آہ کرنا اور بہت ساری بے تابی حاصل تھی اور بعد میں دونوں نے فقیر سے استفادہ کیا۔ اور میر ابوعلی نقشبندی کے خاندان میں آہ فریاد اور چیخیں مارنا بہت زیادہ تھا۔ اگر مولانا خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں اس طرح کے امور ظاہر ہوتے ہیں تو یہ مولانا خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کمال و ہنر ہے یہ طعن و تشنیع کی جگہ نہیں بیوقوفوں کے لئے۔

اس کے بعد اسی مکتوب میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طریقہ چشتیہ قادریہ اور سہروردیہ اپنے والد بزرگوار سے اور طریقہ کرویا مولانا یعقوب صوفی سے لیا اور طریقہ نقشبندیہ سے استفادہ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا تو انہوں نے بہت کم وقت میں اسرار، انوار حالات، کیفیات، جزبات اور بہت سارے واردات پر مشرف ہوا۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ یہ مبارک ایک ہزار سال تک مجدد ہیں۔ امام المحدثین شاہ ولی اللہ نے مکہ مکرمہ میں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ اہل سنت کی تائید اور شیعہ کے تردید میں فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا اور اس میں یہ بات لکھی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان ولایت مقبولیت اس حد تک پہنچی ہے کہ ان سے محبت نہیں

کرتے مگر تقویٰ دار مؤمن ان سے بغض نہیں رکھتے مگر منافق بدبخت۔

اسی طرح مکتوب: ۸۷: ص: ۸۲: پر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں کئی کئی دن حالات کے غلبہ کیوجہ سے ایسا ہوتا کہ میٹھے اور نمکین کے ذائقہ میں بھی فرق نہیں کر سکتے تھے۔ ایک دن ایک کنیز کو توجہ کی تو وہ وجد میں آ گئی اور بے ہوش ہو کر گر گئی۔ پھر وہ کنیز اپنے گھر چلی گئی۔ مالک نے اسے دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اتنے میں ایک پڑوسی عورت آ گئی اور مالک کو دیکھ کر مغلوب الحال، سکر اور جذب کی کیفیت میں مبتلا ہو کر گر پڑی۔

سکہ کہ بہ یثرب وبطحا زدند — نوبت آخر بہ بخارا زدند
از خط ان سکہ نشد بہرمند — جز دل بے نقش شاہ نقشبند
این گوہرِ پاک نہ ہر جا بود — معدن او خاک بخارا بود

(مکاتیب شریف: مکتوب: ص: ۸۷: ۲۸: رسالہ سوم)

ترجمہ: جو سکہ مدینہ منورہ میں لگتا وہی سکہ آخر میں بخارا میں لگایا جانے لگا اس سکے سے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا سوائے اس کے کہ جو حضرت شاہ نقشبند مبارک کے بے نقش دل کے یہ پاک موتی ہر جگہ نہیں ہے۔ اسکا خزانہ بخارا کی مٹی ہے۔

اسی طرح آگے اسی کتاب میں مکتوب نمبر ۱۰۰ سے ۱۱۰ تک اور پھر ۱۳۹ تک رقمطراز ہیں فرماتے ہیں:

"واین مراقبہ ولایت صغری میکند کہ دائرۂ ثانی است واینجا سیر تجلیات افعال الٰہیہ وظلال اسماء وصفات است۔ در اینجا توحید وجودی وذوق وشوق وآہ ونالہ واستغراق وبیخودی ودوامِ حضور وتوجد وغیرہ حاصل می شود"

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ یہ مراقبہ صغریٰ میں ہوتا ہے جو دائرہ ثانی ہے۔ اس مقام میں افعال الٰہیہ اور ظلال اور اسماء وصفات کے تجلیات کی سیر ہے۔ اس مقام پر توحید وجودی، ذوق وشوق اور استغراق اور بے ہوشی اور ہمیشہ حضوری احوال حاصل ہوتا ہے۔

اسی کتاب کے مکتوب ۱۰۲ میں فرماتے ہیں۔

''الحمدللہ سعی نماید کہ جمعیت وتوجہ وحضور وجذبات وواردات در دلہا پیدا آید''۔

ترجمہ: الحمدللہ کوشش کرو کہ معیت توجہ، حضوری قلب، جذبات، ارادات دل میں پیدا ہو جائے

اسی طرح مکتوب ۱۰۴ میں فرماتے ہیں :

''در ترقی طالبان سعی نماید، ہرگاہ حضور وجمعیت وتوجہ وجذبات وواردات را در لطائف عالم امر دریابہ توجہ بلطیفہ نفس نماید۔ پس بلطائف عالم خلق''

(مکتوب شریف: مکتوب: ۱۰۴)

مریدوں کی ترقی میں کوشش کرو۔ جب عالم امر کے لطائف میں حضوری، جمعیت، توجہ، واردات اور جذبات پالو تو لطیفہ نفس پر توجہ کرو اور باقی لطائف عالم خلق (عناصر اربعہ) پر توجہ کرو۔

اسی طرح مکاتب شریفہ میں مکتوب: نمبر: ۵۸: ص: ۷۵: میں فرماتے ہیں:

''اگر چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ است از صحبت او ذوق وشوق وگرمی و بی تابی دل وترک وتجرید حاصل گردد واگر قادری است صفائی قلب ومناسبت بہ عالم ارواح وملائکہ علیہم السلام واز گشت وآئندہ علمی نقد او شود (بطریق الالہام والاعطاء والکشف) واگر نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ است حضور وجمعیت ونسبت یادداشت وبے خودی وجذبات وواردات دست دہد واگر مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ است آنچہ در لطائف فوقانیہ (یعنی خمسہ عالم امر وعالم خلق)

کیفیات وصفاء ولطائف نسبت باطن وانوار واسرار کہ درطریقہ مجددیہ مقرر است پیدا شود واگر درصحبت او این احوال ظہور نکند توان گفت۔ شعر:

صحبت نیکان ز جہان دور شد　　خانۂ عسل خانۂ زنبور شد

(مکاتیب شریفہ: مکتوب: ۵۸: ص: ۷۵)

ترجمہ: اگر کوئی شخص چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے تو اس کے لئے ذوق شوق ترک دنیا، گرمی باطن بے تابی دل، اور تجرید حاصل ہوتی ہے اور اگر ایک آدمی قادری سلسلے میں ہے تو اس کی صحبت سے دل کی صفائی اور عالم ارواح سے مناسبت اور فرشتوں سے مناسبت اور ماضی اور مستقبل کے حالات کا علمی کشفی طریقے اور الہام کی عطاء سے نقد حاصل ہوتا ہے اگر ایک آدمی نقشبندی سلسلے میں ہے تو اس کی صحبت سے حضوری جمعیت، نسبت، یادداشت اور بے خودی اور جذبات اور واردات حاصل ہوتے ہیں اور اگر ایک آدمی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے تو اس کے صحبت سے کیفیات، صفائی باطن اور باریکیاں اور نسبت باطنی، انوار اور اسرار جو طریقہ مجددی میں مقرر ہیں۔ وہ لطائف عالم امر اور عالم خلق کے ذریعہ پیدا ہوتی ہے اور اس کی صحبت میں اس قسم کے احوال پیدا ہوتے ہیں۔ شعر:

نیکوں کی صحبت دنیا سے چلی گئی　　شہد کی مکھیوں کا گھر عام مکھیوں کا گھر بن گیا

(مکاتب شریف مکتوب: ۵۸: ص: ۷۵)

اسی طرح (بھجۃ النفوس) میں، ایک بار حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر وجد اور حال کا ایسا غلبہ ہوا کہ سات دن تک اپنے گھر سے نہیں نکلے اس دوران نہ کچھ کھاتے اور نہ پیتے تھے اور نہ ہی سوتے تھے اور ان کی پیر صاحب کو خبر ہوئی تو پیر صاحب مبارک نے فرمایا کہ اس کی نماز محفوظ ہے یا نہیں؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ پانچوں نمازیں جماعت کے

ساتھ پڑھتا ہے تو پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: الحمد لله الذی لم یجعل للشیطان علیه سبیلا)

ترجمہ: تمام تعریفیں صرف اسی اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اس پر شیطان کا راستہ نہ بننے دیا۔ تو اس واقعہ سے بھی وجد اور حال پر استدلال ہوتا ہے۔ (استدلالا باحوال الاکابر رحمة الله تعالیٰ علیهم)

اسی طرح امام زنادقہ ملحد کبیر ابن تیمیہ خارجی بھی وجد اور حال کے مسئلے سے انکار نہ کر سکا اس لئے کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے اور تسلیم شدہ اور متواتر ہے اس لئے اس ملحد نے بھی مجبورًا اس مسئلے کا اثبات کیا ہے۔ علماء اہل سنت کے اتنے اقوال کے باوجود اس کے اقوال لکھنے کی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ اس ملحد کے تابعدار لوگوں کے لئے حجت بن جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ وجد اور حال کا مسئلہ ایسا اجماعی اور اظہر من الشمس ہے کہ ابن تیمیہ جیسے ملحد کبیر کو بھی اس سے کوئی انکار کا موقع ہاتھ نہ آیا۔ اگر چہ بہت سارے ضروریات دینیہ اور متواترۂ اجماعیہ سے اس ملحد کبیر نے علی الاعلان انکار کیا ہے۔ اس کے فتویٰ اور رسائل اس سے بھرے ہوئے ہیں۔

علامہ مجتہد اُلحم تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ کوثری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بہت سارے علماء دین اہل سنت و جماعت نے اس کے عقائد کفریہ کا تفصیل کے ساتھ آپریشن کیا ہے۔ اس کی خارجیت اور رافضیت اکٹھے ثابت کئے ہیں۔ تفصیل کے لئے مخزن الحقائق سے رجوع کریں۔

لیکن اس کے باوجود بھی اس ملحد کبیر نے وجد و حال کو مضبوط طریقے سے ثابت کیا ہے۔ اپنے فتویٰ (مجموعة الفتاویٰ ابن تیمیه کی: ج: ۱: ص: ۱۸۶: میں طرح لکھا ہے)

''وما يحصل عند السماع والذكر المشروع من وجل القلب ودمع العين واقشعرار الجسد فهذا افضل الاحوال التى نطق بها الكتاب والسنة. واما الاضطراب الشديد والغشى والموت والصيحات فهذا ان كان صاحبه مغلوبا عليه لم يلم عليه كما قد كان يكون فى التابعين ومن بعدهم فان منشاه قوة الوارد على القلب مع ضعف القلب والقوة والتمكن افضل كما هو النبى ﷺ والصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم''

ترجمہ: ''وہ کچھ جو حاصل ہوتا ہے سماع اور ذکر مشروع کے وقت دل کا خوف اور آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا اور بدن کا لرزنا۔ یہ سب کے سب اچھے احوال ہیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ اس پر ناطق ہے۔ جو کچھ شدید اضطراب اور بے ہوشی اور وفات پا جانا اور چیخیں مارنا مغلوب الحال ہو تو اس پر کوئی ملامت نہیں جیسے تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اس کے بعد اولیاء اللہ کے احوال تھے۔ اس لئے اس کا منشاء وہ قوت واردہ ہے جو ان کے دل پر وارد ہوتی ہے۔ حالانکہ ان کا دل ضعیف اور کمزور ہوتا ہے۔ تمکن جو تلوین کے بعد حاصل ہوتی ہے یہ افضل ہے جو اکثر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تمکین کا حال تھا۔''

تنبیہ: کبھی کبھی یہ اضطراب اور غشی کا ثبوت پہلے صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے احوال میں حدیث گزر چکی ہے اس کے علاوہ بہت سی عبارات وجد اور تواجد کے اثبات کے لئے حقیقی پابند شریعت اہل تصوف کے لئے ہیں لیکن اس ذکر شدہ عبارات پر مسئلہ پورہ پورہ واضح اور ثابت ہوا۔ اب خصوصیت کے ساتھ تواجد کے اثبات کیلئے چند عبارات کو ملاحظہ کیجئے۔ اس لئے کہ بعض لوگ وجد مانتے ہیں مگر تواجد سے انکار کرتے ہیں۔ تواجد علی الاطلاق نہیں مانتے تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تواجد بنیت حسنہ جائز بلکہ مطلوب شرعی ہے۔ (فاقول و باللہ التوفیق)

تواجد محمودہ کے اثبات میں علماء حق کے اقوال

یہ بات جان لینی چاہیئے کہ تواجد کے ثبوت کی کچھ وضاحت پہلے کی جا چکی ہے۔ یہاں مزید وضاحت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ تواجد باب تفاعل سے ہے۔ اس کی معنی ہے تکلفاً وجد کو ظاہر کرنا۔ امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں:

"التواجد استدعآء الوجد بضرب الاختیار ولیس لصاحبه کمال الوجد"

ترجمہ: تواجد وجد کے دعویٰ کا نام ہے اور اپنے اختیار کے ساتھ حالانکہ تواجد کرنے والے کو کمال وجد حاصل نہ ہو۔ تواجد اس نیت سے ہو کہ اہل وجد کے ساتھ مشابہت ہو جائے۔ تو یہ جائز بلکہ مطلوب شرعی بھی ہے۔

حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقة الندیه : ج : ۲ : ص: ۵۲۵ : پر تحریر فرماتے ہیں۔

"ولاشک ان التواجد وهی تکلف الوجد واظهاره من غیر ان یکون له وجد حقیقة، فیه تشبه باهل الوجد الحقیقی وهو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم "(رواه الطبرانی فی الاوسط عن حذیفة بن الیمان رضی الله تعالیٰ عنه)

ترجمہ: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تواجد تکلفاً وجد ظاہر کرنے کو کہتے ہیں۔ حالانکہ اسے حقیقی وجد حاصل نہ ہو تو اس میں حقیقی اہل وجد کے ساتھ مشابہت ہو تو یہ جائز بلکہ مطلوب شرعی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ ان میں سے ہوگا۔ اسی

طرح شیخ اجل شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (عوارف المعارف : ص: ۱۱۳ : باب: ۲۳) میں فرماتے ہیں:

"سئل بعض العارفين عن التكلف في السماع فقال على ضربين تكلف في المستمع لطلب جاه او منفعة دنيوية وذلك تلبيس وخيانة وتكلف فيه طلب الحقيقة كمن يطلب الوجد بالتواجد وهو بمنزلة التباكى المندوب اليه"

ترجمہ: بعض عارفین سے سوال کیا گیا سماع میں تکلف کے معاملے میں انہوں نے جواب دیا کہ ان کی دو قسمیں ہیں: سماع پڑھنے والا اور سماع سننے والا جو عزت اور نفع دنیوی تلاش کرنے کیلئے ہو تو یہ دھوکہ اور خیانت ہے اور دوسری قسم وہ تکلف ہے کہ اس شخص میں ہو جو حقیقت کی طلب میں ہو جیسے ایک شخص تواجد کے ذریعے وجد طلب کرتا ہے جیسا تکلفاً ہوتا ہے یہ اچھا اور مطلوب شرعی ہے۔ اسی طرح عین العلم: ص: ۴۰۵: پر تحریر ہے۔

"والتواجد مذموم للرياء لا لقصد الوصول الى الحقيقة"

ترجمہ: تواجد برا ہے اگر دکھاوے یا ریا کاری کے لئے ہو حقیقت تک پہنچنے کے لئے تواجد برا نہیں ہے اسی طرح حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۶: پر لکھتے ہیں:

"التواجد المتكلف فمنه مذموم وهو الذى يقصد به الرياء واظهار الاحوال الشريفة مع الافلاس عنها ومنه ما هو محمود وهو التوصل الى استدعاء الاحوال الشريفة واكتسابها واجتلابها بالحيلة فان للكسب مدخلا فى جلب الاحوال الشريفة ولذلك امر رسول الله ﷺ من لم

یحضره البکاء فی قرآءة القرآن ان یتباکی ویتحازن فان ھذہ الاحوال تتکلف مبادیھا ثم تحقق او اخرھا"

ترجمہ: تکلفاً وجد ظاہر کرنا، بعض اوقات مذموم ہے مثلاً اس کا مقصود ریا کاری ہو اور اس کا مقصد احوال شریفہ کا ظاہر کرنا ہو حالانکہ وہ شخص احوال شریفہ سے عاری ہو اور بعض تکلف اچھے ہیں، نیک ہیں جو کہ تکلفاً کرتا ہے۔ احوال شریفہ حاصل کرنے کیلئے حیلہ اور تدبیر کے ذریعے اسکو ذریعہ بناتا ہے اور اچھی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ کسب ہے کہ احوال شریفہ اسے حاصل ہو جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن پاک پڑھتے وقت جس کو رونا نہ آئے اسے چاہیئے کہ تکلفاً اپنے آپ کو غمزدہ ظاہر کرے۔ اس لئے یہ احوال شریفہ ابتداء میں تکلفاً کئے جاتے ہیں اور بعد میں حقیقتاً حاصل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح امام ابو القاسم عبد الکریم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ قشیرہ میں فرماتے ہیں:

"فقوم قالوا التواجد غیر مسلم لصاحبه لما یتضمن من التکلف ویبعد عن التحقیق. وقوم قالوا انه مسلم للفقراء المجردین الذین ترصدوا لوجد ان ھذہ المعانی. واصله خبر رسول الله ﷺ ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا" (رواہ ابن ماجه)

ترجمہ: بعض علماء نے فرمایا کہ تواجد مسلّم نہیں ہے اس لئے کہ اس میں تکلف ہے اور اس میں تحقیق نہیں ہے، تحقیق سے دور ہے اور بعض دوسرے علماء نے فرمایا کہ تواجد حقیقی فقیروں کے لئے مسلّم ہے جو کہ باطنی معنی حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرتے ہیں اور اس کی اصل اور دلیل حضور اکرم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ تم رویا کرو اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والی صورت اختیار کرو۔

اسی طرح علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقۃ الندیہ: ج:۲: ص:۲۰۸: پر فرماتے ہیں:

"ان التواجد بتکلف الوجد فی نفسه من غیر حقیقة الوجد لا باس به من قبیل التشبه بالصلحین محبة فیهم ورغبة فی التزی بزیهم وتکلف الاخلاق باخلاقهم"

ترجمہ: یقیناً تواجد تکلف کے ساتھ وجد جبکہ وجد حقیقی نہ ہو، اس میں گناہ نہیں ہے اس لئے کہ یہ نیک لوگوں کے ساتھ مشابہت ہے اور نیک لوگوں کی محبت کیوجہ سے ان کے اطوار اختیار کرتے ہیں اور تکلفاً ان کے اخلاق اختیار کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ مطلوب ہے۔

اسی طرح سیدنا امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوب نمبر:۲۶: ج: اول میں فرماتے ہیں

"ومن وقع سیره فی الاسماء بالتفصیل حبس فی الصفات والاعتبارات ولم یزل منه الشوق والطلب ولم یفارق عنه الوجد والتواجد"

ترجمہ: جس شخص کے سیر اسماء وصفات میں تفصیل کے ساتھ واقع ہو تو وہ صفات اور اعتبارات میں محبوس ہو جاتا ہے اور ہمیشہ شوق اور طلب میں ہوتا ہے تو اس سے وجد اور تواجد نہیں ہوتا اور مکتوب نمبر:۳۰۲: ج: اول میں فرماتے ہیں:

"وجد وتواجد ورقص ورقاصی ہمہ در مقام ظلال است"

ترجمہ: وجد وتواجد ورقص یہ سب مقام ظلال میں آتا ہے۔

اسی طرح علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقۃ الندیہ: ج:۲: ص:۵۲۳: پر فرماتے ہیں۔

"واما الوجد والتواجد الذی تعلمه الفقراء الصادقون. فنور

وهداية وعناية واثر توفيق من الله وحالة شريفة وحالة اولياء الله تعالیٰ (ملخصًا)"

ترجمہ: جو وجد اور تواجد صادق فقیر تعلیم دیتے ہیں تو وہ نور اور ہدایت اور مہربانی ہے اور اثر ہے توفیق الٰہی سے یہ اولیاء اللہ کی حالت ہے۔

اسی طرح سید الطائفہ سید جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا:

"ان قوما یتواجدون ویتمایلون"

ترجمہ: (بے شک بعض لوگ ایسے ہیں جو تواجد کرتے ہیں اور ہلتے جلتے ہیں) تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"دعوهم مع الله تعالیٰ یفرحون" "انہیں چھوڑ دو وہ اللہ کے ساتھ فرحت محسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتویٰ ردالمحتار: ج: نمبر: ۳: ص: ۳۳۷: پر (قبیل باب البغات) میں فرماتے ہیں: شعر:

ما فی التواجد ان حققت من حرج ولا التمایل ان اخلصت من باس

ترجمہ: تواجد محمودہ میں کوئی گناہ نہیں ہلنا جلنا بھی جرم نہیں جس میں ریاکاری نہ ہو۔ پوری عبارت پہلے بیان کی جا چکی ہے۔

اسی طرح امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الحاوی للفتاویٰ: ج: نمبر: ۲: ص: ۲۲۴: مجالس ذکر میں قیام اختیاری اور غیر اختیاری دونوں کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"لا انکار علیه فی ذلک واصحاب الحال مغلوب والمنکر محروم ما ذاق لذة التواجد"

ترجمہ: دونوں قسم کے قیام پر کوئی انکار نہیں ہے صاحب حال مغلوب ہے اور منکر محروم ہے اور تواجد کا مزہ اس نے نہیں چکھا۔ پوری عبارت پہلے بیان کی جا چکی ہے۔

الغرض اچھی نیت کے ساتھ تواجد باتفاق جائز ہے۔ علامہ پیر علی پیر کلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طریقہ محمدیہ میں تحریر کیا ہے:

''من الافتراء علی اللّٰہ التواجد''

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر افتراء کے جملے سے تواجد بھی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تواجد کرنے والا کسی ذاتی غرض، ریاکاری، طلب دنیوی، طلب عزت اور منفعت ہو تو یہ تواجد ممنوع ہے۔

اسی طرح تمام عبارات جو تواجد کے بارے میں تحریر کی گئیں ہیں ان سب کا مقصد ریاکاری کے ساتھ تواجد کی مذمت ہے اور اگر تواجد ریاکاری سے پاک ہو تو عین مطلوب شرعی ہے

اسی طرح فضیلت الذاکرین فی جواب المنکرین ۔(شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مفتی محمد غلام فرید ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: ص: ۲۱) میں فرماتے ہیں۔

سوال نمبر۱: وجد اور تواجد کی حقیقت کیا ہے، کیا یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: وجد عموماً بعض ذی روح چیزوں خصوصاً اہلِ ایمان میں سے ایسے حضرات کو ہوتا ہے جو تلاوتِ قرآن یا نعتِ رسول ﷺ یا ذکر باری تعالیٰ یا بزرگانِ دین کی تعریف وتوصیف سنتے ہیں تو ان پر کسی خاص کیفیت کا ورود ہوتا ہے۔ یا انوار وتجلیات کا ورود ہوتا ہے۔ تو ایسی صورت میں وہ اپنے اوپر قابو اور کنٹرول نہیں کر پاتے جس وجہ سے ان کے جسم پر اضطراب وحرکت پیدا ہو جاتی ہے جس کی بناء پر کبھی ادھر کبھی آگے کبھی پیچھے جھکتے ہیں اور گر پڑتے ہیں۔ اور کبھی کبھار بے ہوش بھی ہو جاتے ہیں۔ تو ایسی حرکات کو وجد حقیقی کہا جاتا ہے اور اس کا محمود

وحسن ہونا قرآنی آیات واحادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔

(۱): "اللّٰہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللّٰہ" (پارہ:۲۳:ع: ۱۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایسی اچھی کتاب نازل فرمائی ہے۔ جس کی آیتیں باہم ملتی جلتی ہیں بار بار دھرائی جاتی ہیں۔ جس سے اپنے رب سے ڈرنے والوں کے دل کانپنے لگتے ہیں۔ (یعنی حرکت کرتے ہیں) پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو جاتے ہیں اور اللہ کے ذکر میں لگ جاتے ہیں۔ یعنی ان کے جسم وابدان حرکت کرنے اور مضطرب ہونے لگتے ہیں حتیٰ کہ ذکر خداوندی میں سرشار ہو کر ذاکر بن جاتے ہیں۔ یہاں اس نص قطعی الثبوت کی دلالت بھی اقشعرار بدن اور دلوں کے نرم ہونے پر قطعی ہے گویا وجد کی کیفیت کا ثبوت ایسی نص سے واضح ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت بھی ہے۔ اور پھر نفس وجد کا انکار اس آیت مذکورہ کا انکار ہے جو کفر خالص ہے۔ جیسا کہ اس کی تفسیر میں صاحب مدارک اور صاحب جلالین اور صاحب تفسیر مظہری وغیرہ نے لکھا ہے۔

(۲): "فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا وخر موسیٰ صعقا" (پارہ:۹:ع:۷)

ترجمہ: جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اس نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ملاحظہ ہو تفسیر مظہری۔

یہاں صفاتی تجلی نے موسیٰ علیہ السلام کو بے ہوش اور پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے تو پھر ذاتی انوار وتجلیات کا کیا عالم ہوگا۔

(۳): "واختار موسیٰ قومه سبعین رجلا لمیقاتنا فلما اخذتھم الرجفة"

(پارہ:۹:ع:۹)

ترجمہ: اور چنے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر آدمی ہماری ملاقات کے لئے پھر جب ان کو پکڑ لیا رجفہ نے۔ یہاں پر صاحب روح المعانی کا استدلال قابلِ غور ہے۔

(۴): "فلما راینه اکبرنه وقطعن ایدیهن" (پارہ:۱۲:ع:۱۴)

ترجمہ: جب مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اسے دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ یہاں صرف جمال یوسفی کے مشاہدہ سے زنانِ مصر ایسی بے ہوش ہوئیں کہ انگلیاں کاٹ لیں یہ وجد ہی کی کیفیت ہے جو جمالِ خداوندی یا جمالِ مصطفوی کے مشاہدہ سے اس کا طاری ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوتا ہے۔ مطالعہ کیلئے روح البیان زیادہ مفید ہے

(۵): "انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللّٰه وجلت قلوبهم" (پارہ:۹:ع:۱۵)

ترجمہ: بے شک ایمان والوں کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں یعنی دلوں پر اضطراب کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ الغرض ان پانچ عدد آیاتِ قرآنیہ سے اہلِ ایمان خصوصاً اہلِ سلوک، اہلِ ذوق و عشاق کے وجد حقیقی کا ثبوت بالکل واضح ہے اس کا انکار قرآن کا انکار ہے۔

حدیث اول:

حدیث پاک سے ثابت ہے کہ بعض صحابۂ کرام کی زبان سے قرآن کریم کی تلاوت سن کر گھوڑا ناچتا ہے جیسا کہ یہ حدیث شریف مشکوٰۃ شریف ص:۱۸۴: پر موجود ہے اگر قرآن سن کر گھوڑے جیسے جانور پر وجد طاری ہو سکتا ہے تو انسان پر ایسی کیفیات کا ورود کیونکر نہیں ہو سکتا۔

رہا معاملہ تواجد کا۔ تو تواجد کے معنی ہیں از خود وجد والی صورت اختیار کرنا۔ یعنی یہ وہ

صورت ہے کہ جس میں حقیقی وجد نہیں ہوتا بلکہ حقیقی وجد والوں کی نقل اتارنا مراد ہے۔ جس طرح حقیقی وجد والا آدمی حرکات وسکنات کرتا ہے گرتا ہے، اچھلتا ہے تڑپتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو اسی طرح وہ آدمی جو تواجد کرتا ہے یعنی نقل اتارتا ہے وہ بھی ویسے ہی حرکات وسکنات کرتا ہے تو اس کو تواجد کہتے ہیں جو کہ منع نہیں بلکہ جائز ہے اور احسن عمل ہے۔

حدیث پاک میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "من تشبہ بقوم فھو منھم" جو شخص کسی قوم سے اپنی مشابہت کرے گا وہ انہیں میں سے ہوگا۔ اور یاد رہے کہ تواجد کے جواز پر صرف ہم نے ہی استدلال نہیں کیا بلکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ تواجد پر یوں ہے۔ کہ ذاکر خواہ ذکر کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے اور یہ کھڑا ہونا اختیاری ہو یا غیر اختیاری ہو ہر حال میں جائز ہے بلکہ جواب میں فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں پر نہ انکار جائز ہے اور نہ ہی ان کو منع کرنا جائز ہے اور یہی جواب دیا ہے۔

علامہ بلقینی اور علامہ برہان الدین انباسی فرماتے ہیں کہ صاحب حال مغلوب ہے اور اس کا منکر محروم ہے اس لئے کہ اس نے تواجد کی لذت نہیں دیکھی اور عشق حقیقی کا جو مشروب ہے وہ منکر کو نصیب نہیں ہوتا۔ شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام سے بھی یہی کچھ منقول ہے بلکہ مجلس ذکر میں کھڑے ہونے اور رقص کرنے والوں میں یہ شیخ الاسلام بھی شامل ہیں اور کھڑے ہو کر ذکر کرنا اور گھومنے وغیرہ کا ثبوت بھی الحاوی الفتاویٰ: ص:۲۲۴: ج:۲: میں موجود ہے۔ اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا: مجموعۃ الرسائل: ج:۱: ص:۱۷۳: اور فتاویٰ شامی: ج:۳: ص:۳۰۷: میں وجد مع تواجد اور رقص وغیرہ کا ثبوت ملتا ہے۔

حدیث دوم:

فتاویٰ الحاوی: ج:۲: ص:۲۲۴: میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"وان انضم الی هٰذا القیام رقص او نحوه فلا انکار علیهم لان ذٰلک من لذة الشهود والمواجد وقد ورد فی الحدیث رقص جعفر بن ابی طالب بین یدی النبی ﷺ لما قال له شبهت خلقی وخلقی وذلک من لذة منه الخطاب ولم ینکر ذلک علیه النبی ﷺ فکان هٰذا اصلا فی رقص الصوفیة۔الخ"

ترجمہ: اور اگر اس قیام وغیرہ کے ساتھ رقص وغیرہ کو ملایا جائے تو بھی صوفیاء پر انکار جائز نہیں کیونکہ یہ شہود اور مواجید (وجد کی جمع) کی لزت کی وجہ سے ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ جناب جعفر بن ابی طالب کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے اخلاق اور خلقت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتے ہو۔تو یہ سن کرانہوں نے حضور ﷺ کے سامنے رقص کیا یعنی ناچنے لگے۔تو آپ نے منع نہ فرمایا۔اور نہ انکار فرمایا۔جو جواز کی دلیل ہے نوٹ یاد رہے کہ اسی حدیث کو صوفیاء کرام کے وجد تواجد اور رقص کی اصل دلیل قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح سید احمد طحطاوی اپنی کتاب حاشیۃ الطحطاوی علی در المختار: ج: چہارم میں ۱۷۶۔۱۷۷: میں اور الحدیقۃ الندیہ شرح طریقۃ المحمدیہ جلد دوم: ص:۵۲۲: میں اور اسی طرح امام شعرانی انوار قدسیہ جلد اول: ص:۳۹: میں فرماتے ہیں۔

نوٹ: یاد رہے کہ اختصار کی خاطر صرف حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے اور بعض عبارات کے مختصر جملے نقل کر دیے گئے ہیں۔جس سے معلوم ہوا کہ وجد و تواجد اور رقص جلیل القدر اولیاء کرام پر طاری ہوتا رہا ہے۔مثلاً ابو بکر شبلی، ابوالحسن نوری، سمنون المحب، ممدون المجنون وغیرہ

مزید براں ایں کہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی مکاتب شریفہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد بہاء الدین شاہ نقشبند کی توجہات سے مریدین پر عجیب وغریب کیفیات طاری ہوتی تھیں۔(حوالہ مکاتب شریفہ۔ص:۷۸:۸۲:)

سوال نمبر۲: حضرت جعفر بن ابی طالب کی حضور ﷺ کے سامنے وجد ورقص کرنے والی روایت کس کتاب میں ہے؟

جواب: الحاوی للفتاویٰ جلد دوم:ص:۲۳۴:سیرت حلبیہ جلد دوم:ص:۲۵۲:کے حاشیہ میں ہے(السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ)اور حدیقۃ الندیۃ جلد دوم:ص:۵۲۴:تفسیر احمدی:ص:۶۰۲:۶۰۳:میں بھی موجود ہے۔علاوہ ازیں ملاحظہ فرمائیں۔تفسیر روح البیان:ص:۲۱۱:(ویخرون للاذقان ویزیدھم خشوعا)کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وجد وجذب ہوا۔ملاحظہ ہو ترمذی شریف:باب الزہد:نیز سورۃ محمد کی تفسیر میں تفسیر روح البیان:ج:۸:ص:۱۴۷:وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔خوف طوالت سے عبارات نہیں لکھیں۔البتہ کسی کو شبہ ہو تو دکھائی جا سکتی ہیں۔

سوال نمبر۳: ابن عابدین علیہ الرحمۃ نے تو رقص یعنی ناچنے کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ ان کی کتابوں سے ثابت ہے۔

جواب: انہوں نے اگرچہ منع کیا ہے لیکن یاد رہے کہ جس رقص کو انہوں نے حرام قرار دیا ہے وہ جھوٹے اور جعلی صوفیاء کا رقص ہے۔ایسا رقص کہ جو شہوات نفسانی میں ہیجان پیدا کرے۔اس کو حرام ومنع فرمایا ہے۔سچے صوفیا کرام جو معرفت خداوندی سے مزاداور واصلین ہیں ان کے وجد ورقص ووجد کو انہوں نے حرام ومنع نہیں فرمایا۔ابن عابدین کے مجموعہ رسائل کا ص:۲:۱۷۲:۱۷۳:شفاء العلیل کا مطالعہ فرمانے سے وہم دور ہو سکتا ہے(ذرا مطالعہ فرمائیں)

سوال نمبر۴: کیا نماز کی حالت میں اپنے جسم کو ہلانا اور حرکت دینا جائز ہے اور کیا صحابہ کرام سے یہ ثابت ہے؟

جواب: کسی کیفیت کے وارد ہونے کی صورت میں جسم کو ہلانا اور جسم کا حرکت کرنا بے شک صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ: ج:۸: ص:۶: امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابو ارا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی جب وہ اپنی دائیں طرف پھرے تو رک گئے جب سورج نیزے کے برابر آیا تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اپنا دست اقدس الٹا کر فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو دیکھا ہے۔ آج میں ان سے کچھ مشابہت نہیں رکھتا۔ وہ خالی ہاتھ بکھرے ہوئے بالوں اور گرد آلود چہروں کے ساتھ صبح کرتے تھے کتاب اللہ کی تلاوت کرتے اپنے قدموں اور پیشانیوں کے درمیانی حصے کو حرکت دیتے جب صبح ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے ایسے حرکت کرتے جیسے ہوا والے دن درخت حرکت کرتا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے، خدا کی قسم انکے کپڑے بھاری ہو جاتے۔

اسی طرح حلیۃ الاولیاء: ص:۷۶: میں بھی مذکور ہے۔

ذکر میں سرشار ہو کر جسم کا حرکت کرنا ایک اچھا عمل ہے اور شرعاً جائز ہے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں صحیح حدیث نقل کی ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حبشی حضور ﷺ کے سامنے رقص کرتے تھے۔ اور اپنی زبان سے یہ کہتے تھے کہ محمد عبد صالح لیکن آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر منع نہیں فرمایا جو اپنی کیفیت کے پیدا ہونے کی صورت میں رقص و وجد کے جواز کی دلیل ہے۔

سوال نمبر۵: نماز کے اندر وجد حقیقی کے بعد جسم کا حرکت کرنا اور منہ سے آوازیں

نکالنا دونوں ہاتھوں سے تالی بجانا، چیخنا، چلانا اور ہاہو وغیرہ کی صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے لہٰذا ایسا کرنا منع و ناجائز ہے بلکہ آداب مسجد کے منافی ہے اور عمل کثیر ہے جو کہ مفسد صلوٰۃ ہے۔

جواب: قارئین سے گزارش ہے کہ اگر نماز کے اندر مزکورہ بالا امور کا پایا جانا انوار و تجلیات اور دیگر ایسی ہی کیفیات کی وجہ سے ہوا۔ جو انسان کو ایسی حرکات پر مجبور کر دیتی ہیں تو اس صورت میں وہ شخص مغلوب الحال ہو جاتا ہے اور مغلوب الحال کی نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور ٹوٹتی ہے نہ ہی وضو۔ اور نہ ہی نماز مکروہ ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ روح نماز کی علامات ہیں بلکہ اصل نماز ہی یہی ہے۔ امی نمازوں میں ایسی کیفیات وارد نہیں ہوتیں۔ یہ کیفیات اصلی نمازوں میں ہی وارد ہوتی ہیں۔ جن لوگوں پر خشوع و خضوع طاری ہوتا ہے تو ان کی کیفیت بدل جاتی ہے۔

نیز سوال نمبر ۴: میں صحابہ کرام کے متعلق جواب ثابت ہو چکا ہے۔

نوٹ: نماز کے اندر وجد کی کیفیت کے جواز اور نماز نہ ٹوٹنے کے متعلق ایک اہم عبارت فقہ حنفی کی معتبر و مستند کتاب ہدایہ شریف سے نقل کی جاتی ہے ملاحظہ ہو اور اس کے علاوہ بھی چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱): ہدایہ: ج:۱: ص:۱۳۵: میں فرماتے ہیں کہ:

”فان ان فیھا او تاوہ او بکی فارتفع بکاؤہ (ای حصل منہ الحروف) فان کان (ای کل ذلک) من ذکر الجنۃ والنار لم یقطعھا لانہ یدل علی زیادۃ الخشوع وان کان من وجع او مصیبۃ قطعھا لان فیھا اظھار الجزع والتاسف فکان من کلام الناس“

ترجمہ: اگر نمازی نے نماز میں آہ یا اوہ کہا یا ایسا رویا کہ آواز بلند ہوگئی یعنی رونے سے حروف بھی حاصل ہو جائیں۔ تو اگر یہ رونا وغیرہ جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہو تو نماز کو

نہیں توڑے گا کیونکہ یہ خشوع وعاجزی کی زیادتی کی وجہ سے ہے اور اگر جسمانی درد یا کسی اور معیبت کی وجہ سے رویا یا آہ اوہ کی تو نماز کو توڑ دے گا۔ کیونکہ اس میں جزع اور افسوس کا اظہار ہے۔ اس لئے یہ لوگوں کے کلام سے ہوگا۔

(۲): اسی طرح فقہ حنفی کی معتبر ترین اور مشہور زمانہ کتاب بحر الرائق میں ہے یعنی جو کچھ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے اس سے بھی زیادہ مفصل طور پر علامہ ابن نجیم نے لکھا ہے اختصار کے پیش نظر عبارت نقل کرنے سے گریز کیا ہے۔ اور حوالہ پر ہی اکتفا کیا ہے۔

نیز ایک بات جو بحر الرائق نے زائد لکھی ہے وہ یہ ہے کہ ''**ولو صرح بهما فقال اللهم انی اسئلک الجنة و اعوذبک من النار لم تفسد صلوٰته**''

ترجمہ: اگر نمازی نماز کی حالت میں صراحۃ مزکورہ بالا جملے کہہ دیتا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ خشوع وعاجزی کی زیادت پر دلالت کرتے ہیں اور خشوع وخضوع کی زیادت کی وجہ سے ہیں۔

(۳): فتاویٰ تاتارخانیہ: ج:۱: ص:۵۷۹: میں ہے کہ ''**ولو ان فی الصلوٰة او تاؤه او بكى فارتفع وفى الخانية فحصل له حروف فان كان من ذكر الجنة او النار فصلواته تامة وان كان من وجع او مصيبة فسدت صلوٰته عند ابى حنيفة ومحمد رحمة الله تعالىٰ عليه**''

یعنی اگر آہ، اوہ کہنا یا بلند آواز نماز میں رونا جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہو تو خواہ حروف بھی حاصل ہو جائیں تو بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک نماز تام وکامل ہے۔ اور اگر درد یا معیبت کی وجہ سے آواز نکلے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ، ۵۷۹)

(۴): اس طرح فتاویٰ عالمگیری: ج:۱: ص:۱۰۰: میں بھی لکھا ہوا ہے۔

(۵): اور اسی طرح فتاویٰ بزازیہ علیٰ ہامش عالمگیر: ج:۱: ص:۱۳۶: پر بھی موجود ہے۔

(۶): "الانین والتاوہ والتافیف والبکاء اذا اشتملت علی حروف مسموعة فانها تبطل الصلوٰۃ الا اذا کانت ناشئة من خشیة اللّٰہ او من مرض بحیث لا یستطیع وھٰذا الحکم متفق علیه بین الحنفیة والحنابلة وبین المالکیة فی مسئلة الخشیة فقه علی مذاهب الاربعة" (ج: ۱: ص: ۳۰۰)

یعنی نماز کی حالت میں نمازی کا آہ اوہ اور اف کہنا اور اس طرح رونا کہ حروف سنے جائیں تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ہاں، اگر یہ رونا آہ، اوہ، یا اف کہنا اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت کی وجہ سے ہو یا کسی ایسی بیماری کیوجہ سے ہو جس پر یہ کنٹرول، قابو نہیں رکھ سکتا۔ تو پھر نماز فاسد نہ ہو گی۔ اور یہ حکم احناف وحنابلہ ومالکیہ کا اتفاقی ہے

(۷) اسی طرح علامہ شیخ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ مراقی الفلاح: ص:۱۷۴: میں فرماتے ہیں کہ:

"الوجد له مراتب وبعضه یسلب الاختیار فلا وجه لمطلق الانکار وفی التاتارخانیة ما یدل علی جوازه للمغلوب الذی حرکاته کحرکات المرتعش. اه"

یعنی وجد کی کئی اقسام ہیں اور بعض اقسام ایسی ہوتی ہیں جو اختیار کو سلب کر دیتی ہیں۔ لہٰذا مطلقاً انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں لکھا ہے کہ مغلوب الحال سالک جس کی حرکات مرتعش کی حرکات جیسی ہوتی ہیں۔ اور غیر اختیاری ہوتی ہیں اس کے لئے نماز کے اندر بھی یہ حالت جائز ہے (اور یہ حالت مفسد صلوٰۃ یعنی نماز کو توڑنے والی نہیں)

(۸): صاحب روح المعانی تفسیر روح المعانی میں تقریباً اسی طرح فرماتے ہیں کہ اس وجد سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا اور نماز بھی باطل نہیں ہوتی۔

(۹): حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ص: ۱۷۸: میں بھی ایسی ہی عبارت موجود ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ اگر خشیت الٰہی کے غلبہ کی وجہ سے آہ یا اوہ یا اف یا تف کہا اور حروف بھی حاصل ہو گئے تو بھی نماز نہیں ٹوٹتی۔

(۱۰): ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں بھی یہی کچھ فرمایا گیا ہے۔ الغرض ان دس عدد حوالہ کتب فقہ اور روح المعانی کے حوالے سے بالکل واضح ہو گیا ہے کہ نمازی کو اگر نماز کی حالت میں وجد ہو جائے اور وہ وجد کی کیفیات میں سرشار ہو جائے اور مغلوب الحال ہو جائے اور منہ سے ھا، ھو، کی آوازیں نکل جائیں یا چیخے چلائے یا مرتعش کی طرح حرکتیں کرے۔ جسم کو ہلائے، ہاتھ کھل جائیں اور تالی کی شکل بن جائے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے۔ فقہاء احناف علیہم الرحمۃ والرضوان نے بلند آواز سے رونا اور آہ یا اوہ یا اف وغیرہ نماز کے اندر کہنے سے نماز فاسد نہ ہونے کی جو علت خشیۃ الٰہی خوف خداوندی، خشوع وخضوع میں زیادتی بتائی ہے وہ علت جب بھی پائی جائے گی اور جہاں بھی پائی جائے گی تو وہاں معلول یعنی حکم بھی پایا جائیگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ علت تو پائی جائے مگر معلول نہ پایا جائے۔ معلول کا تخلف علت سے جائز نہیں ہے۔ اسی لئے فقہائے احناف جہاں دیکھتے ہیں کہ فلاں فعل نمازی سے خشیت الٰہی اور خشوع کی وجہ سے پایا گیا ہے تو وہاں یہی حکم لگا دیتے ہیں کہ نماز فاسد نہیں ہوتی لہٰذا ہمارے سلسلہ عالیہ مجددیہ سیفیہ کے مریدوں میں جو نماز کی حالت میں جو مزکورہ بالا حرکات وافعال پائے جاتے ہیں۔ ان کی علت بھی خشیت الٰہی خوف خدا اور خشوع کا غلبہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ حکم یہاں بھی لگے گا کہ نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے۔ اگرچہ بے شمار حوالہ جات مزید پیش

کئے جا سکتے ہیں بوقت ضرورت لیکن فی الحال خوف طوالت سے یہاں دس حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہیں۔ اب اسی مسئلہ کے متعلق ذرا تفسیر روح المعانی ملاحظہ کریں۔

یہ عبارت ملاحظہ کریں جو ایمان کو تازہ کر دیتی ہے جس کا ایک ایک لفظ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے موجودہ طریقہ کی تائید کرتا ہے اور جس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہمارے سلسلہ کو جو لوگ نئی اختراع یا نئی ایجاد قرار دیتے ہیں وہ دراصل بے خبر ہیں یا غفلت کا شکار ہیں یا پھر تجاہل عارفانہ سے کام چلاتے ہیں اور یا پھر تعصب وعناد کی پٹی آنکھوں پر باندھ رکھی ہے۔ ان کو چاہیئے کہ یہ پٹی آنکھوں سے اتار کر مذکورہ حوالہ جات دیکھیں اور کتابوں کا مطالعہ فرمائیں اور قصہ کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔ محض لکیر کے فقیر نہ بنیں۔ علماء دین کے شایان شان لکیر کا فقیر بننا نہیں ہے۔

مزید برآں حوالہ نمبر (۱۱) علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"واختار موسی قومه سبعين رجلا عن اشراف قومه ونجباء هم اهل الاستعداد والصفاء والارادة والطلب والسلوك فلما اخذتهم الرجفة اى رجفة البدن التى هى من مبادى حقيقة الفناء عند طريان بوارق الانوار وظهور طوالع تجليات الصفات من اقشعرار الجسد وارتعاده وكثيرا ما تعترض منه الحركة السالكين عند الذكر او سماع القرآن او ما يتاثرون به حتى تتفرق اعضاء هم وقد شاهدنا ذلك فى الخالدين (او فى السالكين) من اهل الطريقة النقشبندية وربما يقربهم فى صلاتهم صياح معه (الى ان قال) وقد كثر الانكار عليهم وسمعت بعض المنكرين يقولون ان كانت هذه الحالة مع الشهود والعقل فهى سوء ادب ومبطلة للصلوٰة قطعا وان

کانت مع عدم شعور وزوال عقل فهی ناقضة للوضوء وثراهم لا یتوضؤون واجیب بانها غیر اختیاریة مع وجود العقل والشعور وهی کالعطاس والسعال ومن هنا لا ینتقض الوضؤ بل ولا تبطل الصلوٰة (الی ان قال) فلا یبعد ان یلحق ما یحصل من آثار التجلیات الغیر الاختیاریة بماذکر ولا یلزم من کونه غیر اختیاری کونه صادرا من غیر شعور فان حرکة المرتعش غیر اختیاریة مع الشعور بها وهو ظاهر فلا معنی للانکار .الخ "(روح المعانی: ج:٣: ص: ٨٦: الجزء التاسع)

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے ستر (٧٠) نجباء اور شرفاء کو چنا جو اسقدر صفاء ارادت اور طلب وسلوک والے تھے کہ جب ان کے بدن کو رجفہ یعنی کپکپی نے پکڑا جو حقیقۃً فناء کے مبادیات سے ہے جب انوار وتجلیات کی تجلیاں وارد ہوتی ہیں اور تجلیات صفات کا ظہور ہوتا ہے جیسے جسم پر کپکپی اور ارتعاد کا وارد ہونا۔ اور بہت دفعہ یہ حرکت سالکین کو عارض ہوتی ہے۔ ذکر کے وقت یا قرآن پاک کے سماع کے وقت یا اس چیز کے سننے کے وقت جو سامعین کو متاثر کرتی ہے۔ مثلاً (نعت خوانی وغیرہ) یہاں تک کہ ان کے اعضاء جسمانی بکھر جاتے ہیں یا قریب ہوتا ہے کہ ان کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور ایسی حالت کا مشاہدہ ہم نے حضرت خالد علیہ الرحمۃ کے پیروکاروں میں کیا ہے۔ یا سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے سالکین میں اور بسا اوقات ان کو نماز کے اندر چیخ وپکار کی کیفیت طاری ہوتی ہے (یہاں تک کہ) ان پر انکار بھی بکثرت کیا گیا ہے اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں: کہ اگر یہ حالت عقل وشعور کے ہوتے ہوئے ہوئی تو پھر یہ سوء ادب بھی ہے اور نماز کو باطل بھی کردیتی ہے اور اگر یہ حالت عقل وشعور کے زوال کے بعد ہوئی تو پھر وضو کو توڑنے والی ہے۔ مگر ہم ان

کو دیکھتے ہیں کہ یہ وضو نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ حالت باوجود عقل وشعور کے قائم رہنے کے غیر اختیاری ہے جیسے چھینک اور جمائی انسان کو آتی ہے۔ عقل وشعور کے موجود ہوتے ہوئے بھی یہ غیر اختیاری ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور بعض شوافع نے نصًا فرمایا ہے کہ نمازی پر اگر نماز میں ضحک (یعنی کھل کر ہنسنا غالب) ہو جائے تو نماز باطل نہ ہوگی اور اس نمازی کو معذور قرار دیا جائیگا لہٰذا بعید نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ سے حاصل ہونے والے غیر اختیاری اثرات کو (حکمی طور پر) چھینک اور جمائی سے ملحق قرار دیا جائے اور ان کے غیر اختیاری ہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ عقل وشعور کے بغیر ہو۔ کیونکہ مرتعش کی حرکات باوجود شعور کے غیر اختیاری ہے اور یہ ظاہر ہے لہٰذا انکار کا کوئی معنیٰ نہیں۔ (ملاحظہ ہو روح المعانی: ج: سوم: ص: ۸۶)

سوال: صاحب روح المعانی نے اس مذکورہ: ص: ۸۶: پر یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مریدوں کو ایسی صورت میں وضو کرنے اور نماز نئے سرے سے پڑھنے کا حکم دیتے تھے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسی کیفیت کے وارد کے بعد وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت خالد وضو کرنے اور نماز کے اعادہ کا حکم نہ فرماتے۔ لہٰذا یہ عبارت تمہارے خلاف ہے۔

جواب: اس عبارت میں یہ جملہ موجود ہے کہ **سدا لباب الانکار** حضرت خالد اس وجہ سے وضو اور نماز کے اعادہ کا حکم نہ دیتے تھے کہ وضو اور نماز فاسد ہو گئی ہے یا ٹوٹ گئی ہے بلکہ منکرین کے انکار کا دروازہ بند کرنے کیلئے ایسا حکم دیتے تھے یہ اعادہ کا حکم احتیاطی تدبیر کے طور پر تھا شرعی حکم کے طور پر نہ تھا۔ لہٰذا وضو اور نماز کے ٹوٹنے کا نتیجہ نکالنا باطل ومردود ہے۔

سوال: روح المعانی کے مذکورہ: ص: ۸۶: میں یہ عبارت بھی موجود ہے جو تمہارے خلاف

ہے کہ:

”والحق ان ما یعتری هذه الطائفة غیر الوضوء لعدم زوال العقل معه ولکنه مبطل للصلوٰة لما فیه من الصیاح الذی یظهر به حرفان مع امور تاباها الصلوٰة“

یعنی حق یہ ہے کہ صوفیاء وسالکین کے اس گروہ پر جو کیفیت طاری ہوتی ہے وہ ناقض وضو نہیں ہے یعنی وضو کو نہیں توڑتی کیونکہ اس حالت میں عقل زائل نہیں ہوتی لیکن یہ کیفیت نماز کو باطل کرتی ہے کیونکہ اس میں وہ چیخ وپکار ہوتی ہے جس میں دو حرف ظاہر ہوتے ہیں باوجود مزید چند ایسے امور کے جو نماز کے لائق نہیں۔

جواب: اس عبارت میں جس صیاح و چیخ وپکار کا ذکر ہے وہ محمول ہے اس صورت پر جب یہ صیاح و چیخ وپکار خشوع وخضوع اور خشیتِ الٰہی کے درجہ سے نہ ہو بلکہ کسی دنیاوی مصیبت وتکلیف کیوجہ سے ہو جیسا کہ سابقہ صفحات میں کتب فقہ حنفی کے معتبر حوالہ جات سے اس کی تفصیل گزر چکی ہے لیکن اگر یہ چیخ وپکار محض خشیت اور خشوع وخضوع کیوجہ سے ہو تو پھر نماز باطل نہیں ہوتی جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر ودیگر معتبر کتب سے نقل کر دیا گیا ہے گذشتہ صفحات میں۔

حضرت سیدی ومرشدی ووالدی پیر طریقت رہبر شریعت شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی حنفی ماتریدی فرماتے ہیں کہ: ثبوتِ وجد اور تواجد حرکت غیر اختیاری جو صوفیاءِ کرام پر انوار وتجلیات کے غلبے کے باعث آتا ہے وجد کہلاتا ہے اور اگر تکلف کے ساتھ یہ حال اپنے اوپر کوئی لائے تو تواجد کہلاتا ہے۔ وجد اور تواجد کے ثبوت میں بے شمار آیتیں، احادیث اقوالِ فقہاء وصوفیاء وارد ہیں کہ جنہیں بیان کرنے سے ایک ضخیم کتاب بن جائے گی اور اتنی موٹی اور ضخیم کتاب کوئی نہیں دیکھتا لہٰذا عوام وخواص کو ہلاکت سے بچانے کیلئے یہ مختصر رسالہ مرتب کیا گیا ہے۔

حال وجد غیر اختیاری

جیسا کہ بادِ صرصر کے چلنے سے درخت جنبش و حرکت میں آ جاتے ہیں اس طرح طریقت کا سالک بھی جب اس پر انوار و تجلیات و فیوضات اور برکات غیبی توجہ شیخ کامل مکمل کے ذریعے غالب ہو جاتی ہیں تو یہ بے اختیار ہو جاتا ہے اور حالات غریبہ محمودہ ان پر غالب ہو جاتے ہیں عقل و شعور ان میں بطریقہ کمال موجود ہوتا ہے لیکن یہ اپنے اختیار میں نہیں ہوتے ہیں اس کی مثال عطس اور کھانسی کی طرح ہے کہ غیر اختیاری طور پر پیش آتی ہے۔

تواجد: روایت ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ صورت و سیرت میں مجھ سے مشابہ ہیں۔ "اشبهت خلقی و خلقی" تو اس خطاب کی لذت سے اٹھ کر رقص کرنے لگے اور رسولِ خدا ﷺ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

اس طرح حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "انت اخونا و مولینا" آپ ہمارے بھائی اور دوست ہیں اس پر وہ رقص کرنے لگے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر کوئی اعتراض و انکار نہ فرمایا۔ (مشکوۃ شریف: ص: ۲۹۲ :باب بلوغ الصغیر: الخ: حاشیہ: ۲۰ : تفسیر احمدی: ۲۰۲ : بوادر النوادر: ص: ۴۰۶)

حاشیہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ایک صحابی سورۃ کہف کی تلاوت کر رہے تھے۔ اس کے تھوڑے فاصلے پر گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ کانپنے لگا اور بادلوں نے آ کر صحابی کو ڈھانپ لیا تو جب بھی قرآن کی تلاوت کرتے تو گھوڑا اچھلانگیں لگانے لگتا۔ صحابی نے آ کر حضور ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تیرے دل کی تسلی کیلئے ہے جو قرآن شریف کی

برکت سے نازل ہوئی۔(مشکوٰۃ:ص:۱۸۴)

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طرح کرو کہ لوگ تمہیں مجنون کہیں۔(رواہ احمد)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تلاوت قرآن کے وقت رویا کرو اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی سی صورت اختیار کرو۔(مشکوٰۃ) کیونکہ رونا وجد کی ایک صورت ہے اور قصدًا رونا عین تواجد ہے جو شرعاً جائز ماموروں مطلوب ہے۔

تواجد کا حال احادیث شریف میں موجود ہے جو تکلف اور اپنے اختیار سے لایا جاتا ہے جبکہ حال وجذب بے اختیار آتا ہے۔حضرت یوسف علیہ السلام اور بی بی زلیخا کا واقعہ: کہ زلیخا نے اپنے آپ کو تہمت سے بچانے کے لئے زنان مصر کو اکھٹا کیا اور ہر ایک کے ہاتھ میں میوہ اور چھری تھما دی اور ان سے کہا کہ جب یوسف علیہ السلام تشریف لائیں تو آپ ان میووں کو کاٹ دینا۔جب یوسف علیہ السلام تشریف لائے تو زنان مصر نے مدہوشی میں میووں کی جگہ اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں کیونکہ ان کے دل حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں مشغول تھے۔

حاشیہ پر لکھتے ہیں زلیخا بھی وہیں موجود تھی مگر شب و روز مشاہدہ جمال نے اس کو متحمل بنا دیا تھا لہٰذا نہ تو وہ بے ہوش ہوئی نہ انگلیاں کاٹیں اس لئے کہ وہ محبت کے انتہا میں تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت نے ان کے دل میں قرار پکڑ لیا تھا جبکہ دوسری عورتیں محبت کی ابتداء میں تھیں۔(جلالین : ص: ۱۹۲ . ج : ۱)

یہی حال سالک مبتدی کا ہوتا ہے کہ ابتداء سلوک میں اس پہ وجد و حال کا غلبہ ہوتا ہے۔جس طرح کہ زنان مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں اپنی انگلیاں کاٹ

ڈالیں تو کوئی بعید بات نہیں کہ عاشق الٰہی دوران وجد فوت ہو جائے۔ جیسا کہ بہت سے عشاق وجد و حال کے دوران وفات پا چکے ہیں (وفات مولانا شاہ محمد حسین صاحب تکشف: ص: ۱۹۰: وفات زرارہ بن اوفی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ترمذی: ص: ۸۴: ج: ۱)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے سینے پر ایک ضرب لگائی تو مجھ پر ایسا حال غالب ہوا کہ میرا تمام بدن گرم ہو گیا اور پسینے سے شرابور ہو گیا اور حال میرا یہ تھا کہ جیسے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ (مشکوۃ: ص: ۱۸۴: تکشف: ۲۶۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت میں تین دفعہ چیخ ماری اور بے اختیار ہو گئے۔ جب تیسری مرتبہ چیخ ماری تو زمین پر گر گئے۔

حضرت شفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافی دیر تک میں نے اپنے اوپر تکیہ کر رکھا تھا۔ کچھ وقت کے بعد جب اختیار میں آئے تو مجھے حدیث بیان فرمائی۔ (ترمذی: باب الریاء: ص: ۳۴۲: ص: ۷۳: ج: ۲: تکشف: ص: ۴۸۱)

حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ ایک دن کسی سے یہ آیت "ان عذاب ربک لواقع ما له من دافع. الآية" سن کر بڑی چیخ ماری اور بے اختیار ہو کر گر پڑے۔ اٹھا کر گھر لائے گئے۔ مسلسل ایک مہینہ تک بیمار رہے۔ (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۷)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورت تکویر کی تلاوت کی جب آیت مبارکہ:

”واذا الصحف نشرت “ پر پہنچے تو بے اختیار ہو کر گر پڑے اور کافی دیر تک زمین پر (ہاتھ پاؤں) مارتے رہے۔(حدیقة الندیه: ۱۰۹)

”جان لو کہ جذب اور وجد تین قسم کا ہے“

پہلی قسم کے وجد کی علامات یہ ہیں۔

زور سے چلانا، دوڑنا، زمین پر گر کر ہاتھ پاؤں مارنا، اعضاء کا ہلنا اور حرکت کرنا، آہ، اوہ، اف اور فریاد کرنا، خوشحالی و خوف یا شوق سے۔

یہ حال طریقے کے مبتدی کا ہے جس پر حال اور وجد کا غلبہ ہوتا ہے اور مجذوب اپنے کپڑے پھاڑ دیتا ہے حتیٰ کہ اس پر وجد اور جذب کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عشق میں مستغرق ہو جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اعضاء ٹوٹ جائیں گے۔(تفسیر احمد: ۲۰۲: روح المعانی: ج:۳:ص:۶۰: تکشف: ۲۲۲: حاشیه: ۲:ص:۲۰۳: حاشیه: ۱: رد المحتار: ج:۳:ص:۳۰۷: مجوعة الشامی: ج:۱:ص:۱۷۲)

دوسری قسم کے وجد کی علامات درج ذیل ہیں۔

چیخ مارنا، اور محبت و عشقِ الٰہی میں بے اختیار ہونا، دھاڑیں مارنا، زمین پر گرنا، اعضاء کا لرزنا اور مرتعش ہونا۔

یہ حال اور وجد متوسطین کا ہے جیسا کہ پہلی حدیث شریف بیان ہو چکی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کی محبت میں تین دفعہ چیخ ماری اور گر پڑے پھر کافی دیر تک اس طرح بے اختیار پڑے رہے۔

تیسری قسم کے وجد کی علامات یہ ہیں۔

چیخ مارنا، بالوں کا کھڑا ہونا، بدن کا کانپنا، شوق اور محبت کے غلبہ کیوجہ سے آنسو بہانا روتا۔

اور یہ حالت وجد منتہی کا ہے جس کا ثبوت احادیث میں ذکر کیا گیا ہے۔

اگر نماز کے اندر خشیت الٰہی کیوجہ سے کسی پر وجد وصیاح طاری ہو جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ نماز بھی فاسد نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ اس وقت بھی باشعور اور ذی عقل ہوتا ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر نمازی نے نماز میں آہ اور اوہ اف کیا اور اتنا رویا کہ اس کا رونا حروف مسموعہ پر مشتمل ہو جائے پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ زیادہ خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر دنیاوی درد و مصیبت کیوجہ سے یہ حالت پیش آجائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ پھر اس میں جزع اور افسوس کا اظہار ہے۔(هداية: ج: ١ :ص:١٢٥ : فقه على المذاهب الاربعة: ج: ١ :ص: ٣٠٠ :جزء: ١ : رسائل ابن عابدين: ج: ١ :ص: ١٧٢)

اور اگر مجذوب سے دوران وجد کفریہ الفاظ صادر ہو جائیں تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ اس لئے کہ اس پر انوار الٰہی غالب آگئے ہیں اور یہ مغلوب اور مسلوب الاختیار ہے۔ (كمال ايشم: مترجم خليل احمد سهارنپوری. شارح بخاری ص: ٢٠٦ : تربيت سالكين: ج: ١ :ص: ٥٤١ : تكشف لمولوی اشرف علی تھانوی: ص: ٧٠)

اور اگر مجذوب کو کسی نے جذب سے روکا یا منع کیا تو یہ منع کرنے والا گناہ گار ہے بلکہ واجب تعزیر ہے(حاوی للفتاوی :ص: ٢٣٤ : ج: ٢ : للسيوطی صاحب جلالين) اور اگر حالت مذکورہ مسجد کے اندر کسی پر غالب آجائے تو شریعت میں کوئی حکم و

دلیل نہیں کہ مغلوب و مجذوب الحال کو روکا جائے یا منع کیا جائے کیونکہ وہ تو معذور ہے۔(حاوی : ص: ۲۳۴: ج: ۲:)

جبکہ ثبوت کے بارے میں دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ چند حبشی مسجد کے اندر نیزوں سے کھیل رہے تھے حضور علیہ السلام بھی تشریف فرماتے۔

محدثین فرماتے ہیں کہ یہ کھیل دراصل جہاد کی تربیت دینا تھا اور اس کا حکم بھی عبادات میں شامل ہے لہٰذا ذکرِ الٰہی عام اوقات میں جہاد سے افضل و بہتر ہے تو یہ بطریقہ اولی کے ساتھ مسجد میں جائز اور مامور ہے اگر حرکت غیر اختیاری ساتھ میں ہو۔(مشکوۃ شریف: ج: ۲: ص: ۲۸۰: معارف القرآن: ج: ۴: ص: ۳۳۵:)

حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمٰن گبول طاہری اپنی کتاب راہِ حقیقت: ص: ۱۰۸: میں وجد اور جذب کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض صالحین عشق و محبت خداوندی اور ذکر اللہ میں محویت و فنائیت کے عالم میں دنیا و مافیہا سے بے خبر و لاتعلق ہو جاتے ہیں اور بے خودی کے عالم میں بلند آواز سے ذکر، تلاوت کرتے، حمد و نعت پڑھتے، گریہ وزاری کرتے، بلا اختیار آنکھوں میں آنسو بھر آتے، بدن پر لرزہ وکپکپی طاری ہو جاتی، کبھی دوڑتے زمین پر گرتے، لیٹتے جسم و جان کی پرواہ کئے بغیر درختوں اور دیواروں سے ٹکراتے، آگ میں کود پڑے، انگارے تک اپنی جھولیوں میں اٹھالیتے، سردی گرمی کی تفریق کئے بغیر کئی کئی گھنٹے پانی میں اچھلتے رہتے اور عموماً صحت پر بھی کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔ یہ کوئی کہاوت، مبالغہ آمیز حقیقت یا محض مولف کا اپنے مشائخ کے یہاں مشاہدہ نہیں بلکہ قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک ایسے بیسیوں واقعات سینکڑوں افراد نے مشاہدہ کئے ہیں۔ مشہور محدثین اور فقہائے کرام ایسے واقعات پر مہرِ تصدیق ثبت کی ہے۔ بقول محدث ابن قیم ذاکر کے جسم میں ذکر اللہ کی بدولت

اس قدر قوت وطاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ بعض اوقات وہ ایسے کام کر لیتا ہے کہ بغیر ذکر کے اس شخص سے ایسے افعال کا صدور نہیں ہو سکتا۔

الغرض قرآن وحدیث اور کتب فقہ وفتاویٰ وتصوف میں غیر اختیاری طور پر کسی کیفیت ہونے کیلئے وجل، وجد، جذبہ، رقص اور اقشعرار کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور یہ ایک طرح کی عمدہ وصف ہے، تاہم بزرگی یا ولایت کی نہ تو دلیل ہے نہ ضروری۔

اسی طرح مشہور ومعروف ماہر علم نحو ومنطق حضرت سید میر شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے اوپر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اس عالم میں آپ کے سر سے دستار بھی گر پڑی۔ کافی دیر بعد جب سنبھلے اور آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا بڑے عرصہ سے یہ میرے دل کی خواہش تھی کہ کاش مجھے ایک ساعت ہی ایسی میسر آ جائے جس میں میری لوح مدرکہ (عقل وخرد) سے علمی نقوش (مختلف علوم عقلیہ کے خیالات) مٹ جائیں تو بہتر ہے۔ الحمد للہ آج مجھے وہ مطلوب ساعت میسر آ گئی اور مجھے غیر معمولی سرور ولذت حاصل ہوا۔

(رشحات: ص: ۸۲: مؤلفہ مفسر قرآن حضرت شیخ فخر الدین علی بن حسین المشہور واعظ کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ولی کی زیارت سے وجد:

حضرت سلطان الاولیاء سید شاہ مردان شاہ اول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (چھٹے پیر صاحب پاگارہ جو کہ حضرت کوٹ دھنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لقب سے مشہور تھے) کے حالات زندگی میں مرقوم ہے کہ آپ دستور کے مطابق ۲۷ رجب کو مریدین کو زیارت سے مستفیض فرماتے اور نصیحت فرماتے تھے تو بہت سے فقراء پر وجد وحال طاری ہو جاتا تھا کئی بے

ہوش ہوکر گر پڑتے تھے جبکہ گریہ وزاری تو جماعت میں عام ہوتی تھی۔(تاریخ یاگاران:ص:۱۰)

ولی کے غائبانہ کلام سے وجد:

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے متعلق یہ مشہور ہے کہ آپ کو مطلق آواز یہاں تک کہ چکی کے پیسنے کی آواز پر بھی وجد ہو جاتا تھا۔(کسانیکہ این پرتی کنند باواز دولاب مستی کنند۔

یہ حضرت ایک بار تھانیسر تشریف لے گئے جہاں ان کے ایک جولاہا مرید بھی رہتے تھے اور فقہی مسائل کے سلسلہ میں حضرت مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف رجوع کرتے تھے ایک مرتبہ مولانا موصوف نے فقیر صاحب مذکور کو فرمایا: تمہارے ناچنے والے پیر صاحب بھی تو آئے ہیں (اس سے ان کا مقصود شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کثرت وجد پر تنقید کرنا تھا) گو مولانا صاحب کے یہ کلمات ان کو شاق گذرے لیکن صبر کیا اور چلے آئے موقع مناسبت سے یہ بات حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی سنا دی شاہ صاحب قدس سرہ نے سن کر فرمایا اگر آئندہ میرے متعلق یہ کلمات (ناچنے والے پیر) دھرائے تو ان کو کہنا وہ ناچتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں۔

چنانچہ دوسری بار جب فقیر صاحب کے سامنے مولانا صاحب نے مذکورہ کلمات دھرائے تو انہوں نے فوراً کہہ دیا کہ جی وہ ناچتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں۔ فقیر صاحب کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی مولانا جلال الدین قدس سرہ کی حالت دگرگوں ہوگئی۔ حالت وجد کا غلبہ ہوگیا اور کھڑے ہوکر ناچنے لگے۔

بالآخر یہی مولانا جلال الدین حضرت شاہ صاحب عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید بلکہ خلیفہ بنے۔ یہ کیا تھا۔ ایک اللہ والے کے غائبانہ کلام کا اثر و کمال۔(رسالہ

الظاهر: ص: ۲۴: مطبوعہ مکتبہ تھانوی الابقاء کراچی)

سندھ کے مشہور ولی حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح حیات میں ہے کہ جب آپ حضرت شاہ عبد الکریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (بلڑی والے) کے عرس کے موقع پر تشریف لے گئے سماع کے وقت آپ پر وجد کا اس قدر غلبہ ہوا کہ اپنے کچھ کپڑے (قمیص یا عمامہ وغیرہ) اتار کر دوہے پڑھنے والے فقراء کی طرف پھینک دئے۔ یہ دیکھ کر دوسرے لوگوں نے بھی کپڑے ان کی طرف پھینکے۔ یہاں تک کہ اس قدر کپڑوں کا وزن ہو گیا کہ اونٹ ہی اٹھا سکتا تھا۔ (بھٹ دھنی: ص: ۵۶)

حافظ محمد ضامن صاحب نے کچھ قمریاں پال رکھی تھیں اور ان کے حق سرہ کی آواز پر بعض وقت بے ہوش ہو کر گر پڑتے تھے۔ (حاشیہ انوار قاسمی: ص: ۱۳۴)

دار العلوم دیوبند میں وجد:

دیوبندیوں کا حکیم الامت اشرف علی تھانوی دیوبندی کی اشرف السوانح: ص: ۶۴: کے حوالہ سے صاحب رہنمائے سالکین نے لکھا ہے کہ دوران وعظ ان کے سامعین پر اکثر گریہ اور بعض پر وجد اس حد تک طاری ہوتا تھا کہ لوٹنے تڑپنے لگ جاتے تھے چنانچہ مدرسہ دار العلوم دیوبند کے بڑے جلسہ دستار بندی میں حضرت مولانا موصوف کے وعظ میں ایک صاحب پر اس قدر شدید کیفیت وجد طاری ہوئی کہ وہ کسی طرح فرو نہ ہوئی یہاں تک کہ وعظ کا مجمع ہی باطل درہم و برہم ہو گیا اور وعظ ناتمام ہی رہا۔

نیز اس کتاب کے ۱۳۰، ۱۳۱ میں مولانا خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب نے دار العلوم کانپور کے ایک طالب علم کا واقعہ لکھا ہے کہ بوستان کے درس میں

بہ مجنون کسے گفت کہ ایک نیک پے چہ بودت کہ دیگر نیائی بے

اشعار سن کر وجد میں آ کر لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرتے ہوئے زور زور سے بھاگتے ہوئے بازار کی طرف نکل گئے جو ملتا اس سے یہی کہتے یہاں تک کہ ہندوؤں سے بھی لا الٰہ الا اللہ کہلوایا۔ نماز عصر کا وقت ہونے پر کہنے پر وضو تو کرلیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے لیکن نماز عجیب طرح کی پڑھی کہ بجائے اللہ اکبر کے آہ آہ کہتے تھے اور بجائے تلاوت کے عشقیہ اشعار پڑھتے تھے۔ حالانکہ اس سے قبل انہیں کبھی اشعار پڑھتے ہی نہ سنا گیا۔ اس نماز میں انہوں نے سجدے بھی بے تعداد کئے۔ رات بھر یہی کیفیت رہی دوسرے روز جب کانپور کے درویش میاں خاکی شاہ سے کیفیت سلب کرائی گئی تو رات کو خواب میں اس طالب علم کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ اس فقیر سے کہہ دینا کہ کیا تیری کم بختی آئی ہے کہ ایسی نعمت کو سلب کرتا ہے؟ (تلخیص رہنمائے سالکین)

ولی کامل حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تہجد کے لئے اٹھے کہ بانسری کی آواز سنی بے تاب ہو کر گر پڑے، جس سے دست مبارک پر چوٹ آ گئی۔ تو فرمایا: کہ لوگ ہمیں بے درد کہتے ہیں، بے درد تو وہ خود ہیں جو سماع کی تاثیر پر صبر کرتے ہیں۔ (مقامات مظہری مترجم: ص: ۷۰)

طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مرشد کامل سید السادات حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہ کو اعلیٰ درجہ کا استغراق حاصل تھا۔ چنانچہ پندرہ سال تک افاقہ نہ ہوا۔ مگر نماز کے وقت نماز ادا کرتے پھر مغلوب الحال ہو جایا کرتے تھے۔ (ص: ۸: مقامات مظہری)

نیز اوائل حال میں (حضرت مرزا شہید قدس سرہ) کی توجہ شریف کی تاثیر سے لوگ بے تاب ہو جاتے اور کمال استغراق کی وجہ سے بیخود ہو کر گر پڑتے اور شوق کی حرارت دلوں کو راہ سلوک پر آمادہ کرتی اور محبت کی جاذبہ سے مقامات طے کرتے (ص: ۴۴: حوالہ مذکورہ)

چنانچہ آپ کے خلیفہ حضرت محمد احسان مقام جزبہ کی شورش اور بے تابی کی وجہ سے ارباب حلقہ وذکر کی معیت اور طمانیت میں تشویش پیدا کرتے آپ نے انہیں اعلیٰ مقام میں جہاں پر باطن کو سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ بطور طغرہ پہنچادیا۔ فوراً وہ گھبراہٹ اور شورش جاتی رہی اور ان کی باطنی نسبت پر اور طرح سے حالات وارد ہونے لگے۔ (ص: ۴۵: حوالہ مذکور)

فائدہ: حضرت مرزا جان جاناں مظہری شہید قدس سرہ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ شورش وجزبہ کمال کی علامت نہیں، کمال کا مقام اس کے بعد ہے۔

توجہ سے وجد: نیز مقامات مظہری: ص: ۲۰۶: میں ہے کہ ایک بار نماز فجر کے بعد ذکر ومراقبہ سے پہلے آپ نے یہ فرماتے ہوئے مولوی کرامت علی صاحب پر توجہ فرمائی۔ کہ بحق بہاولدین میں تجھے بے محنت دونگا۔ بقول مولوی صاحب مذکور میں بے ہوش ہوگیا۔ گویا میرا دل سینہ سے باہر نکل گیا ہے۔ مدت بعد ہوش میں آیا تو آپ حلقہ سے فارغ ہو چکے تھے اور میں دھوپ میں تھا۔

مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتانی صاحب انوار شریعت المعروف "جامع الفتاویٰ جلد دوم: ص ۱۸۸" پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں رقص اور وجد ایک بے اختیاری حالت ہے جو طالب علم پر آتی ہے جس کو شارع علیہ السلام نے جائز رکھا ہے۔ چنانچہ شاہ رفیع الدین صاحب نے اپنے فتاویٰ میں بچند وجوہ جائز فرمایا ہے اور وہ یہ ہے: مقصود از فرمائش محبت حضرت منعم واطاعت اوست وایں محبت را بسیار اقسام است وحکم بچند سبب مختلف میشود یکے اسباب محرک ایں محبت دوم مقتضائے دورہ سوم فیض مرشد۔ آں چہارم امزجہ محباں بایں سبب گونہ گوں طریقہ برائے اظہار محبت پیدا میشود

وحق تعالیٰ چندیں درجات جنت کہ پیدا کردہ است برائے اختلاف امزجہ واحوال اہل جنت است۔ جماعت رای الحقیقت شورشے دردل پیدا ے شود۔ کہ بمثل خفقان ازمحافظت ادب معقول ومشروع عاجزی آیند۔ صحابہ کرام وتابعین عظام رابہ سبب غلبہ انوار نبوت وانوار قرآن مجید ایں احوال طاری نمیشد۔ چوں نظر خلق براحوال قلب افتاد بذکر وشغل کہ لطیفہ قلب بہوش ے آرد مشغول شدند۔ گوں ناگوں احوال از انواع دیگر پیدا شد بعضے او در مزاج غلبہ لذت حسن سماع بود۔ ہمراہ آن غلبہ نسبت باطن میشود۔ بعضے را بالعکس زیرا کہ نسبت ایشان سکون واطمینان واستغراق بودہ است وبعضے را نسبت ابتہاج وانبساط بدریافت وصل محبوب حقیقی شد وبعضے را بملاحظہ غایت تنزیہہ حسن ابدی لازم حال گشت بالجملہ مردن بعضے ازیں حادثہ شوق دلیل صریح است بر شدت ہیجان محبت الٰہی واستیلائے آن بر قلب ایشان میں اعتراض بر ہیچ یکے ہرگز نباید کرد۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنہ پاکان کند

ظاہر است کہ اوقات لیل ونہار چہ قدر تفاوت وارد۔ الخ، اور علاوہ اس کتاب وجیز الصراط: ص: ۱۴۰: سطر اول علامہ ابن جیون بایں طور اس کے جواز پر دلیل تحریر فرماتے ہیں۔

”والرقص ومما یوکد جواز الرقص ما ذکر فی مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال اتیت النبی ﷺ انا وجعفر وزید فقال علیہ السلام لذید انت مولای فحجل وقال لجعفر انت اشبہت خلقی وخلقی فحجل ثم قال لی انت منی فحجلت والحجل رقص خاص والعام جزء الخاص فاذا جاز نوع من الرقص جاز مطلقہ. الخ“

ترجمہ: اور رقص کی بابت جس سے اس کی تائید ملتی ہے یہ کہ جو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسند میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ میں اور زید اور جعفر حضور ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور آپ نے زید کو فرمایا ''انت مولائی'' پس میں رقص میں آیا پھر آپ نے جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: ''انت اشبھت خلقی و خلقی '' تو اس پر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقص میں آئے اور پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ: ''انت منی '' تو آپ کے فرمانے سے میں بھی رقص میں آیا۔ اور رقص خاص ہے اور عام خاص کی جز ہوا کرتی ہے جب نوع رقص کا جواز ملتا ہے تو مطلق بھی جائز ہوا۔ اور قرآن مجید سورۃ بنی اسرائیل کے اخیر میں مومنوں کی تعریف میں فرماتا ہے کہ جب مومن قرآن مجید سنتے ہیں تو وہ بے اختیار ہو کر گر پڑتے ہیں: وھو ھذا ''ویخرون للاذقان یبکون ویذیدھم خشوعاً''

ترجمہ: یعنی گر پڑتے ہیں اور پر ٹھوڑیوں کے روتے ہوئے۔ اور زیادہ کرتا ہے ان کو بلحاظ خشوع کے۔ پس ان دلائل قاطع سے معلوم ہوا کہ اہل دل کا رونا اور رقص بے اختیار کرنا جائز ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں جو باختیار خود ناچتے کودتے ہاتھ پاؤں مارتے اور ہا ہو کرتے ہیں اور مزامیر سے رقص و سرور ہیں۔ اور کنجروں اور ڈوموں سے غنا سنتے ہیں اور نمازوں کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ یہ سب امور بے شک باتفاق علمائے دین حرام و ناجائز ہیں چنانچہ فتاویٰ نور الھدیٰ ص: ۲۷ میں بایں طور ہے۔ ''الرقص الذی یفعله المتصوفة فی زماننا حرام لا یجوز القصد والجلوس الیه'' (انوارِ شریعت: ج: ۹: ص: ۱۸۸)

جذب اور وجد اور تواجد دو قسم کے لوگوں پر آتا ہے ایک صوفیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہوتے ہیں شریعت کے پابند ہوتے ہیں۔ ان سے جذب وجد اور تواجد ظاہر ہونا محمود ہے باعث ثواب ہے۔ ایک ہے متصوفہ جو بناوٹی پیر ہوتے ہیں۔ شریعت

کے مخالف ہوتے ہیں۔ پانچ وقت کی نمازیں ادا نہیں کرتے چرس وغیرہ بھی پیتے ہیں۔ داڑھی وغیرہ بھی بالکل صاف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو صوفیہ کہتے ہیں فقہاء کرام نے جو حرام کہا ہے وہ اشارہ ان متصوفہ کی طرف ہے جو کہ خلاف شرع ہیں۔

اسی طرح پیر طریقت علامہ مولانا محمد ظفر عباس محمدی سیفی اپنی کتاب مخزن طریقت: ص:۱۰۲: میں وجد اور تواجد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

وجد: وجد ایک ایسا روحانی جزبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باطن انسانی پر وارد ہو جس کے نتیجہ میں خوشی یا غم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس جزبہ کے وارد ہونے سے باطن کی ہیئت بدل جاتی ہے اور اس کے اندر رجوع الی اللہ کا شوق پیدا ہوتا ہے گویا وجد ایک قسم کی راحت ہے یہ اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کی صفات نفس مغلوب ہوں اور اس کی نظریں اللہ تعالیٰ کی طرف لگی ہوں۔

کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہین کہ وجد کی کیفت بیان نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ یہ وہ غم ہے جو محبت میں ملتا ہے اس لئے بیان سے باہر ہے وجد نیز وجد طالب اور مطلوب کے درمیان ایک راز ہے جسے بیان کرنا مطلوب کی غیبت کے برابر ہے وجد عارفوں کی صفت ہے۔

تواجد: عوارف المعارف میں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ذکر اور فکر سے وجد کو حاصل کرنا تواجد کہلاتا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ تواجد وجد لانے میں ایک تکلف ہوتا ہے اور یہ انعامات وشواہد حق کو دل کے حضور پیش کرتا ہے اور محبوب کے وصال کا خیال اور انسانی آرزوؤں کا جوش میں آتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرتا ہے وہ

اسی سے ہوتا ہے" حضور ﷺ نے فرمایا: "جب تم قرآن پڑھو تو رو، اگر رونا نہ آئے تو تکلف سے روؤ۔" اور یہ حدیث تواجد کے مباح ہونے پر گواہ ہے۔ (کشف المحجوب)

وجد قرآن حکیم کی روشنی میں:

(۱): لو انزلنا هٰذا القران علیٰ جبل لرائیته خاشعاً متصدعاً من خشیة الله."

(سورۃ حشر: پارہ: ۲۸: آیت: ۲۱:)

ترجمہ: اگر ہم نازل کرتے اس قرآن کو ایک پہاڑ پر تو ضرور تو دیکھتا اسے جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ تعالیٰ کے خوف سے)

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجد کے متعلق لکھتے ہیں۔

اور جہاں تک وجد کا تعلق ہے جو اہل صلوٰۃ و اہل قرآن صالحین پر طاری ہوتا ہے تو یہ حلال اور جائز ہے اس میں ہمارے علماء میں سے کسی کا اختلاف نہیں جبکہ اس کا مقصد صرف رضا الٰہی کا حصول ہو اور خوف آخرت سے ذکر کرتے ہوں اس طرح یہ سب محمود اور غیر مذموم ہے اور اسی معنیٰ کے لحاظ سے تواجد اور رقص بھی غیر مذموم ہے۔ (تفسیر مظہری: ص: ۲۴۹)

(۲): "فلما تجلیٰ ربه للجبل جعله دکا و خر موسیٰ صعقاً"

"پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش کر گر پڑے"

تفسیر: شمشاد الدینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ سے ملاقات کی میں نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ سماع پر انکار کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی کوئی بھی چیز بری نہیں لگتی لیکن ان لوگوں سے کہدو کہ سماع کا افتتاح اور اختتام قرآن پاک کی تلاوت سے کریں۔

(۴): "واختار موسی قومه سبعین رجلا لمیقاتنا فلما اخذتهم الرجفة"

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے ستر آدمیوں کو ہمارے عہد کیلئے منتخب کیا جب زلزلہ نے آلیا۔(سورۃ:الاعراف:۹:آیت:۱۵۵:ج:۳)

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے اشراف سے ستر ایسے افراد کا انتخاب کیا جو صاحبانِ استعداد اور سلوک تھے۔ جب ان پر تجلیات کا ظہور ہوا تو ان کے جلد اور بدن حرکت کرنے لگے۔ اور ان کو زلزلے نے آلیا۔ یعنی وہ کانپنے لگے اور کانپنا جو بدن پر تجلی صفاتیہ اور انوار وخوارق کے ظہور کے سبب سے ہوتا ہے جو بدن پر بال کھڑے ہونے اور بدن کی حرکت سے عبارت ہے ایسی حالت اکثر سالکین پر ظاہر ہوتی ہے جو قرآن کی تلاوت کرنے سننے یا اشعار سننے سے آتی ہے قریب ہے کہ اس سے ان کے اعضاء ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔(وہ اشعار جن میں رسول اکرم ﷺ کی صفت کی گئی ہو یا اولیاءِ کرام کی مدح پر مشتمل ہوں) اور ہم نے یہ مشاہدہ کیا ہے۔ حضرت خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں جو طریقہ نقشبندیہ میں تھے اور نماز کے دوران یہ حالت عارض ہونے کیوجہ سے اکثر وہ نماز میں چیختے تھے۔ اسی وجہ سے بعض سالکین نماز کا اعادہ کرتے تھے اور بعض نہیں کرتے ان لوگوں پر بہت انکار کیا جاتا ہے اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل وشعور کی موجودگی کے باوجود عارض ہو جائے تو یہ بے ادبی ہے اور اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اور اگر یہ حالت عقل وشعور کی عدم موجودگی میں آجائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ وضو نہیں کرتے۔ میں ان کو جواب دیتا ہوں جن کا خیال کہ وجد اور اس حالت سے نماز اور وضو دونوں ٹوٹ جاتے ہین کہ یہ حالت غیر اختیاری ہے۔ عقل وشعور کے ساتھ اس کی مثال کھانسی

اور چھینک جیسی ہے اس لئے اس سے نہ تو نماز باطل ہوتی ہے اور نہ وضو ٹوٹا ہے۔(تفسر روح المعانی: ۹: ص: ۸۶: ج: ۳)

(۴): "فلما راینه اکبرنه وقطعن ایدیهن وقلن حاش لله"

ترجمہ: جب عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں اللہ تعالیٰ کیلئے پاکی ہے۔(سورۃ یوسف: جز: ۲: آیت: ۳۱)

حضرت افندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ایک دفعہ علاوالدین الخلوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بروسہ شہر میں وعظ کیلئے منبر پر بیٹھ گئے بہت سارے لوگ ان کی تقریر سننے کیلئے جمع تھے۔ حضرت خلوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بار کہا: یا اللہ پوری جماعت پر ایک حالت طاری ہوئی اور رقص کرنے لگے قریب تھا کہ اس کی آہ وبکاء سے نہ لوٹتے۔(تفسیر روح البیان: ج: ۲، ۱: ص: ۳۹۸)

(۵): "الله نزل احسن الحديث كتبا متشابها مثاني تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم ثم تلين جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی نے سب سے اچھا کلام نازل فرمایا جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی ہے جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ (سورۃ زمر: پارہ: ۲۳: آیت: ۲۳)

تفسیر: قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں یعنی اللہ کی رحمت اور عموم مغفرت کا جب وہ ذکر کرتے ہیں تو اس ذکر کی وجہ سے ان کے دلوں میں سکون اور اطمینان پیدا ہو جاتا ہے ذکر اللہ کے ساتھ رحمت کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اصل تو رحمت ہی ہے۔

اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے۔الی ذکر اللہ میں الیٰ بمعنی لام ہے یعنی اللہ کے ذکر کی وجہ سے لیکن ذکر کے اندر چونکہ سکون واطمینان کا مفہوم داخل ہے اس لئے بجائے لام کے الیٰ کہا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ جب قرآن میں آیاتِ وعید کا ذکر آتا ہے تو مؤمنوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جلد بدن سکڑ جاتے ہیں اس میں انقباض پیدا ہو جاتا ہے اور جب آیات وعدہ کا ذکر آتا ہے تو کھال کا انقباض جاتا رہتا ہے۔کھالیں نرم ہو جاتی ہیں اور دلوں میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔کتاب کی صفت مثانی بیان کی تھی یعنی اس میں فرمانبرداروں کیلئے وعدہ ثواب اور نافرمانوں کیلئے وعید عذاب کا بار بار ذکر ہے اس آیت میں وہ اثر بیان کر دیا جو وعدہ وعید سے مؤمنوں پر پڑتا ہے۔(تفسیر مظہری:ج:۱۰:ص:۱۶۲)

(۶): ''الم یأن للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللّٰہ''(سورۃ حدید: آیت:۱۶)

ترجمہ: کیا کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کیلئے کہ گڑگڑائیں۔ان کے دل اللہ کی یاد سے۔

تفسیر: اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں یعنی حقیقت میں مؤمن مؤمن نہیں ہوتا مگر خشوعِ قلب کے ساتھ اور رونا اور بے اختیار گرنا یعنی وجد وحال کے باعث زیادتی خشوع قلب کا ہے۔(تفسیر کبیر:ج:۸:ص:۹۳)

وجد حدیث شریف کی روشنی میں

حضرت عقبی بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شفیا الاصحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ:

میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔میں نے ایک آدمی دیکھا۔جس کے اردگرد بہت سے لوگ جمع ہوئے تھے۔میں نے پوچھا یہ کون ہے۔لوگوں نے جواب میں کہا یہ حضرت ابو

ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں شفیا الاصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب بیٹھ گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو حدیث بیان کر رہے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ چلے گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیلے ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ مجھے ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہو اور آپ کو یاد ہو۔ آپ نے فرمایا: میں تم کو ایک ایسی حدیث بیان کرونگا جو مجھے نبی کریم ﷺ نے بیان کی ہے جو میں نے سمجھی اور یاد کی ہے۔ جب آپ سردار کونین ﷺ کے اسم شریف کو پہنچ جاتے تو بے ہوش ہو جاتے۔ پھر بیدار ہوتے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے چہرے کو مسح کرتے۔ (جامع الترمذی: ج: ٦: ص: ٦١: ابواب الزھد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جب رب کریم نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل کی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو: اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

یہ آیت ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کے سامنے تلاوت کی ایک نوجوان لڑکا سنتے ہی بے ہوش ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کے دل پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کہو "لا الہ الا اللہ" اور اس کے ساتھ ہی جنت کی خوشخبری سنائی۔ (الترغیب والترھیب: ج: ۴: ص: ۲۳۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: ۔ اور جہنم کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ پھر فرمایا:

یہ آگ ہزار سال تک جلتی رہی کہ سرخ ہوگئی پھر ہزار سال تک (جلتی رہی) جل کر سفید ہوگئی۔ پھر ہزار سال تک جل کر سیاہ ہوگئی۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک کالا آدمی تھا اس نے چیخ مار کر رونا شروع کر دیا۔ جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور فرمایا: "یا رسول اللہ ﷺ" آپ کے سامنے والا کون ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ یہ حبش کا ایک آدمی ہے۔ آپ نے اس کی اچھی صفت ومدح بیان فرمائی اور پھر فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

کسی آنکھ سے میرے خوف کیوجہ سے آنسو نہیں بہتا مگر میں ضرور جنت میں اس کیلئے ہنسا زیادہ کرونگا۔ (الترغیب والترھیب: ج: ۴: ص: ۲۳۴، ۲۳۳)

حدیث میں ہے کہ: رقص کیا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس وقت جب آپ ﷺ نے خطاب کیا تو اس خطاب کی لذت کیوجہ سے کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے رقص کرنے پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ اور یہی صوفیاء حضرات کیلئے وجد ورقص کی دلیل ہے اور ذکر کے جلسوں میں کھڑا ہونا اور وجد وتواجد اور رقص کرنا بالتحقیق صحیح ہے اور یہ قول بڑے بڑے ائمہ دین سے ثابت ہے۔ (الحاوی للفتاوی: ج: ۳: ص: ۲۳۴: مکتبہ مصریہ)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ کے خوف سے بنی آدم کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں تو اس سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح خشک درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ (الترغیب والترھیب: ج: ۴: ص: ۲۳۴)

حدیث شریف میں حضرت داؤد علیہ السلام کی اچھی صفت بیان کی گئی ہے کہ داؤد علیہ السلام اتنے خوش آواز تھے کہ آپ علیہ السلام کی مجلس سے چار صد یا اس کے قریب جنازے اٹھائے جاتے تھے۔(احیاء العلوم: ج:۲:ص:۲۶۶)

(وقودھا الناس والحجارۃ) نبی کریم ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی جب یہ آیت ایک نوجوان نے سنی تو اللہ کے خوف سے بے ہوش ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے نوجوان کا سر شفقت کی وجہ سے اپنی گود مبارک میں رکھا۔(الترغیب والترھیب: ج:۴: ص:۴۷۴)

روایت کی گئی ہے کہ زراۃ بن اوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ایک مشہور تابعی تھے۔آپ لوگوں کو مقام رقہ میں امامت کروایا کرتے تھے۔ایک دن آپ نے نماز میں یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:(فاذا نقر فی الناقور) تلاوت فرماتے ہی آپ نے چیخ ماری اور محراب میں وفات پاگئے۔اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔(الترغیب والترھیب: ج:۴:ص:۲۶۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں ایک لڑکا تھا جو پہاڑ پر رہتا تھا۔ایک دن اس نے اپنی ماں سے کہا: کہ آسمان کس نے پیدا کیا ہے اس کی ماں نے جواب دیا: اللہ عزوجل نے پیدا کیا ہے پھر اس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرادیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔(احیاء العلوم: ج:۳:ص:۲۷۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:"واذا رایت ثم رایت نعیما وملکا کبیرا"(سورۃ الدھر: آیت:۲۰) تو ایک حبشی نے کہا: یارسول اللہ ﷺ کیا میری آنکھیں جنت کی نعمتیں اس طرح دیکھیں گی جس طرح آپ کی آنکھیں دیکھتی ہیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس حبشی نے رونا شروع کر دیا حتی کہ اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کر گئی، اور فوت ہو گئے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا تھا کہ حبشی کو قبر میں رکھ رہے تھے۔ (الترغیب والترھیب: ج:۴:ص:۳۹۹)

حضرت ابو ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حجرے میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ بیٹھے تھے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ رو یئے یعنی اگر رونا نہیں آتا تو ایسی شکل اختیار کریں جس طرح کوئی زور سے روتا ہے اگر آپ کو معلوم ہوتا تو تم میں سے ہر ایک نماز میں اتنا قیام کرتا کہ اس کی کمر ٹوٹ جاتی اور اتنا روتا کہ اس کی آواز رونے کیوجہ سے ختم ہو جاتی۔ (الترغیب والترھیب: ج:۴:ص:۲۳۱)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: "اذا الشمس کورت" سے "واذا الصحف نشرت" تک تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

ایک دن ایک مقام پر سے گزر رہے تھے اور صاحب مکان نماز میں مشغول تھا۔ نماز میں یہ آیت کریمہ: "ان عذاب ربک لواقع ما له من دافع" (سورۃ طور: پارہ:۷، ۸) تلاوت کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری سے اترے اور ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر دیر تک کھڑے رہے اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر تشریف لائے اور ایک مہینے تک بیمار رہے، لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیمارداری کیلئے آتے تھے، لیکن کسی کو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری معلوم نہ ہوئی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس چیز سے بیمار ہیں۔

(احیاء العلوم: ج:۴:ص:۱۸)

روایت کی گئی ہے کہ انصار کا ایک نوجوان جس کے دل میں دوزخ کا خوف داخل

ہوا تھا جس کی وجہ سے روتا تھا۔ اور اس کے باعث گھر سے نکلتا نہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نوجوان کے گھر تشریف لائے اور نوجوان کے ساتھ معانقہ کیا۔ وہ نوجوان مر کر گر گیا سردار کونین ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دوست (یعنی نوجوان) کیلئے کفن کا انتظام کریں۔ (احیاء العلوم: ج: ۴: ص: ۱۸۱)

ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے وہ اس وقت تک آگ میں نہیں ڈالا جائے گا جب تک کہ دودھ تھن میں واپس داخل نہ ہو۔ یعنی جس طرح دودھ کا تھن میں واپس داخل ہونا محال اور ناممکن ہے اس طرح اس شخص کا جہنم میں داخل ہونا ناممکن ہے اسے تعلیق بالمحال کہتے ہیں)

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ رویا کرتے تھے۔ تلاوت کے دوران بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے۔ (حجۃ اللّٰہ البالغہ: ج: ۲: ص: ۹۹۹)

وجد فقہاء و مشائخ کی نظر میں

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ دورانِ وجد بے قابو ہو جاتے ہیں اور وجد میں گھومتے ہیں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ: ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں چھوڑ دو۔ کیونکہ طریقت نے ان کے دل کاٹ دیئے ہیں اگر تم ان کی لذت سے آشنا ہو جاؤ تو چیخنے چلانے اور کپڑے پھاڑنے میں ان کو معذور سمجھو گے۔

ترجمہ اشعار: وجد میں کوئی گناہ نہیں اگر حقیقی ہو یا ظاہری بشرطیکہ خالص اللہ کیلئے ہو۔ حقیقی وجد قوالی یا دوسرے لوازمات کا محتاج نہیں ہوتا کیونکہ ایسے شخص کو دائمی لذت اور خوشی

حاصل ہو جاتی ہے۔

ایسے لوگ بھاگتے رہیں ایک پاؤں پر چلیں یا سر کے بل چلیں اس میں کوئی گناہ نہیں۔(رسائل ابن عابدین: ج:۱ :ص: ۱۷۳،۱۷۲)

تحقیق اور دلائل کے لحاظ سے اس مسئلے کا قطعی جواب صاحب عوارف المعارف مصنف احیاء العلوم اور علامہ ابن کمال پاشا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا ہے وہ فرماتے ہیں: کہ وجد اور تواجد میں کوئی گناہ نہیں اگر یہ خالص رضاءِ الٰہی کیلئے ہو اور جو عارفین باللہ ہیں اور ہمیشہ نیک کام کرتے ہیں اور ایسے سالکین جو اپنے آپ کو اعمال قبیحہ سے بچاتے ہیں۔اور جب عشق الٰہی ان پر غالب آجاتا ہے تو یہ لوگ بے ہوش ہو کر گر جاتے ہیں اور محبتِ الٰہی میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔(فتاوی شامی: ج: ۱ :ص: ۳۳۷)

خیر النساج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ایک دن موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سامنے ایک حکایت بیان فرما رہے تھے۔ کہ اس دوران ایک شخص پر وجد طاری ہوا اور چیخ ماری حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو ڈانٹا۔اسی وقت وحی نازل ہوئی کہ: اے موسیٰ علیہ السلام اس شخص نے میری محبت میں چیخ ماری آپ کو کیونکر انکار ہے۔(علامہ عبدالوہاب شعرانی: انوار القدسیہ: ج:۱:ص:۱۸۵)

بعض صوفیاءِ عظام پر جب خوفِ الٰہی غالب آجاتا ہے تو وہ رونے لگتے ہیں۔اور ان کے اعضاء حرکت کرتے ہیں جیسا کہ حضور پاک ﷺ جب رات کو نماز پڑھتے تو آپ ﷺ کے سینے مبارک سے ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز آتی۔(از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: حجۃ اللہ البالغہ: ج:۲:ص:۹۹)

جناب ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اشعار اور قوالی ہر وقت نفع بخش ہے خاص کر ضعیفوں کیلئے مفید ہے اس لئے کہ سماع سے ہر عضو پر خاص اثر ہوتا ہے آنکھیں اس کے اثر سے روتی ہیں زبان پر اثر ہو تو وہ چیخ مارتی ہے۔ ہاتھ متاثر ہو تو کپڑے پھاڑے جاتے ہیں اور چہرے پر تھپڑ مارا جاتا ہے اور جب پاؤں پر اثر ہو تو رقص کرنے لگتے ہیں۔ (انوار القدسیہ: ج:۱: ص:۱۸۷)

منقول ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وعظ کیلئے کرسی پر تشریف فرما ہوئے تقریر انواع علوم پر ہوتی تھی۔ حاضرین حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت اور ہیبت کی وجہ سے خاموش بیٹھے رہتے۔ اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے (مضی القال وعطفنا بالحال) اس جملے کے ساتھ ہی حاضرین پر وجد طاری ہو جاتا کچھ رونے لگتے بعض کپڑے پھاڑنے شروع کر دیتے اور بعض بے ہوش ہو کر جان دے دیتے۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: اخبار الاخیار)

یعنی جو شخص سماع اور وجد کے اثرات سے انکار کرتا ہے۔ تو یہ اس کی اپنی کوتاہ علمی ہے۔ اس شخص کے پاس وہ علم نہیں جس کے ذریعے وہ صوفیاءِ کرام کے احوال جان سکے ایسے شخص کی مثال اس ہیجڑے (نامرد) کی طرح ہے جو اپنی نامردی اور قوتِ شہوت کی عدم موجودگی کے باعث لذتِ جماع سے انکار کرے۔ (از علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: انوار القدسیہ: ج:۱: ص:۱۸۵)

صوفیاءِ کرام ایک مجلس میں ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں اس مجلس میں ایک شخص پر وجد طاری ہو جاتا ہے اور وہ اٹھتا ہے خواہ یہ جذب اختیاری ہو یا بے اختیار کیا یہ جذب جائز ہے یا نہیں اور کیا لوگوں کو منع کرنا چاہیے یا نہیں؟

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وجد سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

بعینہ یہ سوال شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی سے پوچھا گیا۔
انہوں نے جواب دیا کہ اس سے انکار نہیں ہے اور جو لوگ ان کو منع کرتے ہیں ان کو تعذیر شرعی دینی چاہئے۔ علامہ انباسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آپ سے یہی سوال پوچھا تو انہوں نے یہی جواب دیا۔
مزید فرمایا کہ: صاحب الحال مغلوب ہوتا ہے اس سے منکر محروم ہے۔ یہ لوگ وجد کی لذت سے نا آشنا ہیں۔ یہی جواب حنفیہ اور مالکیہ کے علماء نے بھی دیا ہے اور مذکورہ جوابات کی تائید کی ہے مخالفت نہیں۔ (از حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: الحاوی للفتاوی ج:۲: ص:۲۳۴)
قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ جب برکات اور تجلیات کی بارش بکثرت ہوتی ہے اور صوفی کا حوصلہ تنگ اور استعداد کمزور ہوتی ہے تو (صوفی برداشت نہیں کر سکتا اس لئے) بیہوشی کی حالت طاری ہو جاتی ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ظرف وسیع تھے اور صحبت رسول اللہ ﷺ کی برکت سے استعداد قوی تھی۔ اس کے باوجود برکات کی کثیر بارش کے ان پر بے ہوشی طاری نہیں ہوتی تھی صحابیوں کے علاوہ دوسروں کو یہ چیز میسر نہیں اس لئے دو وجوہ سے ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ یا نزول برکات ہی کم ہوتا ہے یا ان کا ظرف تنگ ہوتا ہے اور حوصلہ میں سمائی نہیں ہوتی۔
ایک دن امام شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں امام کے پیچھے ماہ رمضان میں عشاء پڑھ رہے تھے امام نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ''ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک'' (سورۃ بنی اسرائیل: آیت:۸۶)
تو حضرت امام شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وجد کی وجہ سے ایک چیخ ماری۔ لوگوں نے

یہ خیال کیا کہ امام شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وفات پا گئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور باقی اعضاء حرکت میں آ گئے۔ (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۴)

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ سجدوں میں لوگوں کو ذکر بالجہر سے منع نہیں کرنا چاہئے۔ تاکہ اس آیت کریمہ کی مخالفت واقع نہ ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں فرماتے ہیں۔ (ان سے زیادہ ظالم کون ہے جو لوگوں کو سجدہ میں ذکر الٰہی سے منع کرتا ہے) یعنی کوئی نہیں۔ (طحطاوی: ص: ۱۷۴)

حجۃ الاسلام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: رقص مباح ہے کیونکہ حبشی لوگ مسجد النبی ﷺ میں رقص کرتے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسے دیکھتیں اور جب حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تو لوگ وجد کو حرام جانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ اس کی انتہا مستی ہے جبکہ مستی بھی حرام نہیں۔ (از حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: کیمیائے سعادت: ج: ۲: ص: ۲۰۵)

جامع الشریعت والطریقت عالم باعمل مرشد اکمل۔ شیخ القرآن والحدیث۔ سید احمد علی شاہ سیفی۔ مجموعہ رسائل حصہ: ۲: ص: ۸۰۴: پر لکھتے ہیں۔ ابو داؤد شریف میں کتاب (الکسوف فی باب من قال یر کع رکعتین: ج: ۱: ص: ۱۶۹: اور: شمائل ترمذی: ص: ۲۷: فی باب بکاء النبی ﷺ) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ صلوٰۃ کسوف ادا فرما رہے تھے۔ حدیث شریف کے آخر میں ہے کہ سجدہ میں حضور ﷺ اُف اُف فرماتے تھے اور شمائل ترمذی میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سجدہ میں بہت دیر تک توقف فرمایا اور سجدہ میں اُف اُف کرتے اور روتے رہے۔

شرح شمائل میں علامہ عبدالجواد الرومی فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ اس اُف اُف کے ساتھ اپنے رب العٰلمین کیلئے بکاء بھی کرتے: ص:۳۴۷: دوسری حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قریب یہ آیت تلاوت کی جا رہی تھی۔ "ان لدینا انکالا وجحیما. الخ" تو نبی ﷺ نے ایک چیخ ماری۔ (احیاء العلوم: ج:۲: ص:۲۹۷) وفی عمدۃ السلوک: ص:۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق" (سورہ مائدہ: آیت:۸۳)

ترجمہ: یعنی اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے دیکھتے ہیں اسی سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔

قرآن مجید کی آیتوں کو سن کر رونا آ جانا اور دلوں کا نرم ہو جانا۔ یہی جذب اور وجد کی کیفیت ہے جو آیت مذکور سے ظاہر ہے۔ دیگر "فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا وخر موسی صعقا" (آیت:۱۴۳)

ترجمہ: یعنی پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے اختیار ہو کر گر پڑے۔

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خدا تعالیٰ کی تجلی کے پرتو سے بے اختیار ہو کر گر جانا کمال جذب و وجد کی دلیل ہے۔ سالک بھی خدا تعالیٰ کی تجلیات کے پرتو کو برداشت نہیں کر سکتا اور اس پر وجد و جذب چھا جاتا ہے اور بعض وقت اس حال کے کمال غلبہ میں محو ہو جاتا ہے جس کو استغراق کہتے ہیں۔ اور بھی بہت سی آیتیں وجد و حال پر دلالت کرتی

ہیں۔ مثلاً: "ان الذین اوتو العلم من قبلہ اذا یتلی علیھم یخرّون للاذقان سجدا" (آیت:۱۰۷: پارہ:۱۵)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں کو قرآن پاک سے پہلے علم دیا گیا تھا، یہ قرآن جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔

شفی اصبحی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں آپ سے حق کیلئے اور پھر حق کیلئے درخواست کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث رسول اللہ ﷺ بیان کیجئے جس کو آپ نے خوب سمجھا اور پوچھا ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں ایسا کرونگا میں تم سے ایسی ہی حدیث رسول اللہ ﷺ بیان کرونگا جس کو میں نے سمجھا اور پوچھا ہے پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چیخ ماری (یہ کیفیت بے تابی یا تو شدت خوف سے ہوئی ہے کہ حدیث کا بلاکم وکاست بیان کرنا بڑی احتیاط کی بات ہے اور یا شدت شوق سے تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا) الحدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑے زور سے چیخ مارنا، بے اختیار ہوکر گرنا اور پسینہ آجانا وجد اور حال کی کھلی دلیل ہے۔ دوسری حدیثیں بھی بہت ہیں جو وجد وحال کی تائید کرتی ہیں۔ "مثلاً عن مطرّف عن ابیہ رایت رسول اللہ ﷺ یصلی وفی صدرہ ازیز کازیز المرجل من البکاء" (رواہ ابو داؤد: جمع الفوائد ومشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کیوجہ سے آپ ﷺ کے سینے مبارک سے چکی کی آواز کی مانند آواز آرہی تھی۔

مختلف سلاسل کے اولیاء کے یہاں بھی وجد کے واقعات بکثرت ملتے ہیں۔
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت ابو علی وقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہات سے بعض لوگوں کا وجد میں وصال پانا بھی مروی ہے۔ خواجہ ہاشم کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی برکاتِ احمدیہ میں ایسے واقعات درج کیے ہیں مثلاً حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال میں ہے کہ ان کی خدمت میں ایک صاحب خواجہ برہان حاضر ہوئے جو پہلے کسی دوسرے سلسلے میں نسبت اور اجازت حاصل کر چکے تھے وہ تصور شیخ کی نگہداشت سے اس قدر جذب سے مغلوب ہوئے کہ بڑھاپے کے باوجود وہ قریب دو ہاتھ اوپر اُچھلتے تھے اور خود کو دیوار و درخت پر مارتے تھے اور کسی طرح قابو میں نہ آتے تھے۔

مولوی اشرف علی دیوبندی فرماتے ہیں کہ وجد آنا ایک نا آشنا اور بہتر حال ہے جو سالک پر آتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایسا حال غالب ہوا تھا کہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ ابھی وفات پا جائیں گے۔ لہٰذا یہ حال و وجد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعے سے بہت واضح ثابت ہو گیا۔ (تکشف: ص: ۵۴۵)

اگر کوئی زیادہ معلومات چاہے تو ہمارے والد محترم کے مجموعہ رسائل حصہ دوم کا مطالعہ کرے۔

شیخ الانس والجان بابا سید عمر دراز شاہ مشہدی۔ روحانی نصاب: ۱۸۲: میں فرماتے ہیں:
جذب، وجد، تواجد: سالک اکثر دو حالتوں سے دوچار ہوتے ہیں کبھی تلوین اور کبھی تمکین سے تلوین مقام طلب ہے جس میں حالتیں آتی جاتی رہتی ہیں اور سالک مغلوب الحال ہوتا ہے۔

گہ گریاں گہے خنداں گہے حیراں گہے تالاں بجز ایں شغل یک لحظہ بنودے روزگار من

یعنی کبھی رونا کبھی ہنسنا کبھی حیران ہونا ہے اور تمکین مقام رسوخ و استقرار ہے جس

میں سالک مغلوب الحال نہیں ہوتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو زنان مصر نے دیکھا تو مدہوشی میں اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں یہ عورتیں مقام تلوین میں تھیں اور زلیخا بھی وہیں موجود تھی مگر شب وروز کے مشاہدہ جمال نے اس کو متحمل بنادیا تھا لہٰذا نہ تو بے ہوش ہوئی نہ انگلیاں کاٹیں نہ اس کی زبان سے بے ساختہ کوئی کلمہ نکلا حالانکہ اس کا عشق روز افزاں ترقی پر تھا مقام تمکین میں سالک انبیاء علیہم السلام کے کمالات معنوی سے فیض یاب ہوتا ہے اور مقام تلوین میں محروم رہتا ہے۔ سالک مبتدی ابتداء میں مرشد کامل کی توجہ سے عشق حقیقی کی گرمی محسوس کرتا ہے تو اندہ یافت کی شدت سے مشتغل ہوتا ہے کبھی پیچ وتاب کھاتا ہے کبھی تڑپتا ہے لوٹ پوٹ ہوتا ہے اور کبھی چیختا ہے چلاتا ہے ھاؤ، ھو اور ھو اللہ کے نعرے لگاتا ہے کبھی لرزہ براندام ہوتا ہے بے قراری کا اظہار کرتا ہے، کبھی روتا ہے اور کبھی خوشی اور طرب کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اگر تو یار نداری چرا طلب نکنی　　　اگر بیار رسیدی چرا طرب نکنی

سیر عروجی میں عموماً سکر استغراق فنا اور بے خودی سے سالک کو واسطہ پڑتا ہے۔

ساکنان سر کوہائے تو بناشند بیہوش　　　آں زمینے است کہ آنجا ہمہ مجنوں خیزد

جذب ووجد کی بعض کیفیات عجیبہ اور حالات غریبہ جو ہمارے سلسلہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے سالکین کو حاصل ہوتی ہیں۔

"والتاوه اعنی الوجد التواجد والایصاح والانین والتاوه والبکاء وغیرها من شدة الفرح او شدة الجنون لاجل الوارد الذی نزل من اللّٰہ تعالٰی علی السالک عند استماع القرآن او الذکر او بتوجه الشیخ وغیر ذلک مما یتاثر به"

یعنی میری مراد اس سے وجد ہے جس میں بے اختیار سالک کرتا ہے کھڑا ہوتا ہے

مرتعش کی طرح حرکت کرتا ہے یا تواجد یعنی اہل حال کی محبت میں اور وجد کی تمنا میں قصداً وجد کی کیفیت طاری کرتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ (ابکو فان لم تبکو فتباکو)۔

یعنی روؤ اگر رونا نہیں آتا تو رونے والوں کی صورت اختیار کرو کیونکہ بے اختیار رونا وجد کی ایک صورت ہے اور قصداً رونا عین تواجد ہے جو شرعاً مامور و مطلوب ہے۔

انین یعنی بلک بلک کر رونا اور تاوّہ یعنی آہ آہ کرنا یا اداہنا کر رونا یہ حالت فیض الٰہی کے اصول کی خوشی میں طاری ہوتی ہے یا محبوب حقیقی کی یاد یا خوف خداوندی یا جنت و دوزخ کے ذکر سے طاری ہوتی ہے۔ ان واردات کا من جانب اللہ ورود ہوتا ہے جب سچی طلب ہو اور سالک فیضان کا منتظر ہو اور اولیاء کرام سے محبت کرتا ہو تو یہ مبارک حالت اس کو نصیب ہوتی ہے اور جو مغرور اور متکبر ہو یا غافل غیر طالب اور گستاخ ہو تو اس کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ اور اس کی بنجر زمین میں پھول نہیں کھلتے

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست　　در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

جذب استغراق کی نعمت عظمیٰ شیخ کامل کی توجہ اور دیدار سے کبھی حمد و نعت مصطفیٰ ﷺ اور کلام عارفانہ کے سننے سے اور کبھی ذکر سے حاصل ہوتی ہے بعض علماء نے بناوٹی صوفیوں یعنی متوصفہ کا رد کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ بعض بھنگی، چرسی اور شراب خور نام نہاد نشے میں دھت ہو کر دھمال مچاتے ہیں ناچتے ہیں اور ان کا شریعت و طریقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا لوگوں کو بے قوف بناتے ہیں اور شریعت سے استہزاء کرتے ہیں۔

کار شیطان میں کنند نامش ولی　　گر ولی این است لعنت بر ولی

مگر منصف مزاج عقل مند لوگ جانتے ہیں کہ اہل اللہ جو شریعت مطہرہ کے پابند ہیں ان کے جذب اور پاکیزہ وجد میں اور گمراہ پیروں کے دھمال اور شیطانی رقص میں زمین و

آسمان کا فرق ہے۔ جب سالک پر مرشد کی توجہ سے فیوضات ربانی اور قوی واردات کا وُرود ہوتا ہے تو سالک چیختا ہے مرغ بسمل کی طرح تڑپتا ہے اور ھو کے نعرے لگاتا ہے: آہیں بھرتا ہے اور اس طرح منازل و مقامات سلوک طے کرتا ہے۔ آتش عشق بھڑک اٹھتی ہے اور اس طرح منزل قریب آجاتی ہے وللہ در القائل

جائیکہ زاہداں بہ ہزار اربعین رسند   مست شراب عشق بہ یک آہ می رسند

یعنی جس مقام تک زاہد ہزار چلّوں کے بعد پہنچتا ہے وہاں تک مست شراب عشق ایک ہی آہ میں جا پہنچتا ہے۔

"اللّٰھم اعطنا حبک وحب حبیبک واولیائک حضرت علامہ عبد الغنی النابلسی (حدیقة الندیة)" میں بحث فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اگر نام نہاد فاسق و فاجر متصوفہ نہ ہوں بلکہ سچے صوفیائے کرام کا طریق وجد و تواجد ہو تو "نور وھدایة واز توفیق من اللّٰہ وعنایتہ"

یعنی نور ہے ہدایت ہے اور اللہ کی توفیق کا اثر ہے اور اس کی عنایت ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تواجد اور تمایل (دائیں بائیں جھکنا) کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: دعو ھم مع اللّٰہ یفرحون. ان کو اپنے حال پے چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہونے دو کیونکہ یہ لوگ کبیدہ خاطر اور عشق خداوندی میں خستہ جگر ہیں لہٰذا ان کے لئے کوئی حرج کی بات نہیں۔

اسی طرح "امام اھل سنت شاہ احمد رضا خان رحمة اللّٰہ تعالیٰ علیہ الغانی قندھاری ثم بریلوی" اپنی کتاب فتاویٰ رضویہ" میں جذب اور وجد پر بہت سے دلائل تحریر فرمائے ہیں۔ منجملہ ان میں سے چند یہ ہیں۔ فتاویٰ رضویہ: ج:۲۴: ص:۱۵۴:

اور:۹۸: میں تحریر فرماتے ہیں کہ: (بحواله حديقة ندية)

''فان طريق الوجد والتواجد الذى تعلمه الفقراء الصادقون فى هذا الزمان وبعده كما كانوا يعلمونه من قبل فى الزمان الماضى نور وهداية واثر توفيق من الله تعالى وعنايته''

ترجمہ: اس لئے کہ وجد اور تواجد کا طریقہ جیسے اس زمانے کے سچے فقراء ہی جانتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے زمانے کے لوگ جانتے تھے۔ ایک نور ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی عنایت کا اثر ہوتا ہے۔

اور اسی طرح ص:۹۸: میں احیاء العلوم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''وقال الغزالى فى الاحياء ان ابا الحسن النورى رحمة الله تعالىٰ عليه كان مع جماعة فى دعوة فجرت بينهم مسئلة فى العلم وابو الحسين ساكت ثم رفع راسه وانشدهم ''يقول!

رب ورقاء هتوفى الضحىٰ	ذات شجو هتفت فى فتن
ذكرت الفا وحزنا صالحا	فبكيت حزنا فحاجت حزنى
فبكائى ربما ارقها	وبكاءها ربما ارقنى
ولقد تشكو فما افهمها	ولقد اشكو فما يفهمنى
غير انى بالجوى اعرفها	وهى ايضا بالجوى تعرفنى

قال فما بقى احد من القوم الا قام وتواجد ولم يحصل لهم هذا الوجد من العلم الذى خاضوا فيه وان كان العلم حق. انتهىٰ

ترجمہ: چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم میں فرمایا ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کسی دعوت میں ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اچانک ان کے درمیان میں ایک علمی بحث چھڑ گئی اور حالت یہ تھی کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بالکل خاموش بیٹھے تھے۔ پھر اچانک سر اُٹھایا اور یہ اشعار پڑھنے لگے۔ بہت سی کبوتریاں چاشت کے وقت لمبی لمبی آوازیں نکال کر درختوں کے شاخوں پر بولنے لگیں۔ میں نے محبت اور قابل قدر تحم کو یاد کیا۔ پھر میں غم کی وجہ سے رو پڑا۔ اور میرے غم میں اُبال اور جوش آ گیا۔ بسا اوقات میری گریہ وزاری نے انہیں نرم کر دیا اور بسا اوقات ان کے آہ و بکاء نے مجھے نرم کر ڈالا۔ بے شک وہ شکوہ وشکایت کرتے ہیں مگر میں تو انہیں نہیں سمجھا تا اور میں شکایت کرتا ہوں تو وہ مجھے نہیں سمجھاتے۔ مگر میں اپنی اندرونی سوزعشق کی وجہ سے مجھے پہچانتے ہیں۔ پھر بقول راوی سب کے سب وجد کرنے لگے۔ اور یہ وجد اس علم کیوجہ سے نہ تھا جس میں وہ اُلجھے ہوئے تھے۔ اگرچہ علم حق ہے۔

آگے تحریر فرماتے ہیں:

"ولا شک ان تواجد فیه تشبه باهل الوجد الحقیقی وهو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول اللّٰه ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم "(رواه الطبرانی فی الاوسط عن حذیفة بن الیمان رضی اللّٰه تعالیٰ عنه)

ترجمہ: بلاشبہ اس تواجد میں حقیقی وجد کرنے والوں سے مشابہت ہے اور یہ جائز ہے بلکہ شرعاً مطلوب ہے چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔ امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت حزیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ: ص:۱۵۴،۹۸: ج:۲۴:)

اسی طرح مولوی مفتی فرید فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ میں: ج:

ا:ص:۳۹۷: میں وجد اور جذب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

وجد ایک غیر اختیاری امر ہے سلف صالحین پر بھی طاری ہوا ہے لہٰذا اس پر انکار کرنا منکر ہے۔

اور اسی طرح فتاویٰ بلخی المسمیٰ عیون النکات شرح شروط الصلوٰۃ میں جذب اور وجد کے بہت سے دلائل دینے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ "ولا ینکرها الا احمق او مجنون . ص: ۱۲۱"

یعنی اس حالت شریفہ سے احمق اور مجنون کے علاوہ اور کوئی انکار نہیں کرتا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ وجد اور جذب تواجد رقص غشی اور بکا۔ یہ تمام حالت شریفہ اگر ایسے لوگوں سے صادر ہو جائیں جو فاسق و فاجر متصوفہ نہ ہوں بلکہ سچے صوفیاء کرام ہوں تو یہ تمام کے تمام حالات شریفہ نور و ہدایت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کا اثر ہے اور اس کی عنایت ہے جیسے کہ حدیقہ ندیہ کے حوالے سے ذکر کیا گیا۔

فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو رد کیا ہے وہ ان لوگوں پر ہے جو کہ فاسق و فاجر ہوتے ہیں۔ خلاف شرع کام کرتے ہیں۔ دین سے دور ہوتے ہیں۔ چرس، افیم، دیگر نشے وغیرہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ان کے دلوں میں نہیں ہوتا جو کہ متصوفہ ہے یعنی بناوٹی پیر فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو رد کیا ہے وہ ان لوگوں پر کیا ہے۔

"نماز کے دوران میں وجد واثبات کا حال"

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے عارفوں کی وجد اور حال بہت سارے دلائل کے ساتھ ثابت ہے اور ان کی بہت ساری اقسام میں سے اللہ کا ذکر تلاوت قرآن اور قرآن کریم کی سماعت کے وقت وجد اور حال کی کیفیات وارد ہوتی ہے چونکہ نماز اللہ

کے ذکر اور تلاوت قرآن کریم پر مشتمل ہے تو نماز کی حالت میں یقیناً وجد اور حال کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

تو بہر کیف کہ وجد اور حال جسم کے ہلنے کی صورت میں ہو یا رونے کی صورت میں یا چیخ مارنے کی صورت میں ہو یا زبان سے آہ اُوہ اُف یا دیگر الفاظ زبان سے خارج ہو یا انسان کے گرنے یا بے ہوش ہونے کی صورت میں ہو یا لطائف کی حرارت تیزی سے حرکت کرنے کی صورت میں ہو جیسا کہ اقسام وجد میں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا وجد وحال خاشعین پر نماز کی حالت میں یا نماز سے باہر دونوں صورتوں میں جائز بلکہ ثابت ہے۔ بلکہ اللہ کی جانب سے توفیق سے اور نور اور ہدایت ہے۔ یہاں پر خصوصیت کے ساتھ وجد اور حال نماز کی حالت میں وارد ہو تو اس کے لئے دلائل ملاحظہ کریں۔

(۱): نماز کی حالت میں وجد اور حال پر ایک دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔ قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون۔

ترجمہ: "یقیناً وہ مؤمن کامیاب ہیں جو نماز کی حالت میں خشوع رکھنے والے ہیں"

اس لئے کہ جو لوگ نماز کی حالت میں خشوع خضوع رکھتے ہیں ان پر ایک قسم کا وجد اور حال اور کیفیت طاری ہوتی ہے کیونکہ نماز آنکھوں کی ٹھنڈک اور مومن کی معراج ہے۔

(۲): دوسری دلیل یہ آیت کریمہ ہے: "تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم"

ترجمہ: قرآن مجید کی آیتیں سننے کے ساتھ ان کی کھال لرزنے لگتی ہے۔ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے کہ بدن کا لرزنا وجد کی ایک نوع ہے اور پہلے ہم تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ قرآن کریم سننا اور اس وقت بدن کا لرزنا اللہ کا خوف رکھنے والوں کی صفت ہے چونکہ نماز بھی قرآن کریم کی تلاوت پر مشتمل ہے تو لہٰذا نماز میں لرزنا ثابت ہوا۔ اور یہ بھی وجد کی

قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ جیسے پہلے گزر چکا ہے مفصلاً۔

(۳): "فلما تجلیٰ ربه للجبل جعله دكا وخر موسیٰ صعقًا" (الاية)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گر کر بے ہوش ہو گئے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

اکمل تجلی ذاتی دنیا میں حالت نماز میں ہوتی ہے۔ اس کے بعد اکمل تجلی ذاتی حالت نذع میں ہوتی ہے اور اس سے اکمل تجلی ذاتی قبر میں ہوتی ہے۔ اور اس سے اکمل تجلی ذاتی میدان حشر میں ہوتی ہے۔ اور اس سے اکمل تجلی ذاتی جنت میں اللہ کے دیدار کے وقت **۔(رزقنا الله سبحانه بفضله و كرمه و رحمة و بطفيل حبيبه المكرم ﷺ و بطفيل مرشدنا الكريم رحمة الله تعالىٰ عليه . آمين)**

اور جب نماز میں اکمل تجلیات سالکوں پر وارد ہوتی ہیں تو کبھی کبھی گر جانا اور بے ہوش ہو جانا یہ بھی آتا ہے جیسے کہ احادیث کے باب میں تفصیل سے گزر چکا ہے اور بہت ساری مثالیں گزر چکی ہیں۔ جب مختلف احوال وجد کے انہی تجلیات سے آتی ہیں تو آیت کریمہ نماز میں وجد کی دلیل بن گئی، کیونکہ تجلیات ربانیہ اللہ کی تجلیات نماز میں اتم اور اکمل ہیں۔

اور اسی طرح قرآن مجید کی بہت سی آیتیں پہلے گزر چکی ہیں جو کہ نماز میں وجد اور حال کی دلیل ہیں۔ منجملہ ان میں سے جو تفصیل کے ساتھ ذکر ہو چکا ہے تفسیر روح المعانی کی آیت نمبر ۱۵۵: ج: ۳: سورہ الاعراف۔

اسی طرح فقہائے کرام اور علمائے دین بھی نماز کی حالت میں وجد و حال ثابت کرتے ہیں۔ ان میں سے ہم چند معتبر کتابوں کی عبارات ذکر کریں گے۔

جیسا کہ ہدایہ، عالم گیری، بزازیہ، درمختار، ردمحتار، عنایہ، فتح القدیر، احیاء العلوم، رشحات، عد السالکین، مقامات خواجہ نقشبند، مکاتیب شریفہ اور کفایہ، اور فقہ علی المذاہب الاربعہ، تاتار خانیہ بحرالرائق، وغیرہ معتبر اور معتمد کتابوں کی عبارات ملاحظہ کریں۔

(۴): علامہ شیخ السلام برہان الدین مرغینانی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور اور معتمد درسی کتاب ہدایہ شریف میں "باب یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا" میں اس طرح لکھا ہے کہ:

فان ان فیھا اوتاوہ او بکی فارتفع بکائہ(ای حصل منہ الحروف)فان کان(ای کل ذلک) من ذکر الجنت او النارلم یقطعھا لانہ یدل علی زیادۃ الخشوع فان کان من وجع او مصیبۃ قطعھا لان فیھا اظھار الجذع والتاسف فکان من کلام الناس. (ھدایۃ .ج: ۱ :ص ۱۲۰)

ترجمہ: یعنی اگر نمازی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کیا یا اتنا رویا کہ اس کا رونا حروف پر مشتمل ہو جائے تو پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کیوجہ سے طاری ہوئی تو نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ زیادہ خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر دنیاوی درد یا مصیبت کیوجہ سے یہ حالت ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں بے چینی اور افسوس کا اظہار ہے (اسے عام لوگوں کی باتوں میں سے شمار کیا جاتا ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے)

(۵): اسی طرح کفایہ شرح ھدایہ علیٰ ھامش فتح القدیر : ج: ۱ :ص: ۳۴۶: پر اس طرح لکھا ہے کہ:

"سئلت عائشۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا عن الانین فی الصلوٰۃ فقالت ان کان من خشیۃ اللّٰہ لا تفسد صلوٰتہ وان کان من الالم تفسد"

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نماز کے دوران رونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: کہ اگر اللہ کے خوف سے ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی اگر دنیاوی درد یا مصیبت کیوجہ سے ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۶): اسی طرح فتح القدیر شرح ہدایہ: ج:۱:ص:۳۲۶: پر ترمذی شریف کی حدیث کے حوالے سے (وھو یصلی ولجوفه عزیز کعزیز المرجل) "وھذا حجة علی الشافعي من انه قول ان الانین والتاوہ والبکاء یقطع الصلٰوة مطلقًا اذا حصل منه حرفان لان یعزیز المرجل یحصل الحروف لمن یصغی"

ترجمہ: یہ حدیث مبارکہ حضرت شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر حجت ہے اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ دوران نماز آہ اوہ کی آواز نماز کو توڑ دیتی ہے جبکہ یہ الفاظ زبان سے خارج ہو جائیں۔ اس لئے کہ ہانڈی کے اُبلنے سے حروف حاصل ہوتے ہیں اگر کان لگا کر سنا جائے۔

(۷): اسی طرح عنایہ شرح ہدایہ علی حاشی فتح القدیر: ج:۱:ص:۳۴۵: پر تحریر فرماتے ہیں:

"فان ان فیها اوتاوہ. الخ. الانین صوت المتوجع وقیل ھو ان یقول آہ والتاوہ ان یقول اوہ. وارتفاع البکاء ھو ان یحصل به حروف وکل ذلک اما ان یکون من ذکر الجنة او النار او من وجع او مصیبة فان کان الاول لم یقطعها لانه یدل علی زیادة الخشوع وان کان الثانی قطعها لان فیه اظهار الجزع والمصیبة فکان کل منهما دلیلا علی امر (علیحدة) والدلالة تعمل عمل الصریح اذا لم یکن ھناک صریح یخالفها ولو صرح بذکر الجنة او النار فقال اللّٰهم انی اسئلک الجنة واعوذ بک من النار لم یفسد صلٰوته ولو صرح باظهار الوجع فقال اللّٰهم انی مصاب فسدت صلٰوته

فکذلک بالدلالۃ اذ لیس ثم صریح یخالفھا"

ترجمہ: اگر ایک شخص دوران نماز آہ یا اوہ کرتا ہے۔(الانیـــن) دردمند کی آواز کو کہتا ہے۔ کسی نے کہا آہ اوہ کرنے کو الانین کہتے ہیں اور ارتفاع البکاء اس کو کہتے ہیں کہ رونے کے ساتھ حروف حاصل ہو جائیں۔ ہر ایک امور مثلاً جنت یا جہنم کی یاد کی وجہ سے ہو یا دنیاوی مصیبت کی وجہ سے ہو۔ اگر جنت یا جہنم کی یاد کی وجہ سے ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ اللہ کے خوف کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ اس طرح کی فریاد اور مصیبت کا اظہار دونوں جدا جدا صورتیں ہیں۔

یہ دلیل دلیل صریح ہے اگر دوسری صریح اس کے خلاف نہ ہوں۔ اور اگر جنت یا جہنم کی یاد کی وجہ سے ہو تو تصریح کرلے کہ یا اللہ میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر دنیاوی مصیبت کے اظہار کی تصریح کی کہ میں درد میں ہوں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اسی طرح دلالت کی صورت میں بھی حکم ہے کہ اس کے آہ یا اوہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اسے کوئی تکلیف ہے اور اس طرح کے الفاظ ادا کرتا ہے کہ اے اللہ: مجھے مصیبت پہنچی ہے، میں مصیبت زدہ ہوں تو نماز فاسد ہوتی ہے۔ اور اسی طرح دلالت کی صورت میں بھی حکم ہے اس لئے کہ صریح اس کے خلاف موجود نہیں۔

(۸): اسی طرح بحر العلوم واقف مذاہب اربعہ حضرت علامہ عبد الرحمٰن جزیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب الفقہ المذاہب اربعہ: ج:۱:ص:۳۰۰: پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

"الانیـن والتـاوہ والتـافیف والبکـاء اذا اشـتملت علی حروف مسـموعۃ فانھا تبطل الصلوٰۃ الا اذا کانت ناشئۃ من خشیۃ اللّٰہ او من مرض

بحيث لا يستطيع منعها وهٰذا الحكم متفق عليه بين الحنفية والحنابلة والمالكية في مسئلة الخشية''

ترجمہ: یعنی نماز میں آہ اوہ اف کرنا اور اسی طرح رونا کہ حروف مسموعہ پر مشتمل ہوں تو یہ چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں مگر جب یہ حالت اللہ کے خوف کیوجہ سے صادر ہو یا ایسے مرض کیوجہ سے ہو جس میں حالت مذکورہ کے منع کرنے کی طاقت نہ ہو تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہ حکم مذکورہ بابت خشیت حنفیہ، حنابلہ اور مالکیہ کے مابین متفقہ ہے۔ (یعنی نماز فاسد نہیں ہوتی)

شوافع کہتے ہیں کہ اگر اس طرح رونا ہو کہ دو حروف حاصل ہو جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن حدیث ترمذی اور ابوداؤد امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر حجت ہے۔ حروف کے علاوہ اور قسم کے بھی وجد ہیں جو دوران نماز حنفی حنبلی اور مالکی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم مانتے ہیں۔ نماز کے علاوہ وجد اور حال کی تمام اقسام پر مذاہب اربعہ متفق ہیں۔

(۹): اسی طرح (الشيخ العلامه زين الدين ابن نجيم بحر الرائق: ج: ۲: ص: ۳ سے ۴ تک علامه زين الدين ابن نجيم قدس سره) فرماتے ہیں:

''والانين والتاوه وارتفاع بكائه من وجع او مصيبة لا من ذكر جنة ونار اى يفسدها اما الانين فهو ان يقول او كما في الكافي والتاوه هو ان يقول اوه.... واما اتفاع البكاء فهو ان يحصل به حروف وقوله لا من ذكر جنة او نار عائد الى الكل فالحاصل انها ان كانت من ذكر الجنة او النار فهو دال على زيادة الخشوع ولو صرح بهما فقال اللّٰهم انى اسئلك الجنة واعوذ بك من النار لم تفسد صلوٰة وان كان من وجع او مصيبة فهو دال على اظهار هما فكانه قال انى مصاب (فتفسد صلوٰة)''

ترجمہ: یعنی نماز میں آہ اوہ اور حروف پر مشتمل رونا نماز کو فاسد کر دیتا ہے جب دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے صادر ہوا اور اگر جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے یہ حالات پیش آجائیں تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی۔ انین یہ ہے کہ "آہ" کریں اور تاوہ کا مطلب یہ ہے کہ "اوہ" کریں اور بکاء مرتفع کا یہ ہے کہ اس کے ساتھ حروف بھی صادر ہو جائیں اور "لا من ذکر جنة او نار" کا قول "آہ" "اوہ" اور "بکاء" مرتفع تینوں کی طرف راجع ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو جائے تو زیادت خشوع کی دلیل ہے۔ اور نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور اگر جنت اور دوزخ پر تصریح کر دی پس اس طرح کہا کہ اے اللہ: میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو تب بھی زیادت خشوع کی دلیل ہے اور اگر یہ حالت دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے ہو تو پھر بھی اس درد اور مصیبت کی دلیل ہے پس گویا اس نے کہا کہ میں مصیبت زدہ ہوں (تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائیگی)

(۱۰): اسی طرح فتاویٰ تاتارخانیہ: ج:۱: ص:۵۷۹: پر علامہ علاؤ الانصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ولو ان فی صلوٰة او تاوہ او بکی فارتفع بکائه وفی الخانیة فحصل له حروف فان کان من ذکر الجنة او النار فصلوٰته تامة وان کان من وجع او مصیبة فسدت صلوٰته عند ابی حنیفة ومحمد رحمهما اللّٰہ تعالیٰ"

ترجمہ: یعنی اگر کسی نے نماز میں آہ۔ اوہ کی یا رویا اور اس کا رونا مرتفع (اونچا) ہو گیا اور فتاویٰ خانیہ میں ہے کہ مرتفع رونا یہ ہے کہ اس کی وجہ سے حروف حاصل ہو جائیں پس اگر یہ حالت جنت اور دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہو جائے تو نماز تام اور کامل ہے اور اگر دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے طاری ہو تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اورامام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں کا قول ہے۔

(۱۱): اسی طرح علامہ شیخ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علی مراقی الفلاح :ص:۱۷۴: پر تحریر فرماتے ہیں:

''الوجد مراتب وبعضه يسلب الاختيار فلا وجه لمطلق الانكار وفي التاتارخانية ما يدل على جوازه للمغلوب الذي حركاته كحركات المرتعش. آه''

ترجمہ: یعنی وجد کی کئی اقسام ہیں ایک وجد ایسا ہوتا ہے جو اختیار کو سلب کر لیتا ہے۔ پس مطلقاً انکار کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے مغلوب الحال سالک جس کی حرکات مرتعش کی حرکات کی طرح بغیر اختیاری ہوتی ہیں (اس کے لئے نماز کے اندر بھی یہ حالت جائز ہے)

(۱۲): اسی طرح فتاویٰ عالمگیری :ج:۱:ص:۱۰۰: پر مرقوم ہے کہ:

''ولو ان في صلوٰة او تاوه او بكى فارتفع بكائه فحصل له حروف فان كان من ذكر الجنة او النار فصلوٰته تامة وان كان من وجع او مصيبة فسدت صلوٰته ولو تاوه لكثرة ذنوب لا يقطع الصلوٰة وتفسير الانين ان يقول آه، آه، وتفسير التاوه ان يقول اوه. كذا في التاتارخانية''

ترجمہ: یعنی اگر کسی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کہا یا بکاء مرتفع سے رویا جس کی وجہ سے حروف حاصل ہوں پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو تو نماز صحیح اور کامل ہے اور اگر یہ حالت دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے ہو تو پھر نماز فاسد ہے اگر گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ''اوہ'' کیا تو بھی نماز فاسد نہیں ہے۔ انین کی تفسیر یہ ہے کہ ''آہ آہ'' کریں اور تاوہ کی

تفسیر یہ ہے کہ ''اوہ'' کریں۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے)

(۱۳): اسی طرح فتاویٰ بزازیہ علی حامش عالمگیری: ج:۱: ص:۱۳۶: پر عبارت اس طرح ہے کہ:

''وان ارتفع صوتہ فحصل بہ حروف ان کان من ذکر الجنۃ او النار لم تفسد صلوٰۃ وان کان من وجع او مصیبۃ تفسد صلوٰۃ''

ترجمہ: یعنی اگر نماز میں آواز مرتفع ہوگئی اور اس سے حروف حاصل ہوں تو اگر جنت یا دوزخ کی یاد کیوجہ سے ہے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے روئے تو پھر نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱۴): اسی طرح علامہ الوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو بغداد کے مشہور قاضی و مفتی ہیں نماز میں وجد کے متعلق یوں فرماتے ہیں۔ (تفسیر روح المعانی: ص:۸۶: ج:۹)

''واجیب بانھا غیر اختیاریۃ مع وجود العقل والشعور وھی کالعطاس والسعال ومن ھنا لا ینتقض الوضوء بل لا تبطل الصلوٰۃ''

ترجمہ: علامہ الوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفسر جلیل صاحب تفسیر روح المعانی متعلق وجد فرماتے ہیں۔ میں منکرین وجد کو جواب دیتا ہوں کہ نماز میں وجد یا آہ اوہ اف اف کرنا یہ حالات غیر اختیاریہ ہیں عقل و شعور کے ساتھ اس کی مثال کھانسی اور چھینک کی سی ہے جو ایک غیر اختیاری فعل ہے اس وجہ سے اس سے نہ تو نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (تفسیر روح المعانی: ص:۸۶: ج:۳: حصہ:۹)

(۱۵): اسی طرح علامہ شامی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ردمختار: ج:۱: ص:۴۱۶: پر فرماتے ہیں:

''لا لذکر جنۃ او نار. الخ. لان الانین ونحوہ اذا کان بذکر ھما

کانہ قال اللّٰھم انی اسئلک الجنۃ واعوذ بک من النار ولو صرح بہ لاتفسد صلوتہ"

ترجمہ: یعنی جنت اور جہنم کے خیال کی وجہ سے اگر یہ امور صادر ہو جائیں تو نماز فاسد نہیں ہوگی اس لئے کہ الانین وغیرہ کبھی جنت یا جہنم کی یاد پر مشتمل ہوتی ہے جیسا کہ ایک شخص کہتا ہے یا اللہ میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس طرح تصریح کرتا ہے تو اس سے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

اس کے علاوہ تاوہ یا تافیف کی تفسیر میں لکھا ہے۔

"التاوہ قال فی شرح المنیۃ بان قال اوہ بفتح الھمزۃ وتشدید الواو مفتوحۃ وبضم الھمزۃ واسکان الواو او قال آہ بمد الھمزۃ وذکر فی الحلیۃ فیہ ثلاث عشرۃ لغۃ ساقہا فی البحر والتافیف قال فی الحلیۃ اُف اسم فعل لاتضجر وفیہ لغات انتہت الی اربعین منہا ضم الھمزۃ مع تثلیث الفاء مخففۃ اُف ومشدودۃ اُف منونۃ او غیر منونۃ اف.الخ"

ترجمہ: اوہ کے بارے میں شرح منیہ میں لکھا ہے یا تو الف پر فتح ہو واؤ پر تشدید مفتوحہ یعنی اَوّہ اور یا اوہ کے الف پر ضمہ اور واو ساکن یعنی اُوْہ اور یا آہ ہمزہ پر مد کے ساتھ۔ اور حلیہ میں اس کے (۱۳) عدد لغات ذکر کئے ہیں جو کہ بحر الرائق میں موجود ہیں۔ اور تافیف کے بارے میں حلیہ میں ہے کہ یہ اسم فعل ہ۔ یعنی دل چھوٹا نہ کریں۔ اور اس میں تقریباً چالیس عدد لغات ہیں۔ بعض اس میں سے یہ ہیں۔ ہمزہ ضمہ کے ساتھ اور فا پر تینوں حرکات ہیں یعنی زبر زیر اور پیش۔ یا ف غیر مشددہ ہو یا مشددہ ہو یا تنوین کے ساتھ ہو یا بغیر تنوین کے ہو۔

(۱۶): اسی طرح علامہ حصکفی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درمختار: ج:۱: ص:۴۱۶: پر تحریر فرماتے

ہیں کہ:

”فلو اعجبته قرآءة الامام فجعل یبکی ویقول بلی او نعم او اری لا تفسد لدلالته علی الخشوع“

ترجمہ: اگر کسی کو امام کی قرائت اچھی لگی اور وہ روتے ہوئے کہنے لگے کہ جی ہاں بالکل تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس کی دلالت عاجزی پر ہے۔ یعنی یہ خشوع اور خضوع پر دلالت کرتی ہے۔

(۱۷): اسی طرح فتاویٰ امجدیہ میں مولانا امجد علی اعظمی لکھتے ہیں کہ:

”ذکرِ جنت و نار پر اگر گریہ طاری ہوا اور آہ اُف وغیرہما الفاظ زبان سے نکل گئے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ایک دو قدم ایسی حالت میں آگے یا پیچھے ہٹ گیا جب بھی حرج نہیں“ (درمختار میں ہے) ”لا لذکر جنة او نار“ (ردالمحتار میں ہے) ”لان الانین ونحوه اذا کان بذکر هما صار کانه قال اللّٰهم انی اسئلک الجنة واعوذ بک من النار ولو صرح به لا تفسد صلوته“ (فتاویٰ امجدیہ: ج:۱:ص:۱۸۱)

(۱۸): مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ:

”جنت و دوزخ کی یاد سے اگر آہ یا اُف وغیرہ بھی منہ سے نکل جاوے تب بھی نماز فاسد نہیں ہوتی“ (امداد: ج:۱:ص:۲۷۸)

رشحات نمبر ۴ پر لکھتے ہیں کہ:

”وهم وی میگفت که یکی از علماء رسوم نزد شیخ ما آمده بود میگفت حال اہلِ رقص و سماع از دو حال بیرون نیست یا دران وقت شعور دارند یا ندارند اگر شعور دارند باوجود شعور حرکت ورقص واظہار بیخودی بغایت قبیح است واگر شعور ندارند بعد از شعور طہارت نکرده نماز میگزارند

فیح تر است۔

شیخ در جواب آن دانشمند گفتند کہ اسباب نقض یکے آن است کہ عقل مسلوب می شود چنانچہ مجانین را واقع است و دیگری آن کہ عقل مستور میگردد چنانچہ در حال اغماء میباشد اما بی شعوری این طائفہ در حال رقص و سماع نہ مسلوب شدن عقل است و نہ مستور شدن عقل است بلکہ این بی شعوری راجہت آنست کہ دران محل عقل کلی از عالم الٰہی برین عقل جزوی قابض گردد و در مملکت وجود سالک حاکم و غالب میشود و این عقل کلی را قوت و قدرت آن ہست کہ تدبیر وضبط عالمی کند چہ جائے تدبیر وضبط بدن و بدن دران حال در ظل حمایت و تدبیر اوست و آن عقل کلی مدبر در مقام حفظ و نگہداشت او بلکہ نواقض وضوء در آن محل نمی ماند چہ طالب صادق در ان محل از طبیعت و احکام او بہ تمام بیرون می آید و از لوازم بشریت خلاص میشود پس دران وقت بہ تجدید وضوء اصلاً احتیاج نیفتد" (رشحات :ص:۱۷۲)

ترجمہ: اور یہ مبارک فرماتے ہیں کہ ایک شخص علماءِ ظواہر میں سے میرے پیر صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ اہلِ وجد اور جذب اور اہلِ رقص اور سماع والوں کا حال دو حالتوں سے باہر ممکن نہیں۔ یا تو اس وقت ان کو شعور ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اگر شعور ہے اور باوجود شعور کے یہ حرکات کرتے ہیں تو برا ہے اور اگر شعور نہیں ہے اور وضو کے بغیر نماز پڑھتا ہے تو یہ اس سے بھی برا ہے۔

اس سلسلے میں شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ وضو ٹوٹنے کا ایک سبب عقل کا سلب ہونا ہے جیسا کہ پاگلوں کے ساتھ واقع ہوتا ہے اور دوسری وجہ عقل کا مستور ہونا ہے۔ جیسا کہ بے ہوشی کے عالم میں عقل مستور ہو جاتی ہے جبکہ اہلِ تصوف کی بے شعوری در حالِ رقص و سماع اور در حالِ جذب و وجد اس میں نہ عقل مسلوب ہوتی ہے اور نہ عقل مستور

ہوتی ہے۔ لیکن اس بے شعوری کی توجیہ اس مقام پر یہ ہے کہ عقل کلی عالمِ الٰہی سے عقل جزوی پر حاوی اور قابض ہو جاتی ہے اور سالک کے وجود کی مملکت پر حاکم و غالب ہو جاتی ہے اور عقلِ کلی کو یہ قدرت اور قوت حاصل ہے کہ سارے عالم کی تدبیر ضبط کرے۔ رہ گیا صرف ایک بدن کی تدبیر و ضبط تو بدن اس حالت میں ظل حمایت اور تدبیر میں ہوتا ہے اور اس وقت عقلِ کلی مقامِ حفاظت و نگہداشت میں بدن کا مدبر ہوتا ہے تو نواقضِ وضو نہیں رہتا اس محل میں کیونکہ مرید صادق اس حالت میں طبیعت اور احکامِ طبیعت سے بالکل باہر ہوتا ہے اور لوازماتِ بشریت ختم ہو جاتے ہیں تو اس حالت میں تجدیدِ وضو کی بالکل احتیاج نہیں رہتی۔ اس لئے کہ نہ عقل زائل ہوئی نہ مستور ہوئی ہے بلکہ مغلوب ہوئی ہے یہ عقل و شعور باقی ہے مگر اختیار سلب ہو گیا ہے۔

لہٰذا اس عبارت شریفہ سے بھی علامہ الوسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریر کی تائید ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ وجد و حال کی حالت میں عقل و شعور باقی رہتا ہے جبکہ اختیار سلب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر نماز کی حالت میں یہ وجد و حال آ جائے تو بھی نہ وضو ٹوٹے گا اور نہ نماز فاسد ہو گی جیسے کہ روح المعانی کی عبارت میں گزرا۔

(۴۰): اسی طرح شیخ ابو الحسن محمد باقر بن محمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف مقامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: مقصد سوئم: ص:۱۵۵: باب بیانِ کراماتِ حضرت شاہِ نقشبند: میں اور شیخ صلاح بن مبارک بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف: عدۃ السالکین قسم چہارم: باب کراماتِ خواجہ بزرگ: ص:۱۸۲: میں حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت سے حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی امامت کا واقعہ جو انہوں نے علاقہ سفید مون بخارا میں حضرت خواجہ یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے باغ میں ادا

کی تھی اور وہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ:

''بباغ درآمدند وقت نماز پیشین شدہ بود۔ نماز مشغول شدند مولینا ابوبکر افنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ را امامت فرمودند بعد از تکبیر تحریمہ غایتی گذشتہ از مولانا ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیچ حرکت صادر نشد حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اورا از محراب بیرون آوردند خود بہ امامت مشغول شدند ہیبتی در آن قوم پیدا شدہ بود بر ہر یکی کیفیتی تصرف کرد کہ نتوانستند نماز گزاردن۔ آن جماعت کہ دران باغ بودند ہفتاد تن بودند ہر یکی را حالتی بود بعضی می گریستند و بعض در خاک میغلطیدند و بعضی بطرف صحرا روآوردہ بود و مولانا ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عمامہ و دراعہ را انداختہ بودند بہر طرف می رویدند و میگفتند دلیل من رنجیدہ مست و خاک بر سر میکرد''

ترجمہ: جب باغ میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے تو ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا لہٰذا نماز میں مشغول ہو گئے اور حضرت مولانا ابوبکر افنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو امامت کیلئے آگے کیا۔ جب مولانا صاحب نے تکبیر تحریمہ کہی تو کافی دیر تک ان سے کوئی حرکت صادر نہ ہو سکی تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں محراب سے پیچھے کیا اور خود مصلۂ امامت پر امامت کرنے میں مشغول ہوئے تو اس دوران آپ کی اقتداء میں جتنے لوگ تھے سب پر ایک قسم کی ہیبت طاری ہو گئی اور ہر مقتدی پر ایسی کیفیت نے غلبہ کیا کہ اس میں نماز پڑھنے کی طاقت نہ رہی۔ یہ جماعت جو باغ میں نماز ادا کر رہے تھے (۷۰) افراد پر مشتمل تھی اور ہر شخص کو الگ الگ حال درپیش ہوا۔ کوئی رو رہا تھا تو کوئی خاک میں لوٹ رہا تھا اور کوئی صحرا کی طرف دوڑ رہا تھا جبکہ مولانا ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا عمامہ کوٹ اور جبہ پھینکا ہوا تھا اور چاروں طرف گھوم رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میری دلیل خفا ہو گئی اور مٹی اپنے سر پر ڈال رہے تھے۔

اسی طرح کی حالت ہمارے مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نماز اور صحبت میں بعض دوستوں پر طاری ہوتی ہے اس لئے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حقیقی نقشبندی ولی ہیں اور صاحب انوار و فیوضات ہیں اور صداقت کے ساتھ اپنے متقدمین بزرگانِ طریقت کے نقشِ قدم پر گامزن ولی اللہ اور صاحب وقت ہیں۔

"الحمد للہ تعالیٰ افاض اللّٰہ علینا من فیوضاتہ دائما آمین"

اس واقعہ سے اگر ایک طرف نماز میں وجد و حال کا اثبات ہوتا ہے تو دوسری طرف یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں کتنا جذب و وجد اور حال موجود ہے جیسا کہ روح المعانی کی عبارت میں بھی یہ گزرا کہ: "وقد شاھدنا ذلک فی الخالدین من اھل طریقۃ نقشبندیۃ" اور حضرت خواجہ شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مکاتب شریف کی بعض عبارات بھی پہلے نقل کی جا چکی ہیں کہ حضرت شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدین پر کس قسم کا وجد و حال آیا کرتا تھا۔ اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوب نمبر ۳۰۲: ج:۱: کی عبارت بھی پہلے گزر چکی ہے جس میں کثرتِ وجد و حال کو مقامِ ظلال میں ثابت کیا تھا۔ اور احیاناً تجلی ذاتی کے مقام میں بھی تغیرِ احوال غشی دک وفک ثابت کیا تھا۔ تو ابھی آپ خود فکر کریں کہ بعض منکرین تو اپنے آپ کو نقشبندیوں میں شامل کرتے ہیں حالانکہ انہیں اپنے اسلاف کے بارے میں کوئی علم ہی نہیں۔ اگر یہ منکرین جو اپنے آپ کو نقشبندیوں میں شامل کرتے ہیں اگر انہیں اپنے اسلاف کے بارے میں علم ہوتا تو کبھی بھی یہ وجد و حال سے منکر نہ ہوتے۔

ایسے لوگوں کے بارے میں جو اپنے آپ کو نقشبندی کہتے ہیں حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

کارِ شیطان می کند نامش ولی گر ولی اینست لعنت بر ولی
از بیرون چون گود کافر پُر حلل وزدرون قہر خدائی عز و جل

ترجمہ: شیطان کے کام کرنے والا اپنے آپ کو ولی کہے تو اگر ولی ایسا ہو جو شیطانی کام کرتا ہو تو ایسے ولی پر لعنت ہے۔

باہر سے کافر کی قبر کی طرح خوبصورت نظر آئے اور اندر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہو رہا ہو گا۔

الغرض: میرے عزیز بھائیو! وجد و حال باہر از نماز اور عین نماز کی حالت میں اولیاءِ کرام خاشعین اور حقیقی اہلِ تصوف کیلئے کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع امت کے ساتھ ثابت ہے اور اس امرِ حق سے انکار کرنا کفر، زندیقیت اور الحاد ہے۔

منکرینِ وجد و تواجد کے شبہات اور ان کے جوابات

منکرینِ وجد و حال یک طرفہ روایتوں اور مطلق عبارتوں سے کام لے کر سادہ لوح اور کم فہم لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جیسا کہ منکرین نے یہی طرز اپنایا ہے۔ اس باب میں ایسی یک طرفہ عبارات اور روایتوں کا صحیح محمل بیان کیا جائے گا اور ان کے جوابات قویہ کا ذکر کیا جائے گا کہ کہیں دوسرے منکرین و زندیق کسی سادہ و کم فہم کو دھوکہ نہ دے سکیں۔ (فاقول وباللہ التوفیق)

اعتراض اول: منکرین اعتراضا کہتے ہیں کہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کہا گیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا حال قرآن پاک سنتے وقت کیسا ہوتا تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے، بدن لرز رہا ہوتا، تو کسی نے کہا کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ قرآن پڑھا جائے تو بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اعوذ باللہ پڑھی۔ اور اسے شیطانی کام قرار دیا تو معلوم ہوا وجد و حال اور جذب ایک

شیطانی عمل ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک عراقی آدمی پر آئے جو بے ہوش ہوا تھا تو آپ نے پوچھا کہ اس پر کیا ہوا ہے۔ حاضرین نے کہا کہ جب اس کے سامنے قرآن پاک پڑھا جاتا ہے یا ذکر کیا جاتا ہے تو اس پر یہ حالت آتی ہے تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ کبھی ہم نہیں گرتے اور پھر فرمایا کہ اس کے پیٹ میں شیطان گھس گیا ہے اور صحابہ کا طرزِ عمل ایسا نہ تھا۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ وجد وحال اور بے ہوشی شیطانی عمل ہے۔ دوسرا یہ کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا گیا کہ بعض لوگ جب قرآن سنتے ہیں تو بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا! کہ قرآن پاک اس سے زیادہ پاک اور معزز اور عظیم ہے۔ کہ لوگوں کی عقل زائل کرے لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ شیطانی عمل ہے۔

دوسرا یہ کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ بعض لوگ قرآن سنتے وقت بے ہوش ہو جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا! کہ اسے کوٹھے کی چھت پر بٹھاؤ۔ اور اول تا آخر ان کو قرآن پاک سناؤ اگر بے ہوش ہو کر گر جائیں تو صادق ہیں ورنہ کاذب اور ریاکار ہیں تو ان سب روایات سے وجد وحال کی نفی ثابت ہوئی۔

"الجواب بعون الملک الوھاب"

اولاً: تو ان تمام عبارات سے صرف اور صرف غشی (بے ہوشی) کی نفی معلوم ہوتی ہے اور بے ہوشی کے علاوہ باقی اقسام کے وجد وحال کی نفی بالکل ثابت نہیں ہوتی۔ تو منکرین جو ان روایات کی وجہ سے مطلق وجد وحال کی نفی کرتے ہیں یہ ان کی اعلیٰ درجہ کی حماقت، جہالت اور بلادت (کند ذہنی) ہے اور علی الاعلان عناد مع الحق ہے۔

ثانیاً: کہ اگر بے ہوشی یا غشی علی الاطلاق شیطانی حال ہے تو العیاذ باللہ پھر حضرت آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، داؤد علیہ السلام اور سید المرسلین ﷺ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عمر فاروق، حضرت ابن عمر، حضرت جعفر صادق، حضرت ثعلبہ انصاری، حضرت ابو ہریرہ، امام شافعی، زرارہ تابعی، ربیع بن اخثم تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، اور دوسرے بہت سارے اصحاب اور تابعین اور ائمہ دین پر غشی و بے ہوشی آتی تھی۔ جیسا کہ پہلے باب میں احادیث وآثار میں مفصلاً گزر چکا ہے۔

ثالثاً: ان عبارات کی نفی کیلئے ایک خاص محمل ہے اور وہ یہ ہے کہ ان اکابر نے ان لوگوں کی غشی اور بے ہوشی تکلفاً اور مکر اًمانا تھا۔ تو اس سے صادقین اور حقیقی غشی کی نفی کبھی نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ کہ عام حالات میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر قوت استعداد کی وجہ سے غشی نہ آتی تھی۔ اس لئے عام حالات میں غشی کی نفی کرتے ہیں۔ تسلی کیلئے تفسیر مظہری اور روح البیان کی عبارات ملاحظہ کریں جو پہلے گزر چکی ہیں لیکن تھوڑے ضروری جملے ادھر بھی ملاحظہ کریں کہ اعتراض کا تسلی بخش جواب ہو جائے۔

(۱): علامہ عارف باللہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی نقشبندی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر مظہری: ج:۸: ص:۲۰۹: سورۃ زمر: آیت:۲۳: کی تفسیر میں مذکورہ بالا اعتراض کے جواب میں اس طرح رقمطراز ہیں کہ:

"وجہ طریان ھذہ الحالۃ کثرۃ نزول البرکات والتجلیات مع ضیق حوصلۃ الصوفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ وضعف استعدادہ وانما لم توجد ھذہ الحالۃ فی الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہ (فی عامۃ الاحوال) مع وفور برکاتھم لسعۃ حواصلھم وقوۃ استعدادھم ببرکۃ صحبۃ النبی ﷺ واما

غیر الصحابة رضی اللہ تعالٰی عنهم من الصوفية رحمة الله تعالٰی علیهم فعدم طريان تلک الحالة عليهم اما لقلة نزول البركات واما لسعة الحوصلة (الى ان قال) وقول ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنهما ان الشيطان يدخل في جوف احدهم وكذا استعاذة اسمآء رضى الله تعالٰی عنها فمحمول على انهما زعما غشي ذلك الرجل تكلفًا ومكرًا ولذا نسبه الى الشيطان وانما كان انكار تلک الحالة منهما لعدم طريان تلک الحالة عليهما وعلى امثالهما بناء على وسعة الحوصلة وقوة الاستعداد ويدل على ما قلت انه ذكر عند ابن سيرين رضی اللہ تعالٰی عنه الذين يصرعون اذا قرئ عليهم القرآن فقال بيننا وبينهم ان يقعد احدهم على ظهر بيته باسطا رجليه ثم يقرء عليهم القرآن من اوله الى آخره فان رمى بنفسه فهو صادق حيث علق صدقه على رمى نفسه من ظهر بنية رتفعة فعلم منه انه حمله صرعه على الكذب والتكلف. الخ" (مظهری)

ترجمہ: غشی اور بے ہوش ہونے کی حالت آنے کی وجہ یہ ہے۔ برکات وتجلیات کا کثرت سے نزول ہوتا ہے اور صوفی اور سالک کا حوصلہ پست ہوتا ہے اور استعداد ضعیف ہوتی ہے اور اصحاب کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم پر عام حالات میں یہ حالت نہیں آئی (اگرچہ احیانًا آئی ہے) حالانکہ ان پر تو زیادہ برکات وتجلیات کا نزول ہوتا تھا لیکن ان کے حوصلے پختہ اور استعداد قوی تھے جس کی وجہ حضور اقدس ﷺ کی صحبت کی برکت تھی اور جو صحابۂ کرام کے علاوہ عام صوفیہ کرام ہیں جن پر یہ حالت نہیں آتی تو اس کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ یا تو ان پر نزول برکات کم ہوگی۔ دوم یہ کہ ان کی استعداد زیادہ اور قوی ہوگی۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ حضرت

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول کہ بے شک شیطان اس شخص کے پیٹ میں گھس گیا اور اس طرح حضرت اسمآء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اعوذ باللہ پڑھنا محمول ہے ان اشخاص کے تکلف اور مکر پر (اس سے حقیقی غشی کی تردید مراد نہ تھی) اسی وجہ سے اس کی نسبت انہوں نے شیطان کو کی۔ (اگر کہیں تکلفاً غشی پر تردید محمول نہ ہو تو پھر صحیح تاویل یہ ہوگی کہ) اس حالت سے ان دونوں مبارکوں نے اس وجہ سے انکار کیا کہ عام حالت میں ان اشخاص کی مثل قوت استعداد زیادہ ہونے کیوجہ سے آپ دونوں پر غشی نہ آئی ہو اور میری اس مذکورہ دلیل پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ان لوگوں کا تذکرہ ہوا جو قرآن سن کر بے ہوش ہو جائے تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے اور ان کے مابین صداقت کا حال معلوم کرنے کی یہ شرط ہے کہ ان میں سے ایک شخص کو ایک کوٹھے کی چھت پر اس طرح بٹھایا جائے کہ اس کے پاؤں لٹک رہے ہوں اور اس پر اول سے آخر تک پورا قرآن پڑھا جائے تو اگر اس نے اپنے آپ کو چھت سے نیچے گرایا اور بے ہوش ہو گیا تو پھر صادق ہے اس لئے کہ اپنے آپ کو اونچی جگہ سے گرا کر بے ہوش ہونے سے انہوں نے اپنی صداقت ثابت کر دی۔ لہٰذا ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے بھی ثابت ہوا کہ آپ نے بھی اس شخص کا بے ہوش ہونا جھوٹ اور تکلف پر محمول کیا۔ نہ یہ کہ صادقین کیلئے حقیقی غشی کے منکر تھے کــــــلا وحاشا ثم کلا وحاشا۔

(۲): اسی طرح علامہ عارف باللہ اسماعیل حقی بروسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر روح البیان شریف: ج:۸: ص:۱۰۰: سورۃ زمر: آیت:۲۳: کی تفسیر میں مذکورہ بالا اعتراض کا جواب اس طرح دیتے ہیں:

"یقول الفقیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لا شک ان القدح والجرح

انما هو في حق اهل الرياء والدعوى وفي حق من يقدر على ضبط نفسه كما اشار عليه السلام بقوله (من عشق وعف و كتم ثم مات مات شهيدا) فان من غلب على حاله كان الادب له ان لا يتحرك بشئ لم يؤذن فيه واما من غلب عليه الحال و كان في امره محقا لا مبطلا فيكون كالمجنون حتى يسقط عنه القلم فباى حركة تحرك كان معذورا فيها فليس حال البداية والتوسط كحال اهل النهاية فان ما يقدر عليه اهل النهاية لا يقدر عليه من دونهم و كان الاصحاب ومن في حكمهم ممن جاء بعد هم راعوا الادب في كل حال ومقام بقوة تمكينهم بل لشدة تلوينهم في تمكينهم فلا يقاس عليهم من ليس له هذا التمكين فرب اهل تلوين يفعل ما لا يفعلا اهل التمكين وهو معذور في ذلک لکونه مغلوب الحال ومسلوب الاختيار "

(تفسیر روح البیان: ج:۸: ص:۱۰۰)

ترجمہ: فقیر کہتا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ عشق کی قباحت و جرح صرف ریا کار اور اہلِ دعویٰ لوگوں کے حق میں ہے اور ان لوگوں کے حق میں ہے جو اپنے نفس کو کنٹرول کرنے پر قادر ہوں (اور ویسے ہی مکرا و تکلفاً عشق کا اظہار کریں) جیسا کہ اشارہ کیا ہے ہمارے نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث میں (جو شخص اللہ تعالیٰ پر عاشق ہو جائے اور اپنے عشق کو مخفی رکھے حتی کہ وفات پا جائے تو وہ شہید مرا) تو اگر سالک پر حال غالب ہوا تو اس کیلئے ادب یہ ہے کہ کوئی غیر شرعی حرکت نہ کرے اور اگر کسی سالک پر حال غالب ہو اور اپنے کام میں حق بجانب ہو باطل نہ ہو تو اس کی مثال پاگل کی طرح ہے کہ مرفوع القلم ہے اور جس طرح کی بھی حرکت کرے اس میں یہ معذور ہے اور مبتدی کا حال متوسط اور منتہی کی طرح نہیں ہوتا کیونکہ منتہی جس چیز پر قادر ہوتا ہے اس کے ماتحت اس پر قادر نہیں ہوتے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور وہ

جو ان کے حکم میں تھے اور جو بعد میں آئے تھے انہوں نے ہر حال اور ہر مقام میں ادب کی رعایت کی تھی جس کی وجہ سے قوت تمکین بلکہ شدت تلوین فی التمکین تھی لہٰذا ان پر وہ لوگ قیاس نہیں کئے جائیں گے جن کو ان کے برابر تمکین حاصل نہ ہوں تو بہت سے اہلِ تلوین ایسے کام کر جاتے ہیں جو اہلِ تمکین یعنی اہلِ صحو نہیں کرتے کیونکہ یہ اہلِ تلوین اس میں معذور ہوتے ہیں کیونکہ مغلوب الحال اور سلوب الاختیار ہوتے ہیں۔ (فاندفع الاشکال فهٰذا غیره)

اعتراض ثانی: منکرین کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

''السماع والقوال والرقص الذی یفعله المتصوفة فی زماننا حرام لایجوز القصد الیه والجلوس علیه'' تو لہٰذا سماع اور رقصِ اہلِ تصوف کا یہ حرام ہے۔

''الجواب بعون الملک الوهاب''

یاد رکھیں یہ بات کہ ایک صوفیۂ کرام ہوتے ہیں اور ایک متصوفہ۔

صوفیۂ کرام وہ ہوتے ہیں جن کا ظاہر شریعت محمدی ﷺ کے ظاہر کے ساتھ اور ان کا باطن سے آراستہ ہو اور وہ انوار وتجلیات ربانیہ سے بہرور ہوں تو ان کا وجد وحال اور رقص وسماع حق وثابت ہے جس کے بارے میں کافی دلائل پہلے گزر چکے ہیں۔

متصوفہ وہ ہوتے ہیں جو تصوف کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ یہ شریعت کے ظاہر پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور نہ ہی باطن کے حال سے واقف ہوتے ہیں بلکہ دھوکے کے شیخ ریاکار اور فاسق ہوتے ہیں اور تصوف کو اپنے عیب چھپانے کیلئے بطورِ پردہ استعمال کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کا رقص وسماع اور تواجد بالکل ممنوع ہے اور حرام ہے لہٰذا جن مقامات میں فقہاءِ کرام نے رقص وسماع یا وجد وتواجد کی تردید کی ہے تو وہ سب ان متصوفہ پر محمول ہے تو ان دونوں کے درمیان فرق کرنا لازمی ہے لہٰذا فتاویٰ ہندیہ میں جس رقص وسماع کی تردید کی ہے تو وہاں ''(المتصوفه فی زماننا) کی قید موجود ہے اور متصوفہ کی تردید میں کوئی نزع نہیں ہے۔

دوسری طرف اس فتاویٰ ہندیہ میں حقیقی صوفیۂ کرام کے وجد وحال غشی وسماع کا اثبات بھرپور طریقے سے کیا ہے جیسا کہ صاحب فتاویٰ ہندیہ لکھتے ہیں:

"فان فی زمانهم ربما ینشد واحد شعرا فیه معنی یوافق احوالهم فیوافقه من کان له قلب رقیق اذا سمع کلمة توافقه علی امر هو فیه وربما یغشی علی عقله فیقوم من غیر اختیار وتخرج حرکات منه من غیر اختیار وذلک مما لا یستبعد ان یکون جائزًا مما لا یواخذ به" (فتاویٰ عالمگیری ج:۵:ص:۳۵۲)

ترجمہ: حقیقی عارفوں کے زمانے میں کئی دفعہ ایک شخص شعر بناتا اور ان کے سامنے پڑھتا جس کا معنی ان کے احوال کے موافق ہوتا تو جس کا دل نرم ہوتا تو وہ اس شعر کے ساتھ موافقت کرتا تو کئی دفعہ اس کے عقل پر مدہوشی آجاتی، اور بے اختیار کھڑا ہو جاتا اور اس سے بے اختیار حرکات صادر ہوتیں اور یہ بعید نہیں کہ یہ جائز کام ہے اور اس پر مواخذہ نہیں۔

پوری عبارت پہلے گزر چکی ہے ادھر ملاحظہ کریں تو معلوم ہوا کہ تردید متصوفہ پر محمول ہے اور اثبات حقیقی اہل تصوف کیلئے ہے۔

اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی مجموعۃ الرسائل: ج:۱: ص:۱۷۳: میں پہلے تو حقیقی صوفیاءِ کرام کے لئے وجد وتواجد اور رقص وسماع کو ثابت کیا ہے اور بعد میں فاسق متصوفہ کے احوال پر تردید کی ہے اور فرماتے ہیں کہ:

"بل کلامنا مع هولاء العوام الفسقة اللئام الذین اتخذوا مجالس الذکر شبکة لصید الدنیا الدینة وقضاء لشهواتهم الشنیعة الردیة من کلامهم واجتماعهم من المردان والتلذذ وتنزیله علی اوصافهم الحسان وغیر ذلک الی آخر ما قال" (مجموعة الرسائل: ج:۱ :ص:۱۸۴)

ترجمہ: بلکہ ہماری بات تو ان فاسق اور رزیل عوام کے ساتھ ہے جنہوں نے اس رزیل دنیا کا شکار کرنے کیلئے اور اپنی ناکارہ خواہشات کو پورا کرنے کیلئے مجالس ذکر کا حال کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اور امرد کو اپنے ارد گرد جمع کر کے ان کے ساتھ شہوت کی باتیں کرتے ہیں اور گانوں سے تلذذ لیتے ہیں اور ان گانوں میں ان کے اوصاف بیان کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ دیگر خلافِ شرع کام کرتے ہیں (تو ہم ان لوگوں کے وجد و تواجد کی تردید کرتے ہیں کہ یہ شیطانی وجد و تواجد ہے نہ کہ رحمانی)

اسی طرح علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف (الحدیقة الندیة: ج:۲: ص: ۵۳۳) میں حقیقی اہلِ تصوف کیلئے وجد و تواجد اور رقص و سماع ثابت کیا ہے اور فاسق و جاہل متصوفہ کے رقص و تواجد و سماع کی تردید کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''ورد ما يفعلونه وهم سكار باكل الحشيش وبالخمر وانواع المسكرات وتحضر في مجالسهم المردان الحسان ما بين الفسقة اللوطيين فيحصل منهم المس بالشهوة والتقبيل وغير ذلك من انواع الاثام''(حديقة الندية: ج: ۲: ص: ۵۱۸)

ترجمہ: متصوفہ کے وہ افعال و احوال قابلِ مذمت ہیں جب وہ چرس و شراب اور دوسری نشہ آور چیزیں کھا کر نشہ کی حالت میں ہوتے ہیں اور ان کی مجالس میں خوبصورت مرد فاسق و لواطت کرنے والوں کے درمیان حاضر ہوتے ہیں اور وہ انہیں شہوت کے ساتھ چھوتے ہیں اور بوسہ لیتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر گناہ کے کام اور خلافِ شرع امور ان کے مجالس میں جاری ہوتے ہیں۔

علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف (کشف النور عن اصحاب القبور) میں جذبِ رحمانی کے متعلق اس طرح رقم طراز ہیں:

"وبیان ذلک انا نسالہ ما الذی حملک حتی صحت وزعقت واضطربت فان بین معنی الهیا یحمل ذلک وشرح لنا شیئا من المعانی الواردة علی قلبہ عند السماع بحیث نستدل بالثمرة علی الاغصان وبالزهرة علی البستان سلمناه ذلک واعتقدناه فیہ الصلاح "(کشف النور ص: ۲۱)

ترجمہ: اوراس کی وضاحت کہ ہم اس مجذوب سالک سے پوچھیں گے کہ وہ کس وجہ سے چلا رہا تھا اور شور مچا رہا تھا اور اس پر کیوں اضطراب اور حرکات آرہی تھیں؟ تو اگر کہیں اس طرح کا معنی بیان کیا جس کیوجہ سے اس پر یہ حال طاری ہوا تھا اور اس کے دل پر سماع وارد ہوئی ایک چیز کی وضاحت کی اس طرح کہ میوہ سے ہم درخت پر اور پھولوں کی شاخ سے ہم باغ پر دلیل پکڑتے ہیں تو پھر ہم اس کیلئے یہ حال وجد وجذب تسلیم کریں گے اور اس پر نیک عقیدہ رکھیں گے۔

اسی طرح علامہ نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (حدیقۃ الندیۃ: ج: ۲: ص: ۵۱۸، ۵۲۰) پر فرمایا ہے کہ:

"جو لوگ ہمیشہ قسما قسم گناہوں میں مبتلا ہوں اور مسکرات کھاتے ہوں اور اپنے آپ کو تصوف کے ساتھ منسوب کرتے ہوں تو ان کا حال مردود ہے اور اگر عارفین باللہ اور عاملین بالشریعۃ ہوں تو ان کیلئے وجد وتواجد ورقص وسماع ثابت ہے اور ان کے حال شریفہ محمودہ ہیں جو کہ بعد میں دونوں عبارتیں برکلی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے جواب میں آئیں گے"

الغرض نفی وجد وتواجد اور رقص وسماع متصوفہ اور خلاف شرع جاہل اور فاسق لوگوں پر محمول ہے اور اس کا اثبات حقیقی اہلِ تصوف اور باعمل عارف پر محمول ہے تو جو یہ فرق نہ جانے وہ جاہل ہے اور اگر ایک شخص جانتا ہے لیکن اپنے آپ کو بے خبر فرض کرتا ہے تو وہ معاند او

تجاہل ہے۔

اعتراض ثالث: تیسرا اعتراض منکرین وجد وحال اس طرح کرتے ہیں کہ علامہ پیر علی برکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طریقہ محمدیہ میں لکھا ہے کہ:

"ویدخل فی الرقص والاضطراب ما یفعله بعض الصوفیة" لہٰذا اہلِ تصوف کا رقص بھی ممنوع رقص واضطراب میں شامل ہے۔

"الجواب بعون الملک الوہاب"

سیکھ لیں یہ بات کہ طریقہ محمدیہ کی اس عبارت میں اہلِ تصوف سے مراد متصوفہ اور فاسق ہیں جیسا کہ مشہور محقق اور شارح طریقہ محمدیہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب (حدیقة الندیة: شرح طریقه محمدیه) میں فرماتے ہیں:

"قوله: مایفعله بعض الصوفیة ای الذین ینسبون انفسهم الی مذهب التصوف وهم مصرون علی انواع الفسوق والفجور ویاکلون الحشیش ویشربون الخمور فی زماننا من غیر تخصیص احد بعینه هذا وصف" (حدیقة الندیه: ج:۲:ص:۵۱۸)

ترجمہ: ماتن کا یہ قول کہ یہ جو کرتے ہیں بعض متصوفہ تو اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو مذہب تصوف سے منسوب کرتے ہیں اور یہ لوگ قسما قسم فسق وفجور اور گناہوں میں ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں چرس اور شراب پیتے ہیں ہمارے زمانے میں کسی خاص معین شخص کو نہیں مخصوص کرتے بلکہ اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جس میں مذکورہ صفات قبیحہ موجود ہوں۔

اعتراض رابع: چوتھا اعتراض منکرینِ وجد وحال یہ کرتے ہیں کہ پیر علی برکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طریقہ محمدیہ میں لکھتے ہیں:

"فاول ما احدثه اصحاب السامری لما اتخذ له عجلا جسدا له

خوار قاموا یرقصون علیه ویتواجدون فھو دین الکفار "تو معلوم ہوا کہ رقص وتواجد سامری کے ساتھیوں اور کفار کا دین ہے۔

"الجواب بعون الملک الوھاب"

پہلے اکثر احادیث وآثار رقص ووجد کے بارے میں دلائل کے طور پر پیش کیے جا چکے ہیں اور اقوالِ مفسرین وفقہاء میں بھی کثیر دلائل گزر چکے ہیں تو ان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عبارات بالا کا مطلب یہ ہے کہ فساق، مبتدعین اور خلافِ شرع لوگوں کا رقص وتواجد سامری اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مشابہ ہے اور حرام ہے اس لئے کہ رقص ووجد کے سبب کو سامنے رکھنا چاہئے اگر سبب محمود ہے تو رقص ووجد وتواجد بھی محمود ہے اور اگر سبب حرام ہو تو یہ بھی حرام اور اگر سبب مباح ہو تو یہ بھی مباح جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے:

"حکم الرقص حکم مھیجه ان کان فرحه محمودا والرقص یزیده ویؤکده فھو محمود وان کان مباحا فھو مباح وان کان مذموما فھو مذموم"
(احیاء العلوم: ج:۲: ص:۳۰۴)

ترجمہ: رقص کا حکم اس کے سبب پر منحصر ہے تو اگر خوشحالی کے اچھے سبب سے ہو اور رقص سے اس میں زیادتی آتی ہو اور اسے مؤکد کرتی ہو تو یہ رقص بہتر اور محمود ہے اور اگر سبب مباح ہو تو یہ رقص بھی مباح ہے اور سبب برا اور مذموم ہو تو یہ رقص بھی مذموم ہے۔

حقیقی اہلِ تصوف کے وجد ورقص کا سبب انوارِ الٰہیہ کا ورود ہے اور یہ سبب محمود ہے لہٰذا ان کا وجد ورقص بھی محمود ہے سامری کے ساتھیوں کے رقص کا سبب امرِ الٰہی کی خلاف ورزی اور خواہشِ نفسانی کی اتباع تھا اور اسی طرح فساق متصوفہ اور ریاء کاروں کے رقص وتواجد کا سبب مذموم ہے تو اس قسم کا رقص بھی مذموم اور حرام ہے۔

حدیث شریف میں حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رقص مروی ہے سبب محمودہ کی وجہ سے جیسا کہ باب احادیث وآثار میں گزر چکا ہے اور امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"فکان ھذا اصلاً فی رقص الصوفیۃ رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیھم لما یدرکونہ من لذات المواجید وقد صح القیام والرقص فی مجالس الذکر والسماع عن جماعۃ من کبار الائمۃ منھم شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام" (الحاوی للفتاوی: ج: ۲: ص: ۲۲۴)

ترجمہ: یہ حدیث صوفیاءِ کرام کے رقص کیلئے دلیل ہے جب وہ حضرات وجد کی لذات حاصل کرتے ہیں اور مجالسِ ذکر وسماع میں کھڑے ہونا اور رقص کرنا ائمہ کبار کے بڑے گروہ سے ثابت ہے جس میں سے ایک شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام ہیں۔

تفصیلی عبارات پہلے گزر چکی ہیں لہٰذا حقیقی اہلِ وجد کے رقص کو حرام کہنا یا سامری کے ساتھیوں کے رقص پر قیاس کرنا عناد مع الحق اور ضلالت ہے اور ایک طرف کی عبارت پیش کرنا اور دوسری طرف سے سکوت کرنا جہالت یا تجاہل وعناد مع الحق ہے۔

اعتراض خامس: منکرینِ وجد وحال پانچواں اعتراض یوں کرتے ہیں کہ علامہ برکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ الاسلام جلال الدین گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے:

"وسید الطائفۃ احمد النسوسی صرح بحرمۃ ورایت فتوی شیخ الاسلام جلال الملۃ والدین الکیلانی ان مستحل ھذا الرقص کافر بالاجماع" تو معلوم ہوا کہ رقص حرام ہے اور اسے حلال کہنا کفر ہے۔

"الجواب بعون الملک الوھاب"

اس عبارت کا جواب یہ ہے کہ ایک رقص فساق، جاہل اور خلافِ شرع متصوفہ کا ہے

تو یہ حرام ہے اور اسے حلال کہنا کفر ہے۔ جبکہ باعمل صادقین صوفیۂ کرام کا رقص لاجل الواردات المعنویۃ تو وہ بالکل جائز اور ثابت ہے اور اس سے انکار کرنا کفر ہے جیسا کہ بار بار پہلے احادیث و آثار اور اقوالِ علمائے دین کی روشنی میں واضح ہو چکا ہے اور بالخصوص (حدیقة الندیة: ج:۲: ص:۵۲۳: الحاوی للفتاوی: ج:۲: ص:۲۲۴: فتاوی رد المحتار للشامی: ج:۳: ص:۳۲۷: قبیل باب البغاۃ: مجموعة الرسائل: ج:۱: ص:۱۷۳: احیاء العلوم: ج:۲: ص:۳۰۴) کی عبارات حقیقی اہلِ تصوف کے اثبات کے بارے میں پہلے گزر چکی ہیں ادھر ملاحظہ کریں۔

علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ برکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ بالا عبارات کی توجیہہ اس طرح فرماتے ہیں:

"ولعل الشیخ کان له اطلاع علی صوفیة مخصوصین موصوفین بما تقدم من الاوصاف (ای انواع الفسق و الفجور) والافلیس کل الصوفیة سوآء کما انه لیس کل العلماء والفقهاء والمدرسین سوآء کما انه لیس کل القضاة والامرآء والوزراء والسلاطین سوآء بل فیهم الصالح وفیهم الاصلح وفیهم الفاسد وفیهم الافسد وهو امر شائع مشهور ولا شبهة فیه عند الجمهور والناقص القاصر من الجاهلین هو الذی یتبع الفاسد ویستکشف عن عورات المسلمین واهل الکمال لا یرونه الا الکمال ویسترون القبائح والعیوب بالاعراض والتاویل باشرف الخصال" (حدیقة الندیة: ج:۲: ص:۵۲۰)

ترجمہ: شاید حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کسی ایک خاص قسم کے متصوفہ کی اطلاع ملی ہو جو فسق و فجور کے اوصاف سے متصف ہو اور اگر اس طرح نہ ہو تو سارے صوفیۂ کرام ایک جیسے

نہیں ہوتے جیسے کہ سارے علماء کرام، فقہاء اور مدرسین ایک جیسے نہیں اور جیسے کہ قاضی، حکماء، وزراء اور سلاطین ایک جیسے نہیں ہوتے بلکہ ان میں بعض نیک اور بعض بہت زیادہ نیک اور بعض فاسد اور بعض بہت زیادہ فاسد ہوتے ہیں یہ ایک مشہور اور شائع خبر ہے جس میں جمہور کے نزدیک کوئی شک نہیں کہ جاہلین میں سے قاصر اور ناقص شخص وہ ہے جو صرف فاسد کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور مسلمانوں کے عورات لوگوں میں ظاہر کرتے ہیں اور اہلِ کمال لوگ وہ ہیں جو اہلِ تصوف سالکین کو کمال کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے قبائح اور عیوب کو اعراض سے چھپاتے ہیں اور اشرف الخصال سے ان کی تاویل حسنہ کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ تردید کی عبارتیں مفسدین پر محمول ہیں اور اثبات کی عبارتیں صالحین پر محمول ہیں اور ان کے مابین فرق نہ کرنا جہالت یا عناد مع الحق ہے۔

اعتراض سادس: منکرین کا چھٹا اعتراض یہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہلِ منصب کے لئے رقص کو مکروہ جانتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"الرقص مکروہ لذوی المناصب لانہ لا یلیق بھم"

اور شیخ اجل شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی فرماتے ہیں:

"ولکن لا یلیق الرقص بالشیوخ ومن یقتدی بہ لما فیہ مشابھۃ اللھو واللھو لا یلیق بمنصبھم ویباین حال التمکین مثل ذلک" تو معلوم ہوا کہ رقص ایک نامناسب اور مکروہ کام ہے۔

"الجواب بعون الملک الوھاب"

اس کا جواب یہ ہے کہ رقص کی دو اقسام ہیں ایک مبتدین اور متوسطین کیلئے ہے تو یہ محمود ہے اور دوسری قسم منتہیین اور اہلِ تمکین کیلئے ہے جس کی پھر دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو بالکل غیر اختیاری ہو اور اپنے آپ پر ضبط کی طاقت نہ آئے تو یہ بھی محمود اور مناسب ہے جیسا

کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رقص یا شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اکابر ائمۂ دین کا رقص وغیرہ۔ دوسرا وہ جس میں ایک نوع اختیار موجود ہوتا ہے اور اپنے آپ پر ضبط کی طاقت ہو تو یہ بھی جائز ہے لیکن مشائخِ عظام کے منصب ارشاد اور حالِ تمکین کے ساتھ نامناسب ہے کیونکہ ان کیلئے بقدر الامکان تحمل ضروری ہے تو اگر اپنے آپ پر قابو کر سکے تو رقص نہ کرنا بہتر ہے اور رقص کے علاوہ دوسری اقسامِ وجد وحال کی ممانعت اور کراہت نہیں جیسا کہ **اقشعرار الجسد، جریان الدموع** اور **حرکات لطائف وغیرہ** ہو گیا۔

اعتراض سابع: ساتواں اعتراض منکرین کا وجد وحال کا اس طرح ہے کہ شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"شرط الوجد فی زعقته ان یبلغ الی حد لو ضرب وجهه بالسیف لا یشعر فیه وجع" تو معلوم ہوا کہ جس کا وجد وحال اس انداز تک نہ پہنچا ہو وہ صحیح وجد نہیں ہے

"الجواب بعون الملک الوهاب"

شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کی توجیہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم میں اس طرح بیان فرمائی ہے:

"فقد ذکر عند السری حدیث الوجد الحاد الغالب فقال نعم یضرب وجهه وهو لا یدری معناه انه فی بعض الاحوال ینتهی الی هٰذا الحد فی بعض الاشخاص" (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۳۰۴)

ترجمہ: حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے تیز اور غالب وجد کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ہاں اس کا چہرہ مارا جا رہا ہو اور اسے پتہ نہ چلے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ وجد بعض حالات میں بعض لوگوں کیلئے اس حد تک پہنچ جاتا ہے۔ (لیکن یہ کلی حکم نہیں ہے)

معلوم ہوا کہ یہ وجد کی ایک خاص قسم ہے جو بعض حالات میں بعض لوگوں پر آتا ہے اور ہر وقت ہر کسی پر اس قسم کا وجد نہیں ہوتا جیسا کہ علامہ سید احمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حاشیہ مراقی الفلاح:ص:۲۵۹: قبیل باب ما یفسد صلوٰۃ) میں لکھتے ہیں:

"الوجد مراتب وبعضہ یسلب الاختیار فلا وجد لمطلق الانکار"

ترجمہ: یعنی وجد کی بہت ساری قسمیں ہیں لیکن بعض وجد سے اختیار سلب ہو جاتا ہے لہٰذا مطلقاً انکار کیلئے کوئی دلیل نہیں۔

لہٰذا وجد کی بہت اقسام ہیں علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حدیقۃ الندیۃ: ج:۲:ص:۲۰۸) میں اسی قسم کے ایک اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں:

"سمعت عن ینتقد علی فقرآء الصوفیۃ فی زماننا انہ قال: لو رایناہ یتواجد منھم نغرزہ بسملۃ ونحوھا من ابرۃ الحدید فان احس بھا فھو کاذب فی وجدہ وھذہ حماقۃ وجھالۃ وعداوۃ لفقرآء طریق اللہ واضحۃ ولو غرز النبی ﷺ بابرۃ فی وقت نزول الوحی علیہ وغیبتہ عن عالم الحس بالکلیۃ لتالم بذلک ووجد الوجع منہ مع کمال صدقہ فی حالہ"

ترجمہ: میں نے اپنے زمانے میں منکرینِ اہلِ تصوف سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ: اگر ہم کسی کو وجد وتواجد کی حالت میں دیکھیں تو اس کے بدن میں کیل یا لوہے کی سوئی گھسا دیں گے (چبھو دیں گے) اگر اس کو تکلیف محسوس ہوئی تو وہ کاذب ہے۔ حالانکہ منکرین کا یہ قول مبنی برحماقت وجہالت ہے اور فقراءِ طریقت کے ساتھ واضح عداوت ہے اس لئے کہ اگر حضور ﷺ کے بدن مبارک میں بھی وقتِ نزولِ وحی سوئی چبھوئی جائے (معاذ اللہ) جو کہ اس وقت عالم حس سے بالکل غائب ہوتے ہیں تو آپ مبارک کو بھی الم ہوگا۔ حالانکہ آپ ﷺ اپنے حال میں کمال طور پر صادق ہیں۔

اعتراض ثامن: منکرینِ وجد وحال کا آٹھواں اعتراض یہ ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوب نمبر ۲۶۶: میں وجد وتواجد اور رقص وسماع سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ کام ممنوع ہے اور مکتوب نمبر ۳۶: میں اسے اطفال طریقت کا کام گردانا ہے۔

"الجواب بعون الملک الوھاب"

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک طرف حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود مکتوب نمبر ۳۶: اور مکتوب نمبر ۲۸۵: اور مکتوب نمبر ۳۰۲: ج:۱: میں وجد وتواجد اور رقص وسماع کو ثابت کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے مکتوب نمبر ۲۶: اور ۳۰۲: کی عبارات میں گزر چکا ہے۔ اور مکتوب نمبر ۲۸۵: کی عبارت یہاں ملاحظہ فرمائیں:

"بالجملہ سماع متوسطان را نافع است وقسمی منتہیان را نیز چنانچہ بالا گزشت (الی ان قال) وسماع ورقص ہر چند نسبت بہ بعضی منتہیان را نیز درکار است لیکن ایشان چوں ہنوز مراتب عروج در پیش دارند از اوساط اند (الی ان قال ملخصًا)

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ سماع متوسطین کیلئے نفع مند ہے اور اس میں ایک قسم منتہین کیلئے بھی نفع مند ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے (پھر آگے لکھتے ہیں) بعض منتہین کیلئے نسبت کے حساب سے رقص وسماع درکار ہے چونکہ ان کیلئے ابھی عروج کے مراتب درپیش ہیں اس لئے یہ متوسطین میں سے حساب کئے جائیں گے۔

اور دوسری طرف مکتوب نمبر ۳۶: اور مکتوب نمبر ۲۶۶: میں امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجد وتواجد کی تردید کرتے ہیں یا اسے کار اطفال بتاتے ہیں لہٰذا ان دونوں اقوال میں تطبیق کرنا ضروری ہوا اور وہ یہ کہ جہاں پر امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وجد ورقص وسماع کی تردید کی ہے تو اس سے مراد متصوفہ، ریاکار اور خلاف شرع اور حقیقی نور باطن سے محروم لوگوں کا

رقص و وجد ہے جن کے پاس طریقت کا کمال اور شرائط یا نور و فیض موجود نہ ہو اور صرف اپنے آپ کو اس وجد و رقص و سماع اور ذکر جہری میں مشغول رکھا ہو اور اسے کمال جانتا ہو۔

اور جن مقامات پر امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وجد و تواجد اور رقص و سماع کو ثابت کیا ہے تو ان سے مراد حقیقی اہلِ تصوف کا وجد و حال ہے جن کے پاس نورِ باطن بھی ہوتا ہے اور شریعتِ مطہرہ پر عمل پیرا بھی ہوتے ہیں اور ذوقِ دلی بھی رکھتے ہیں اور ان کی مجالس منکرات اور خلافِ شرع امور سے پاک وصاف ہوتی ہیں۔

تو ان جیسے لوگوں کیلئے وجد و تواجد اور رقص و سماع کثیر دلائل کی روشنی میں ثابت اور حق ہے لیکن مبتدی اور متوسط کا وجد و تواجد الگ ہے۔ اور منتہی کا الگ تو ہر ایک قسم اطفالِ طریقت کا خاصہ نہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واکمل)

اعتراض تاسع: نواں اعتراض یہ ہے کہ تفسیر قرطبی نے اہلِ تصوف کے وجد و رقص پر رد کیا ہے لہٰذا یہ ممنوع کام ہے۔

''الجواب بعون الملک الوہاب''

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ علامہ قرطبی کی اس تردیدی عبارت کو علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیقۃ الندیہ میں متصوفہ پر محمول کیا ہے اور بعض دوسرے فقہاءِ کرام کی عبارتیں جو کہ طریقہ محمدیہ کے متن میں لائے ہیں۔ ان کے ساتھ قرطبی کی یہ عبارت بھی لائے ہیں۔ اور ان سب کے آخر میں علامہ شارح نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

''واعلم ان هذا الذی سبق ذکره فی المتن (ای متن الطریقة المحمدية) من عبارات الفقهاء جميع فی تردید الوجد فی حق من ذکرنا هم من طائفة متصوفة (من الفساق) الله اعلم بایمانهم فلا تنزله انت فی حق کل من وجدتهم علی شبه منهم وقياس منک لهم علیهم فان الشیطان للانسان

عدو مبين و الا فان طريق الوجد والتواجد الذی تعلمه الفقراء الصادقون فی هذا الزمان وبعده کما کانوا یعلمونه من قبل فی الزمان الماضی نور وهدایة واثر التوفیق من اللّٰه تعالٰی وعنایة.الخ ''(حدیقة الندیة شرح طریقه محمدیه ج:۲:ص:۵۲۳)

ترجمہ: جان لو یہ کہ متن طریقہ محمدیہ میں جو تنقیدی عبارات فقہاءِ کرام کی گزری ہیں تو یہ سب متصوفہ فاسقین کے وجد کی تردید میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو بہتر جانتا ہے لہٰذا تو ان تنقیدی عبارات کو ہر شخص کے حق میں مت استعمال کیا کریں کہ جن کا ظاہر ان سے مشابہ نظر آئے اور نہ ان پر قیاس کر اس لئے کہ شیطان لعین انسان) کا کھلا دشمن ہے اور اگر اس طرح نہ کیا جائے تو صادقین فقراءِ کرام کا وجد و تواجد جس کی وہ تعلیم دیتے ہیں۔ اس زمانے میں اور تعلیم دیں گے آنے والے زمانے میں اور جیسا کہ پچھلے زمانے میں تعلیم دیا کرتے تھے تو یہ نور، ہدایت واثر اللہ تعالیٰ کی مہربانی وتوفیق ہے۔

لہٰذا قرطبی کی یہ عبارت متصوفہ، خلافِ شرع اور ریاکار اور فاسقوں پر محمول ہے اور حقیقی اہلِ تصوف کا وجد وحال اجماعی طور پر نور وہدایت ہے۔ اور اگر قرطبی کے اس قول کی تطبیق نہ کی جائے تو پھر قرطبی اگر چہ فقیہ اور عالم ہیں لیکن نہ تو علم الکلام میں امام مجتہد ہے اور نہ فقہ میں اور نہ تصوف میں، بلکہ فقہ میں وہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے اور مالکی مذہب سے ہے۔ اور پھر مالکیہ میں متشدد اور متعصب بھی ہے کیونکہ جلد اول میں حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تابعی کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی ہستی کو ضعیف کہا ہے۔ اور ابن سعد پر اعتماد کیا ہے۔

تو آیا ہم اہلِ انصاف اور بالخصوص احناف قرطبی کے اس قول کو مانیں گے؟ کــلا وحــاشــا۔ تو اس طرح اگر قرطبی علی الاطلاق وجد وحال کی تردید کرے اور حال یہ ہے کہ اس کے اثبات میں ہزاروں دلائل موجود ہوں تو ہم کبھی بھی قرطبی کے اس قول کو نہیں مان سکتے۔

بلکہ اسے تفرد خالطہ، قول غیر مقبول، اور مردود جانیں گے۔ اور یا تو حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی تاویل حسنہ اور تطبیق کریں گے۔ اور وہ یہ کہ وجد وحال کی تردید خلاف شرع اور فاسق متصوفہ پر محمول ہوگی۔

''اللّٰھم جذبنی بجذبات ربوبیتک واعطنی من خزائن کنوز رحمتک ووفقنی وجمیع المسلمین بمحبة مجاذیبک الذین محبتھم محبتک واحفظنی وجمیع المؤمنین من معادات مجاذیبک الذی معادتھم معادتک اللّٰھم لا تحرمنی من انوارھم واعطنی من اسرارھم واحشرنی فی زمرة اخیارھم واملاء السجین باغیارھم''

وارحم علی اصحابھم والفذ فی احبابھم   والصر علی اعدائھم ھم مستحقون القتل

حررهٗ

فقیر سید عبد الحق شاہ حنفی ترمذی سیفی۔

شروع کتاب: ۱: جون: ۲۰۰۹ء

اختتام کتاب: ۰۱: جولائی: ۲۰۰۹ء

موبائل نمبر: ۰۳۰۰۲۹۰۳۶۰۰